محدد بيوسات كوكن ـ ايم ـ اي

ریگر عربی و فارسی و اردو ، مدراس ، یاوئیدرستی

ویلمور کارداللہ کے پارائے شہروں میں سے ایک شہار ھے۔ آجکل ولا ضلع شمالي آركان صوبُه مدراس كا صدر مقام هه ـ المهارويس عددى عيسوى كي ابتدا ديس جب كنه دواب سحادت

الله خان آرکاٹ کے حکمران تھے، اس شہر کو بیڑی تارقی ھوی، کیبونکہ دواب موصوف اهل نابط سے تھے۔ اور انہوں نے اپنے

زمانید حکومت میں اپنے خاندان کے مختلف افراد کو باڑی باڑی دوکرداں دیس ان کے چھوٹے جھائی غلام علي کو ویلور کا علاقت

بطور جاگیر کے ملا۔ اور اس طرح اهل نایط مختلف جگہوں سے مست کر کرداشک کے مختلف شہروں میں آباد مونے لگے۔

ینه و به زمانند اها جنب کند دکن کی اسلامی حکومتیس اورنگ زينب كي بدوات بالكل ختم هوچكي تهيس - اب درهشون دے فهال سے زیادہ جیجابیور ، کودکس اور دوسارے علاقوں پر چھاپے ماردے شروع کردئے دھے ۔ جس کي وجمع سے کسي کو بھي ادس اور اطمينان

نصیب نہیں تھا۔ لوگ قمط سالی کی وجد سے دھی جالکل پریشان حال تھے۔ خاندان کے خاندان اپنی اپنی بستیوں کر چھاوڑ کر هجارت کاررهے تھے۔ اس وقت کارناٹک کا علاقات ہی انہیں پر امن نظر آردا تدا ، چنانچہ بہت سے ادل علم نے کرداشک کے منتلف شہروں میں آباد دونے کی کوشش کی - بحض لوگ ویلور آئے - انہیں میں سے دولانا مصد حسین بیجاپوری بھی تھے جو اس زمانے کے مشہور عالم تھے اور ویلور کے اکثار اهل علم نے ان کے سامنے زانوے ادب تھ کیا تھا ۔

جاقر آکات کا خاندان بھی بیجاپور سے ویلور آیا تھا۔ اب ڈھیک طور پر یہ معلوم دہیں دے کہ ان کا خاندان کس سنہ میں ویلور آیا' مگر داقر آگات یہیں ۱۲ رجب سنت ۱۱۵۸ ھجری کو چیدا دوے ان کے والد عاجد کا نام مصد درتضیٰ تا۔ وہ عوام میں مصد صاحب کے نام سے مشہور تھے۔

تحليم و تربيت

باقدر آگالا نے دسترر کے مطابق سب سے پہلے قرآن مجید شروع کیا اور اس کو سات سال کی عمر میں فتم کرلیا ۔ اس کے بحد فارسی کی درسی کتابیں پڑھنی شروع کیس ۔ ان کے چچا شیخ حبیباللہ خود ایک مدرس تھے جدو حضرت قربی کے ارشد تلامذہ میں گئے جاتے تھے آگالا نے گلستان سے لیکر تھفت الحراقیس تک تمام فارسی کتابیں ان سے پرٹھیس ۔ اس کے بحد حضرت سید شاد ابوالدسی قربی (۱) قدس سرد سے فارسی کی اعلی کتابیں مکندر نامہ اور قرآن المحدیس و غیرہ پڑھیس ۔

⁽۱) سید شالا ابدوالحسن قربی کا خاندان بھی بیجاپور سے ویلور آکر آباد هوا تھا۔ ان کے والد سید شالا عبداللطیف نقوی اپنے خاندان کو لیکر بیجاپور سے دکلے اس وقت قربی کی عدر چار سال کی تھی۔ ولا دو سال شانور میں رہے اور پھر چھہ سال آرکائ میس گزارے اس کے بعد تقریباً سند ۱۱۳۰ میں ویلور آئے اور پیس مقیم دوگئے۔

ویلور میس آگالا کی تحلیم کا سلسلا ادھی ختم نہیس صوا تدا کلا ان کو کسی وجد سے نتھرٹنگر یعنی تارچناپلی چانا پڑا۔ مگر وهاں دهی انہوں نے اپنی تعلیم کا سلسلا جاری رکھا۔ ایک صوفی منش جزرگ مولوی ولی الله سے عربی صرف و ند و کی کتابیس پڑھنی شاروع کیس - اور ان سے المصباح کا دو تہائی حصد اور الضوء فی شارح المصباح کا ایک جز پڑھا۔ باقار آگالا کی علمی استحدال اتنی موچکی تھی کد ولا کتابوں کو پڑھکر سمجھ علمی استحدال اتنی موچکی تھی کد ولا کتابوں کو پڑھکر سمجھ اے سکتے تھے۔ مولوی ولی الله دی کد ولا اینا

سن شحور کو پہنچنے کے بحد یہیں قربی کی تعلیم شروع مذی ۔ انہوں نے مولانا معدد حسین بیجاپوری سے فارسی اور مولانا معدد ساقی سے عاربی پڑھی ۔ مولانا معدد فضرالدین مہکری نایطی سے جو اس وقت کے ایک دشہور صرفی تھے تصرف اور سلوک کی تعلیم حاصل کی ۔ چونکہ بلا کے دھین تھے ۔ اس لئے تھوڑی ھی مدت میس تبام عاوم متداولہ میس کہال حاصل کرلیا ۔

قربي نے مولانا محمد فذرالدين نايطي سے بيتت كي اور قادرية طريقے پر ان سے خرقة خلافت پايا۔ پدر حضرت ميب محمد علي قدس سرة اور حضرت خواجة رحمت رثة نايب رسول الله سے قادرية ، نقشبندية چشتية اور رفاعية سلسلوں كي اجازت حاصل كي ـ پدر شيخ محمد مضدوم ساوى سے اذكار اور وظايف ميس استفادة كيا ـ اس طرح بہت جلد ولا لوگوں ميں مشہور اور محدوف هوگئے ـ هرايك كے لل ميس ان كي عظمت بيشة كئي ميكروں آلدى ان كے هاته پر بيعت كركے ان كے مريد هوگئے ان كو ويلور اور صوبة مدراس ميس تقدس كا بہت برا درجة الرجة حاصل هوگيا ـ اس كا نتيجة هے كه آج تك ان كے خاندان كو بہت برا درجة برا درجة حاصل هوگيا ـ اس كا نتيجة هے كه آج تك ان كے خاندان كو بہت برا احترام كرتے اللہ دهمي تقديس حاصل هے ـ دوگ ان كا بہت برا احترام كرتے بال دهمي تقدي حاصل ه

سارا وقب مختلف علوم و فنون کی کتابوں کے مطالعتے پر صرف کریس ۔ چنانچت آگاد نے ایسا می کیا ۔ اور تھوڑی سات میس علوم متداولت پر ایک گوند عبور حاصل کرلیا ۔

ویلور میں باقر آگاہ کو سید شاہ ابوالمسن قربی کے ساتھ جو عقیدت پیدا مہوی تھی وہ نتھڑنگر جانے سے کم نہیں ھوی۔ انہوں نے سند ۱۱۵ میں جب کہ ان کی عمر صرف سترہ سال کی تھی ، قربی کے متعلق ایگ پر زور فارسی قصیدہ ادکھا جس کا مطلح یہ تھا۔

آفتاب اوج وحددت ماهتاب بدرج دیس کاشف امرار قربس صادب عین الیقین

یع قصیلت جبوش عقیدت سے لبریز تھا۔ قربی دے اس قصیدے کو بہت پسند کیا۔ اور اس کے جراب میں یہ لکھا۔
'' قصیدہ غرا که در محم فقیر حقیر بود رمید محاشیش دیادہ دعام اللحم زد فزد کردہ آدد بایس قدر علم

چنیس فکر صایب بظهور آمد - چ-وس زیادت علم شود فکر کارها خواهد کرد که سزاوار آفریس تام و تحسین تمام خواهد بود - بحض محال اصلاح طلب است

الار در حضور می بودند ظاهر کرد میشد. والسلام ۴۰

قصودے کی سلاست اور روانی اور اس کے جوش اور جذبیہ سے قربی نے ادیدازہ لگالیا تھا کہ باقر آگاہ آگے چلکر شاعری میں بڑا نام پیدا کرینگے۔ اس بے بضاعتی علم پر ان کے فکر مشن کی یہ کیفیت ہو تو وفور علم کے بعد اس کی کیا کیفیت نام موگئی قربی کی پیشینگوئی سچی اور دھاے اللهم زد فزد مقبول ثابت ھوی چنانچہ وہ تھوڑے می زمانے میں سرآمد شعراء روزگار ہوگئے اور

فردائک کے اکثر شعراء ادمی سے اصلاح لینے لگے -

دو سال بحدد بحدي سنة ١١٥٥ ه مين باقر آگالا نته رادگر سے ويلور چلے آئے۔ اور اس مرتبع قربي سے ند صرف تحليم و تعلم اور مشق سدن كا سلسلا جارى ركھا بلكد ان كے هات پر بيحت بھي كراي اور ان كے مريد هوگئے۔

کسب سفن اور کسب سلوک کے علاوہ قربی کی صحبت سے آگاته

کو ایک بہت بڑا فاقلہ یہ پہنچا کہ ان کو عربی نظم و نثر کے لکھنے

پر بھی بڑیقدرت حاصل ہوگئی - قربی اس دور کے بہترین ادیب اور

فطیب تھے - عربی شعرا کا کلام اور مفتلف ادیبوں کی

عبارتیں انہیں ازبر تھیں - جبعہ میں وہ فصیح وبلیخ عربی فطب

دیا کرتے تھے - ان کے اس جوھر کہال سے بہت سے وابستگان علم

نے فاقید اثمایا - چنانچہ دواب غلام غوث خان اپنے تذکرہ گلزار

" نشر عاربی دکمال فصاحت و بلاغت تحاریار می نمود و ازیس ماید یور فاید مستفیدان خود را متلدی می فرمود " انهی کا فیض دها که باقر آگاه نے اگے چلکار عربی زبان و ادب میں بھی بڑا نام پیدا کیا جس کی تفصیل آگے آئیگی۔

پہ ڈیمیک طور پر معلوم نہیں ھوتا کہ اس مرتبہ آگاہ ویلور میں کتنے سال تک رہے۔ تذکروں کی عبارتوں میے ایسا مفہوم ھرتا ھے کہ آگاہ اپنے مرشد سید شاہ ابوالحسن قربی کی وفات مند ۱۱۸۲ ھ تک ویلور دیں رھے۔ اس لحاظ میے ان کی کل مدت اقامت پائچ سال ھوتی ھے۔ بہت مجکن ھے کہ وہ اس مدت دیں مدراس اور دوسرے مقامات کو بھی گئے اور آئے ھوں ۔ بہدر حال اس عرصے میں انہوں نے کئی ایک قصیدے اور دفتاف چھوٹی

بڑی مشنویاں اور بہت سی غزلیں اکمیں اور قربی سے اصلاح لی قربی کی دات سے آگاء کو بہت جڑا فاقدہ پہنچا ۔ انہوں نے کئی جگہ اس کا اعتراف کیا ہے ۔ چنانچہ ایک جگہ اکمتے میں

بود هر بیت سی آئیند دار دیدهٔ آگات که در وجد حس کسب سدی از دو الحس کردم دوسری جگد کهتے هیں -

جام جہاں دوا ھے نظم دقیق آگات صاف اس کو کر دیا ھے صیقل ابو الدس کا

جب سنة ۱۱۸۲ ه ميں قربي نے وفات پائي تو آگاة كے دل كو برا صددة بہنوا ـ انہوں نے ايك بہت هي پر سوز قطعة تاريفي لكما جو آج تك قربي كے مقبرے پر لكما دوا نظر آتا هے ـ ود قطعة يد هے ـ

بخسش چهن دین چو باغ خال شگفت گردید آن گهرها که در محارف مفت ظهور باعیانش دهان نهانده نهفت غیب خس و خاشاک غیر از دل رفت رحیل قا شود باجهان مطلق مفت قدس دوش بردوش شاد و خندان خفت قدس از سفر کردنش جهان آشفت کردم غاب قطب البداد هاتیف گفت

بوالمس آدکه از نم فینش قرطه گوش عرشیان گردید در دانهانش عیان دکرده ظهور از په واردان مشهد غیب کرد زین طاق تنگ عزم رحیل در حریم بقا بشاهد قدس بود جان جهان ازین معنی ذکر تاریخ رحلتش کردم

قددی کی وفات کے بعد باقر آگات کو اپنا پرادا کلام میچ اور بے و قصت معلوم هودے لگا۔ انہوں دے اس وقت تک جو کچم ادعا تھا اس کو پانی میں بہادیا اور شاعری سے دھی ایک

مدت تک کناری کشی اختیار کرلی - انہوں نے قربی کے حالات میں تحفق الاحسن فی مناقب السید ابی الحسن کے نام سے ایک کتاب لکھی ۔ اور اس طرح اپنے استاد کا ایک حد تک حق ادا کیا ۔

باقر آگاہ کی مختلف تصنیفات کو پڑھنے کے بحل اندازہ ہوتا مے کہ ان کے دل میں حضرت قربی کی بڑی عظمت اور منزلت تھی۔ ان کو وہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی کے بحد کا مرتبہ دیتے تھے۔ انہوں نے مختلف جگہوں پر ان کی بڑی ھی تجریف اور توصیف کی ھے۔

چنانچہ اپنے عربی مقادات کے پہلے دقامے المقادة الشمامة الكافورية في وصف معاهد الايلورية ميں هندوستان كي تطريف اور ويلور كے قلعة اور ارباب كمال اور پهلوں اور پهولوں كي تحريف كرنے كے بعد آخر ميں حضرت قربی كی شان ميں ايك لمبا عربی قصيدة لكها هے ۔جس كے چند اشعار ذيل ميں نقل كيے جاتے هيں -

شريف سيد سند كبريم غدا في الفضر مستند الكرام دو الصنديد في غرر السجايا و في التعليا الامام اجبن الامام ابنو الصن التعلي القدر شانا حسيني المناقب و المقام و ركن الدين للاسلام عونا على علاقة في الاهتمام و في نضب التقي سماة عال و في رقب التعلي مرقاة سامي و انت لدين ربك نعم عون و انت لشرع جدك غير حامي و انت لدين ربك نعم عون و انت لشرع جدك غير حامي كلادي عن ثنايك في قصور عليك تمية الدرب السلام الكلادي عن ثنايك في قصور عليك تمية الدرب السلام

میں سے در ایک کی ابتدا میں حدونعت اور منقبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلائی کے بعد بالالتزام قربی کی بھی تعریف کی دے - چنانچہ پہلے رسالۃ ماں دیپک میس کہتے ہیں -

خاصا قربی و شیخ زمن عرفان کے گفن کا پاک رتن می علم و معارف میں جعفر مے کرم میں معن اوس کا چاکر میں معن اوس کا چاکر میب عرفان کی تقریر کرے در سامح کون تصویر کرے تما علم کا او کشور پورا مے در قول اوسی کا یک بورا تما مدر فن میں و یہ جوڑا جو وعف کروں میں مے تصور اچما میں اوس کا حتی سوں پور اچمو دل اوس کانت مدرور اچما اسی طرح می درن کی ابتدا میں فرمانے میں ۔

باقر حیراں کے اوپ رکر کرم تیرے مریدان کی برکت ستے در پوتیرے رکد منجے شام و سدر صووے ترے روح مقدس اوپ ر علم کے دریا کا شوا نورتس گنج دقایت موں اتھا پور او محو حقیقت میں اتھا اوس کا حال اے درے فرماں میں کل دھرت وکہم (۱)

نیری کلی اولاد کی حرمت ستے
غیر کی صحبت موں منبکو دور کر
حق سوں نصیات بشام و صحر
یک دم احسان مون درے بو الحسن
برج حقادق کا اتھا صور او
مدو شریعت کی اتھی اوس کی چال

آسیان کارم کا بدو مثیر اس کے اسازار سارن اقتا گیادی رکھ ترقی میس دم بدم ایس کون ملک عرفاں کا بادشاء گھنبیر پیروی میں نبی کے تھا فادی یا المٰی تو خوش دونت اوس سوں

من سرهن کی ابتدا میں لکمتے هیں ـ

⁽۱) يتعنى زهيس و آسهان ـ

جگ سودن کی اجتدا میں کہتے میں۔

خاص کی بوالدسن پاک سیر غوث کے سر و عیاں کا مظہر باوجود اس کے کہ تھا غرق وصال سوزش عشق سے تھا مال گر کروں درد کا میں اوس کے بیاں موں سے خامے کے لہو مدوے رواں راحت جان کی ابتدا میں فرماتے میں ۔

خاص شیخ دین و دنیا بوالدس جس کی تھی در بات میں سروں اگن محرفت میں تھا او بحر بے کنار در بچن اوس کا تھا در شاھوار گرچه تھا اوس کی مقام بایرید مارتا تھا دحرة هل من مرنید مقتدا هے ولا مرا عرفان میں آشنا مجم کو کیا هے گیان میں خلادت میں جیو اوس کا شال اچھو ذکر سے اوس کے جہاں آبال اچدو میں در پن کی ابتدا میں لکھتے ھیں ۔

اتها یاں بو الدس گنجینگ راز شریحت هور طریقت بیچ مهتاز کیا یوں جوج او دونوں کو باهم کد هر دو گئے مائند تو ام قلم اوس کا تها دخل شحلگ طور دم اوس کا پرتو دور علي دور طریقت میں اتها ولا شیخ میرا هے احسان اوس کا میرے پر گهنیرا اورار قروغ جلوگ ذات اچهونت قبراوس کی چاندنی رات آخری رسالگ من جیون میں فرماتے هیں ۔

ز ادوار قروغ جلوق دات اچهودت قبراوس کی چاددنی رات آخری رسالگ من جیون میں فرماتے هیں اس ملک سنے ابوالمس تھا جو عشق میں ممو دن رین تھا جب قرب سے پور تھا سراپا قربی تھا تخلص اوس کا زیبا تمقیق اتھا وہ رکن دین کا گنجور تھا مخزن یقین کا تحقیق اتھا وہ رکن دین کا گنجور تھا مخزن یقین کا وہ پیر مرا اتھا بہ عرفان دیوے حق اوسے جزاے شایاں اسی طرح آگا تھ نے اپنی تصنیف تحفظ الاحباب میں بھی قربی کی تصنیف تحفظ الاحباب میں بھی قربی کی تصنیف تحفظ الاحباب میں بھی قربی کی

ہے[۔] شک ارس کا مظہر سر و علن اس زمادے میں تھا سید دوالحسن طور اسرار قدم کا دور تھا جامعیت کے فلک کا صور دھا نت درقی میں رہے هو شاد کام جان اوس کا در مقامات عظام دبیری کے فرایض اور انحام دواب ملد علی والاجاء کے دادا ماجی ادر رالدین خان بہادر جب پہلی درتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے حرمین شریفین کے غرباء میں تقسیم کرنے کی غرض سے تین لاکھ روپیت ان کے حوالے کیا ۔ ادر رالدین ، موصوف دیم مورت دبهندور اس رقم میں تجارتی مال خریدا اور جدد پہنچکر اس مال کو فروخت کردیا جس سے دو لاکھ روپید حاصل موا ۔ اس پوری رقم کو حرمین شریفین کم شیوخ و علماء اور غربا میس و تقسیم کردیا اور درایک سے رسید حاصل کرکے شہنشاء هذه کی خدست میں پہنچا دیس ۔ اورنگ زیب کو ان کی اس دانشمندی اور دیانس داری سے بیدد خوشی هوی اور انہوں نے انورالدین خان بہادر کو " حاجى " كا ممتاز لقب عنايت فرمايا - اس كم بعد انورالدين دم كتي مرتبع حج كيا اور اسي طرح خيرات كي - سلطان روم يحني عثماني بادشاه دے ان کی خدمات جلیلت کا لحاظ کرتے دوے اپنی خاص مهرا ور ں متفط سے فراشی کی سند اور ایک قلمدان عطا کیا جو ان کے ورث عمیں بطور یادگار کے چلا آرھا تھا۔

جب دواب محمد على والاجاط كا زماده آيا تو ادبوں دے اپنے ايست ادفيا كمپنى كے وكيل كے محرفت عثماني سلطان عبدالمجيد خان سے اس سند فراشي كي تجديد كرائي . چنانچه اساس رياست كرنائك ميں هے ـ

و دواب والاجاة در ریاست خود از بارگاة سلطنت عثبانیة استبول مند خدمت افروختن چراغها در مسجد درام و در دسجد دبی علیه السلام در خواست کردند پس مند مذکور از سلطنت سلطان خلدالله ملكة بده والاجاة عطاشد و از محرفت وكیل کمپنی ادگریزی که بدر بار سلطنت عثبادیه داخرمی بود به والاجاه رسید و باسند خدمت فراشی که مابقا به داجی انورالدین خان جد والاجاه از سلطنت سلطان روم داده شده بود اضافه شد (صفحه ۲۲)

اس سند کی عطاقیگی کی تاریخ ڈھیک طور پر محلوم دہیں ھے ۔ داقرآگاہ کے عربی خطوط کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کا سند ۱۱۸۰ھ سے اس وقت کے امیر حجاز شریف سرور کے ساتھ دواب والاجام کی خطو کتابت كا سلسلة شروع هوگيا تها ـ دواب والاجالة نع دروانلور كي آمدني حرمين شریفین کے شیوخ و علماء و غربا کے لئے وقف کردی تھی - ولا ھرسال ایک لاکہ سے زیادہ روپیہ حرمین کو روانہ کیا کرتے تھے۔ اذہوں نے دیے میں مدراسيوں ميں سے امينالدين احمد خان كو اور مكے والوں ميں سے استاذالقراء شيخ محمد مرداد كو اينا وكيل مقرر كرركها تها - اور اسى طرح مدینے میں مدراسیوں میں سے سحید مصد خاں کو اور مدینک والوں هیں سے سیل حنیف بفاری اور سیل محبول دوسوی کو اپنا وکیل مقرر کر رکھا تھا امیر حجاز سے یہ درخواست کی جاتی تھی کہ جدی سے لیکر مکد اور مدینے تک اس زرومال کے پہنچنے کا دورا انتظام کیا جاڈیے اور چوروں سے اس کی حفاظت کی جاڈے اور نیز مذکررہ دِالا وکیلوں کے ذریعے ہٰدایت کے مطابق اس مرسلد زرومال کی تقسیم کی جاڈے ۔ اس سلسلے میں امیر حجاز کے نام بھی گرانقدر تحفے اور تحایف رواند کقے جاتے تھے۔ ان خطوط کا سلسلا سنا سند ۱۲۰۵ ه تک جاری رها ـ اس زمانے میں مدراس میں فارسی کا رواج تماء تمام فط و و کتابت فارسی زبان می میں هوتی تمی - جب عربی میں خطوط لکمنے کی ضرورت مصوس عربی تو نواب محمد علی والاجاء نے آگات کی علمی قابلیت کا شہرہ سنکر انہیں باریادی کا شرف بخشا اور انہیں دوسو روچیه مادوار تندوات پر سرکاری مالازم دقرر کرلیا۔

جب پہلے دہل یہ خطرط ماعے پہنچے تو شیخ ادرامیم زدردی مفتی شاذمية شيخ القراء شيخ دوده درداد مكى اور ميد احمد جيس جليلالقدر ادیبوں اور عالموں نے باقر آگاہ کے اسلوب بیان اور طرز نگارش کو یسند کیا اور جواب میں دراب صاحب کے دام مدرر کے متحلق بھی تحرینی وتوصیفی خطوط اکھے۔ جس کو پڑھکر نواب والاجاء بیصل خوش موگئے۔ انہوں نے ایک زریں جمولا تیار کروایا اور اس کو اینے دونوں فرزخدوں يحنى دواب عمدة الامرا اور دواب اميرالامرا كے هاة دور آگاه کی خلومت میں روائد کیا۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ دودوں شاہزادے آگاہ کو اس جھولے میں بٹھا کر شہد اپنے ھاتھوں مسے جه ولائیں ۔ آگاء کی دینداری اور کسر نفسی اس قسم کے تحفے اور تعظیم کو قبول نہیں کرسکتی تھی آگاۃ نے بڑے اصرار کے بعد نواب والاجاء كے اس تدفي كوتو قبول كرليا مكر دونوں شادزادوں كي ماتدوں مي جمولا جمولنے سے مطلقا انکار کردیا نواب والاجات نے دواب امیرالامرا جہادر کے تحلیم بھی آگات کے سپرد کر رکمی تھی۔ ادیرالامرا بہادر دواب صاحب کے دوسرے فرزدد تھے۔ ان کا اصلی دام محمد منور تما۔ یہ سنة ۱۱۹۳ میں پیدا هی تھے۔ قرآن دجید کے حافظ تھے۔ مفتلف اساتدة وقت سے عربی اور فارسی بڑمی تھی ماک الشعراء دربار والاجاهی دیراسلحیل خان اججدی بدی ان کے ایک تھے۔ وہ بہت قبی ، جری اور بہادر تھے دواب والاجاۃ دے سنت ۱۸۱ ھمیں ان کر نتھ ٹی کا فوجدار بنا کر بھیجا تھا۔ اور جبب ان کے چچا دراب نصیرالدولہ بہادر کی صاحبزادی عظیمالنساء بیگم سے ان کا رشت هوگیا تی انہیں مدراس واپس بالایا۔ سنت ۱۱۸ ھمیں تنجاور کی فتح کیا تھا۔ اس خوشی میں شہنشات مند نے انہیں امیرالامرا کا خطاب عنایت کیا تھا۔ امیرالامرا آگات کی بہت بڑی قدر کرتے تھے اور ان کو مہیشتا اپنے ساتھ رکھتے تھے حضر اور سفر لونوں میں وت ان کے ساتھی تھے جب انہیں کسی عالم یا فاضل سے ملنا ہوتا تو ولا باقر آگات ھی کو ساتھی کو دواب والاجات یا شرف حاصل کرتا ھوتا تو ولا امیرالامرا سے ملاقات کا شرف حاصل کرتا ھوتا تو ولا آگات ھی کی ماشی افتیار کرتے تھے اکثر باھر سے آنے والے علماء و فضلا آگات ھی کی دواجہ انہیں کسی کو دواب والاجاتا یا میاطت اختیار کرتے تھے اکثر باھر سے آنے والے علماء و فضلا آگات ھی کی دورہ ماتھ ایکٹر باھر سے آنے والے علماء و فضلا آگات ھی

اس کے علاوہ آگاہ کے دوسرے فرایض دھی تھے۔ بعض اوقات سرکاری مقدمات کی تحقیق اور تفتیش دھی اس کے دسے هوتی تھی۔ اس کی حیشیت ایک عالم' ایک مفتی اور ایک استاد کی تھی۔ لوگ ان کے پاس سوالات لیجاتے تھے اور جواب پاتے تھے کرداٹک کے مفتاف شحرا ان سے اپنے اشحار کی اصلاح لیا کرتے تھے۔ بعض طلبہ ان سے باقاغدہ درس بھی لیا کرتے تھے۔

مجالس میلاد کی اصلاح بنوبی هند میں ایک زمانے سے یہ
دستور چلاآتا هے که ربیع الاول کے ابتدائی باره دخوں میں اور ربیع الثانی
کے ابتدائی گیارہ دخوں میں مرروز مجلس منعقد کی جاتی ہے ۔ اور اس
میں آنحضرت صلی انتعلیه و سلم اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی
رحیۃ انتعلیه کی شان میں دحتیه اور مدحیه قصاید پڑھے جاتے ہیں نیز

فعارم کے ابتدائی دس دنوں میں در روز مجلس دوتی دے اور اس میں کربلاکے واقعات کو بیان کیا جاتا دے - یہ دستور اب تک جاری دے - ان میں سے اکثر قصاید اور مرشیہ موضوع روایات در مبنی دوتے دین ان کا یڑھنا پڑھانا اور مننا اور سنانا آگاہ کے نزدیک جالکل حرام تھا

جب نواب امیرالامرا نته ردگر کے قوجدار هوکر گئے تو وهاں کسی
عالم یا عبل نے انہیں مشوری دیا کہ اس قدیم دستور کو جدل دیا جائے اور
ان کی جگہ حدیث اور سیرت کی مستند کتابوں کا ترجب پڑھکر سنایا جائے
تاکہ عوام کو اصل حالات سے واقفیت هو - امیر الامرا نے اس مشورے کی
جہس پسند کیا اور سیدم مشدعالم (۱) کو شبایل ترمذی اور دیگر حدیث
کی کتابوں کا ترجب پڑھ کر سنانے کا حکم دیا - جب امیرالامرا فتھڑدگر
می مدراس آئے تو انھوں نے باقر آگاہ کو اس کام پرمامور کیا - اور جب
منت ۱۹۲ دھمیں مولوی مشدغوث شرف البلک جہادر جھی ادگیر سے مدراس
آگئے اور امیرالامرا کے ملازمین میں داخل ہوگئے تو دودوں ملکر اس کام

"دراس زماس یکے از علماء حاضر الوقت عرض دبرده که جبر خواندن احادیث خترالمرسلان و خرق عادات حضرت پیردستگیر بے کسان باحیاے فواتحه امرے احسن متصور دبی گردل مواوی محمد باقر مرحوم موافق ارشاد دواب فردوس مکان بخواندن حدیث و ملفوظ شریف و فرق عادات مامور بولدن چون بعد هنگامگ حبدر علی خان مواوی محمد غوث آمده داخل ملازمین خاص شدند حکم فردوس

⁽۱) غالبا یا وهی مید مدول عالم بن عباس السلیمانی هیں جوشیخ سلیمان المهدی زبیدی مفتی بلادیمن کے شاگرل تھے اورجن مے شالا عبدالقالار مهردان ففری میلاپوری دے فن حدیث حاصل کیا تھا۔

ارشاد دراب فردوس مكان بخواددن حدیث و ملفوظ شریف و خرق عادات مادور بودند ـ چون بعد هنگام. قصیدر علی خان مولوی مدود غوث آمدید داخل ملازمین خاص شدند حکم فردوس مکان بخواددن احادیث و ملفوظ شریف بهر دو مای مبارک مذکور بایشان شرف ورود یافت و عالمی از تجرکات متبرکه سرفراز میشدند از سفت ۱۱۸۱ هجری هنوز که اخایت منت ۱۲۵۳ جاری است -

آگاہ نے یہی دہیں کیا بلکہ امیرالامرا کی خرامش پر اردو دظم میں سیرت طیبه کی ایک میسوط اور مستند کتاب لکهنی شروع کی - چنانچه مند ۱۱۸۲ هجری اور مند ۱۱۸۲ هجری کے درمیان هشت بہشت کے چھ رمالے اکھے جو رجیح الاول کے اجتدائی داری دنوں میں بطر رمجلس کے پڑھے جانے - اور لوگوں میں بیدد مقبول هوئے اگے - آگاہ ئے آگے چلکر سند ١٢٠٦ هجري میں هشت بہشت کے اور دو رسالے اکھے اور کتاب کی تکمیل کی - اور اس کے علاود اسی سال حضرت شیخ عبدالقادر جیلائی رحمقاللت علید کے مستند حالات پر نظم میں محبوب القلوب کے نام سے ایک کتاب اکھی جو دہس مقبول هوی- اسی طرح اهل بیت اور منتخب اصحاب کرام رضوانالله عليهم اجمحين كے مستنل حالات در دظم مين رياض الجنان اور تحفظ الاحیاب کے نام سے دو کتابیں اکھیں ان سب کی تمریر سے آگاہ کا مقصل يهى تها كه فاسد عقايد اور غيالات كي اصلاح هوجائے - اور آنحضرت ' اهل بیس اور صمایت کرام کی پاک و پاکیزی زددگی کا جهترین نقش ان کے داوں پر بیٹھ جائے ۔

دیر خلام حلی از اد سے دوستی اور پھر مخالفت میر غلام علی آزاد بلگرامی بارھویں صدی ھجری کے مشہور عربی اور فارسی مصنف اور شاعر تھے سند ۱۱۱۲ ھجری میں بلگرام میں پیدا ھوے سند ۱۱۵۲ ھجری

میں درمین شریفین کی زیارت کے بعد اورث آباد پہنچے اور وهیں مستقل سکونس اختیار کرلی - سنت ۱۲۰۰ همیں انتقال کیا اور وهیں مدفون هوے -

میر غلام علی آزاد کو عربی اور فارسی زبان پر بزی قدرت حاصل تمی دکسی دندی مسلمان نے عربی میں اس فصاعت و بلاغت کے قصیلے نہیں لکہے جس طرح آزاد نے لگھے ھیں - ان کے مفتلف فارسی تذکرے آج بہت ھی وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ھیں - آزاد کا حلقۃ تلامشہ بہت وسیح تھا ۔ حضرت شاء عبدالقادر مہربان ففری انہی کے شاگرہ تھے ۔ مہربان تفلص آزاد ھی کا تجویز کیا ھوا تھا ۔ غالباً آگاء غلام علی آزال کے نام سے واقف تھے - اور جب سنت ۱۸۳ اھجری میں دواب محمد علی والاجاء کی دعوت پر ففری مدراس تشریف لائے تو ان کی و ساطت سے آزال کی دعوبی میں ایک فط لکھا اور آگاء کے درمیان غائبائد تعارف ھوا ۔ آگاء نے آزاد کو عربی میں ایک فط لکھا اور اپنے چند اشعار اور ایک قصید تودیع آزاد کی غدمت میں رواند کیا ، چنادچہ آگاء لکھتے ھیں ۔

"فعالم ما يفقى المراير عالم بانك في قلبي و عيني دازل لاسيما بعد ما طرق ممحي محامد اوصافع بالتفصيل من لمان الميد المبلل و الشيخ النبيل المبيد عبدالقادر المتفلص بمهربان ابقالا الله تحالي راقيا الي مراقي الدوق و الوجدان فازداد شرقي اضعاف ما كان و قاميت من غمرائده مالا اطبق شرحه ببيان و كتبت بحض الابيات المستحفظة بالحجل التي دسفتها في الزمان الاول لائي كنت على جناح السفر و غادرت مفينة الاشحار في الدضر و انشدت قصيدة دوئية بالارتجال مح جمرم المهوم و توزع البال و قلة الاستحمار و اتحفتها الي تلك الخدمة المريرية و ادا تال خاتمة الموردية و ادا تال شاتمة الموردية و ادا تال شاتمة المدردة عواري الدي لم ميتورا "

اس طرح درنوں کے درمیان خط و کتابت کا ملمات شروع هوگیا تھا۔ آزاد نے اپنی بعض عربی و فارسی تصانیف مدراس رواند کیں ۔ جس کو پڑھکر آگاتا نے ان کی بیدد تحریف کی اور فصاحت و بلاغت میں آزاد کو بے نظیر اور بے مثیل قرار دیا ۔

اس سے پہلے آگاہ کو عربی میں اشعار کہنے کی طرف بہت کے توجہ قوتی تھی۔ جن کو نقل کرکے آزاد کی خدمت میں روائہ کیا تھا۔ عربی اشعار کے اکھنے کی طرف توجہ شد ھونے کی وجہ خود آگاہ نے یہ الکھی ھے کہ گھریلو پریشانیوں اور طبیعت کے جمود کی وجہ سے اس کی طرف توجہ شہیں ھو رھی تھی دوسرے یہ کہ ان کے پاس عربی نظم و ششر کے پواویس اور کتابیں موجود نہیں ھیں جن سے وہ نظم و ششر کے پواویس اور کتابیں موجود نہیں ھیں جن سے وہ نظم و ششر کے لاکھنے میں استجداد حاصل کریا ۔ قیمری سب سے بڑی اور اھم وجہ یہ تھی کہ عربی شعر گوقی کریا ۔ قیمری سب سے بڑی اور اھم وجہ یہ تھی کہ عربی شعر گوقی کا لطف حاصل کرنے والا مدراس میں کوئی دہیں تھا ۔ آگاہ نے آزاد سے کرفواست کی کہ وہ اپنی فط و کتابت کا ملسلہ جاری رکھیں ۔

· آگاۃ دے آزاد کی شان میں ایک مختصار عاربی قصیدہ لکھا جس کے صرف دو شعر یہاں نقل کئے جاتے ھیں ۔

زیس السیاد و الشراف و العلی فدر الکرام و دخب الامجال فتشت اهمل الهمدل قاطب فلم ار مشله فی ذلک الاعدال مگر آگاه اور آزاد کی درمیان به اتحاد دوست زمانی تک قایم شهین ره سکا آزاد نی آگاه کا کلام منگوا بهیجا - آگاه نی چند دن کی اندر اپنا فارسی کلام مرتب کرکی آزاد کی پاس بهیجا اور دیز ایک فارسی مشنوی مراه الحسن روانه کی جوشاید آزاد کی مراة الجهال کا جواب تهی - آزاد نی آگاه کی کلام پر جارهاند تنقید کی - جو آگاه کو پسفد نهین آئی - آزاد کا کلام بهی

خامیری سے پاک دویں تھا۔ بس پھر کیا تھا دودوں کے درمیان محاصراند چشبک کا پیدا درگئی جس کی وجد سے دودوں کے درمیان اختلاف بڑھتا گیا۔ آگات نے آزاد کے اشحار میں خامیان تلاش کردی شروع کیں اور چھار صد ایراد بر کلام آزاد کے نام سے ایک مستقل رسالته می لکھدیا۔ اس کا ایک قلمی دسف، کتب خاند آصفید حیدر آباد میں موجود ھے۔

معلوم مودا مے کہ دونوں طرف سے ایک دوسرے پرلے دے شروع موگئی
تھی اور ایک مدت تک دونوں کے شاگردوں اور موا خوا موں کے درمیاں ایک
خاصہ منگامہ درپا رہا ۔ مگر ایسا معلوم موتا مے کہ اس تنقیص کی ابتدا
آزاد می سے موی تھی چنانچہ آگاہ کے ایک شاگرد سیدکریم مصدحسینی
نقوی اس کے متعلق لکمتے میں ۔

"رهمچو میر غلام علی آزاد که علامه زمن وعلم مفرد هند و دکن بود-چون یا آنجناب مقاتله شهود طرفی شه بست و نقش اوچناده فواست درست نه نشست بلکه قدر او بشکست وچهار صدایراد بر کلام آزاد هنگامه محشر آراست وباز ازوے صداے وددائے بردخاست وکسے از تلامده واحباء اونیز گرد وچیش خیال جواب دگردیده بلکه چون غنچه شاخ بریده دفس دزدید (رساله کمال دادائی وحق نمائی)

مولوی محدمددی واصف نے اپنے تذکرہ معدن الجواهدر میں میر غلام علم کے تذکرے میس آگاہ کے اس اعتراضات وایدادات کے متعلق لکھاتھا

" د مناظره و د باد شد فضیلت د مستگاه مولوی د د باقدر آگاه و چهار صد ایراد برفاضل متبدر آزاد از دیردگی روزگار خبردی ده.د .

حق در انجا بددست حیدربود جنگ با اوضطام منکر بود پاس ادب رخصت دمی دهد که زیاده ارین گفته شود "

اس کے متعلق دواب غالام غوث خان بہادر اپنے تذکرہ گازار اعظم

" مى گويم كة پدر وعم معترض از كاسة ليسان جناب معلى القاب واو بيك واسطة شاكرد آن تقدس ائتساب - پس اين قدراسارت ادب دره ق استاد الاستاد مخت تدر دادناسب بقول درزا صاقب

اس کے بعد دواب غلام غوث خان جہادر کیے آن چاد معرف اعتراضات میں سے صرف چار اعتراض نقل کئے میں اور لکھا مے کد اب تک ان کا کوڈی جواب نہیں دیا جاسکا ۔

اس قسم کی محاصراند چشهکوں اور تنقیدوں کو ایک دومرے کی تنقیص وتفلیل کا فریحد نھیں بنانا چاھئے۔ اس میں کوئی شبد نھیں کا آگاد کا قلم بسا اوقات بہت تیز ہوجاتا تھا اور ان کے الفاظ تیر ونشتر سے بھی زیادہ سخت ہوتے تھے۔ مگر آزاد کے جوابات بھی اسی قسم کے ہوتے تھے - مگر آزاد کے جوابات بھی اسی قسم کے ہوتے تھے - انہوں نے اپنے ایک شحر میں تاو اپنے مفالف کو یزید کی دسل مے قراردیا ھے - چنانچد کھتے ھیں ۔

من كه آزادازدسل حسين دن علي اه هركة دمن اوفتال از نسل يزيد است

وید بھی یال رکھنا چاھئے کہ اس قصم کی تصریریں طبحی غیظ وغضب کا نثیجہ عوتی ھیں مگر اس قسم کی محاندانہ تنقیدوں کے باوجوں دفس ایرادات واعتراضات سے ادب کو ضرور ترقی ھوتی ھے ان کی وجد سے بہت سے ادبی ذکات واضح ھوجاتے ھیں اور ادیب اور شحرا زبان و بیاں کی غلطیوں سے محفوظ ھوجاتے ھیں۔

اگات اور ڈوقی حضرت سید شاہ عبداللطیف دوقی اس دور کے بھترین فارسی شاعر تھے یہ حضرت سید شاہ ابو الحسن قربی قدس سرد

کے صاحبزادے اور جاقر آگاہ کے پیر جھائی تھے مشہ ۱۰۱ ھجری میں ویلور میں پیدا ھوے تھے دیہ آگاہ سے سات جرس چیڑے تھے ۔ دونوں حضرت قرجی کے صاحب تصافیف مرید اور شاگرد تھے دونوں میں انتھا درجے کا اقداد اور ربط تھا ۔ قابلیت لیاقت اور فھانت میں دونوں جے نظیر تھے جددیہ گوئی اور زود نویسی میں دوقی کا کوئی مثیل اور نظیر نہیں تھا ۔ ایک ھی دشست میں کئی مواشحار نظم کر دیئے تھے ۔ خود آگاہ کا جیاں ھے کہ ایک مرتبہ دوقی دے سات مو شحر نظم کئے اور کہا کہ انھوں نے ایک ھی نشست میں ایک ھزار سے زیادہ شعر نظم کئے اور کہا کہ انھوں نے ایک ھی شمیر میں ایک ھزار سے زیادہ شعر نکھے میں ۔

جس زمانے میں کہ آگاہ ویلور میں تعلیم حاصل کر رہے تھے ان کے اور دوقی کے درمیان گھنٹوں صحبت رہا کرتی تھی اور فی البدید اشعار کھنے کے متعلق طبح آزمائی کی جاتی تھی بمسا اوقات دوقی مختلف عنوادوں کے تحت آگاہ سے اور آگاہ دوقی مے رباعیاں کھنے کی فردائش کرتے اور کبھی ایسا بھی ھوتا کہ ایک ھی ردیف قافید اور بحرمیں دوقی ایک شعر کھتے تر آگاہ دوسرا شعر فورا کھتے ۔ اس طرح چند ھی منظوں میں دو غزلین تیار ھوجا تین ۔ اس کی کئی مشالیس حضرت دوقی کی کتاب انشاے لطف اللھی میں ملتی ھین ۔ھم دیل میں صرف ایک مثال درج کرتے ھیں ۔ ایک دشست میں دوقی دے فورا یہ شعر پڑھا

مارا بخم عشق تو غمدوار كه باشد مرهم دهى اين سينة افكار كم باشد

آگاہ دے ڈورا ھی جواب دیا

درجور وجفا چوں تو ستمگار که باشد چوں من جوفابیدل عیار که باشد

ثىرقىي ئے كھا

هر کس که بدام تر درافتاد بر افتاد از خاطر اوخرا هش هر کار که باش

آگاھ دے کھا

دل بردی و جان دیز بدان طرق مشکیں در بردن داما چوں تر عیار کا باشد دو قی دے فورا کما

تابیخبرم ازغم عشقت خبرم دیمست دادار کدام است و دل آزار که باشد آگاه دی جواب دیا

یک جام نگانا تو زخوں دے خبرم کرد الدق بچنیس بادیا خبردار کا دباش دوقی دے کھا

ماریست سرزلف سیاد تو وجا مار جودن نتوان خاصه بدین مار که باشد آگاه دے کھا

ھر تار سرزاف تو زنجیر دل مااست درحلقد زنجیر گرفتار کد جاشد دوقی دے کھا

ذرقی چو ترخوشگوے بشیراز کدام است خودی چودگار توبفرخار کے باشان آگانا دے اپنا مقطع یوں کھا

لله ركس كا چوداقر زغم هجر ترزار است جزوصل توادش موئس وغهدوار كادباشد

ذوقي دے کتي مثنویاں لکھی ھیں۔ ان کی ایک فارسی مثندی معجز مصطفي دھی ھے۔ اس کے کل سات ھزار دوسو اشحار ھیں۔ دوقی نے سند ۱۱۸۰ میں یہ کتاب لکھی تھی اور صرف ڈیڑھ مہینے کی مدت میں لکھی تھی - اس سے ان کی ددیمہ گوڈی کا خوب اندازہ ھوسکتا ھے اس کی ابتدا میں داقر آگاہ کی تحریف کی ھے جس سے ان کی قدر: و منزلت کا کچھ اندازہ لگا یاجا سکتا ھے ۔ چنانچہ کھتے ھیں ۔

من این نامه نامی نخز را که ترمی کنددیدنش مغز را بهرداختم از کمال هنر بحمده که از عیب شد مشتهر ز بهر مصب فتوت نشان که داردز نامش ماروت نشان جهان را وجودش جهان صواب بزیر فلک چون فلک کامیاب

بدرک عبارات یکتاے کھر عبارات او از اشارات پر زهے باقر صادق مرتضی بود پوں علی علم و فضلش جلی ز فستی بود تا بحالم نشان مبادا دلش بے نشان از سرور بزددان گئ عالم چار بند چو شورشید روشان مسلم ز غم

برمز و اشارات مشهور شهر اشرات او در لطافت چو در در چو در در اطافت چو در دماد ایزد اورا مقام علی مبادا خشادش ز عادم نهان دشادش مباد از دل خلق دور درون باد از بند ردج و گزندد چو د.8 دشهن او بدق و درم

آگالا نے مند ۱۱۸۳ دجری میں دوقی کی دلح میں ایک عربی قصیلا لکھا ھے جس میس ویلور کے احباب سے دور رھنے کے متحلق دلی افسوس کا اظہار کیا ہے ۔ اور قربی و دوقی کی: بیڑی تحریف کی ھے جب دوقی نے ۱۳ رجب مشد ۱۱۹۳ ھجری کو وفات پائی تو آگالا کے دل کو بڑا صدمت پہنچا ۔ آگالا نے دسب دیل موثر تاریخی قطعہ لکھا جہ آج بھی دوقی کے مقبرے پر لکھا ھوا نظر آتا ھے ۔

فوقی که از دراوش فیض زبان او عیسی دمے که از دفس جان فزاے او خسرو و شے که شوردی شکرین او افرا خسچوں قصاید خودراباو جعرش از هر دسه طش که بلنداست چوں شجو میند بخزل طوطیان هند شبول عجب که چرخ زند قاضی فلک در مثنوی محیطلبش ریفت چون گهر شاک زلالی از شعر خجلت در آمده امت

گازار نظم و نشر به نشو و نها رمید جانے بقالب سفن بے نوا رسید چوں شہرت د جیر فلک جابجا رسید خاقائی و ظهیر به تحت الشری رمید از بدرو شهس زدردة مرحبا رمید گفتند این نولے غریب از کجا رمید از حد دراند اش که باوج سها رمید گفتند اهل گنجه که رشمے بها رمید چوں موج این زلال بخا نساروا رمید

در قطعت و رجاعی و ترجیم بند و فرد فکرش ببنتها نے فیال رسا رسید چوی دید دفتر او دل نشگفته بهار گفته به غنچه های می اکنوی صبار مید هرکس که بنگرد به تصوف تصرفش گوید به پیرجام که صدر الوری رمید در منطق و بیان و معادی ز نطق او آسان شده بجای دروف هجا رسید جادش بقصد اوج تقدس فشادد ه بال زین تنگنا بفسصت دار البقا رسید و امادد هام بدرد دل فود زمن مهرس ای داغ هجرتش که بجادم چهار سید تاریخ رحلت ش چوطلب کردم از گو هدم حکیم نظامی ندا رسید میروش]

اگات اور ابجدی میدر استحیل خان ابجدی دواب محمد علی والاجاد کے درجاری شاعر اور فارسی اور اردو کے ماهدر استان تھے۔ انہون نے اندور نامع 'راغب و مرغوب ' مودت نامه زبدقالافکار اور هفت جوهر جیسی جہترین مشنویاں لکھی تھیں۔ آخر عمر میس تحفقالحراقین کی فارسی میں شرح لکھی تھی ۔ ایک فارسی دیدوان بھی چھوڑا تھا۔ مشت ۱۲۰۳ هجری میں انتقال کیا۔

ابجدی عمر میس آگالا سے بہت بڑے تھے۔ اشور شامے کی تالیف پر انہیں شواب والاجالا کی طرف سے شاهائلا انجام بھی ملا تھا ۔ ولا شواب عملة الامرا اور شواب امیرالامرا کے اتالیق بھی تھے۔ امرا کے شردیک ان کی جڑی قدر اور وقعت تھی ۔ اس ظاهری شان و شوکت اور اقتدار کے باوجوں ولا آگالا کے علم و فضل کے بڑے معترف اور مداح تھے اور ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ ابجدی نے کئی جگٹا ان کی تعریف کی ھے چنانچہ زبدتالافکار کے آخر میں اکھتے میں۔

اهل مدفن مست می وحدث اند گرچه دواسنج دی کثرت ادر اند شان منگ گهر میشود از در شان خاک چروزرمیشود زان همه این جا یک حاضر است حضرت آن مولوی باقر است همتی او قصر شرف رابنا سلمه الله علی راسنا مرجد قادری سفن گستدران مصلح اشعار سفن چروران

واقدف اسرار خدا و رسیل کاشف استار فدروع و اصول همچو کساقی بخبوض قدرات همچو خلیل است امام دمات هست کبالش بسخن گستدری گانه بشازی و گهی در دری شعر او مهلو ز صنایح بود روشق بازار بدایح بود قدوت بازوی بزرگان دیدن حامی ارباب مقام یقین ابجدی نے اپنی به مثنوی آگاه کے سافنے بغرض تقریط بیش کی تھی۔ اس پر جو تقریط لکھی اس کا آخری جمله یه تھا۔

" غرض ایس کلام مرغوب نادر الاسلوب سراسر خودی ها است و بوجها من الوجود قابل اعتراض و ایراد شیست "

اسی طرح ابجدی اپنی دوسری میشندی راغب و مرغوب کی ابتدا میں لکھتے هیں که انہوں نے یه مشنوی آگاه کو دکھاڈی تھی۔فرماتے هیں۔ ایس گفتج جواه-ر محائی ویس جوهبر گفتج شایگانی دائم جه یکی گہر شناسے روشن منشے گاران قیاسے کو شمع دل و چراغ دیس است هم دام امام پنجمیں است فکرش بنزیان حیات جانها سرمایت عمر جاودانها باشد بحروس علم دامان صبد گونه متایج یقین دان باشد بحروس علم دامان صبد گونه متایج یقین دان ان اقتباسات سے واضح هوسکتا هے که اس زمانے کے اهل علم کی درنیک آگاه کی کتنی قدر اور عزت شہین رهی هوگی۔

اگات اور فخری حافظ مید شات عبدالقادر دهربان ففری مستد ۱۱ ۱۱ میس دیدا موے تھے۔ ان کے والدماجد سید شریف الدین محمد خان نقوی روضت کے قاضی تھے جو اورنگ آباد سے مشرق میں سات میل پر ایک مشہور قصبت ھے۔ ففری نے میر غلام علی آزاد بلگرامی و غیرت سے ادب اور حدیث کی تعلیم حاصل کی تھی۔ انہی

کے کہنے پر مہردان تفلص اختیار کیا تھا۔ تصوف کی طرف زیادہ میلان
تھا۔ کم عبری ھی میں انہوں دے اپنے مامون مولانا ففرالدین سے بیبعت
کرای تھی۔ اور ففری اپنا تفلص اختیار کیا۔ آگے چاکر وہ اسی نام سے
مشہور ھوے اور ان کا خاددان آج تک اس نام سے مشھور چلا آتا ھے۔
ففری سفت ۱۱۸۳ ھیس میلاپور مدراس آئے اور یہیں سکودی
اختیار کرلی سفت ۱۱۹۳ ھمیں فن تصوف پر اصل الاصول کے دام سے ایک
محرکۃ الآراء کتاب لکھی۔ وہ مشنوی مولانا روم کے اشحاد کی دبڑی
دلچسپ تشریح کیا کرتے تھے۔

فضری آزاد اور آگالا کے بہت بڑے قدر دان تھے۔ درنوں کے درمیان خط و کتابت کی ابتدا دھی ادہیں ھی کی وجلا سے ھری تھی ۔ لیکن درنوں کے درمیان یا دوستی بہت ددر تک قایم دہیں رلا سکی ۔ جیسا کا اوپر گزر چکا ھے ۔ فذری نے آگالا کی تحریف میں اشحار لکھے تھے ۔ جس کا جواب آگالا نے اپنے بعض عربی اشحار میں دیا ھے جوان کے عربی خطوط کے مجبوعے میں مذکور ھیں ۔

جب سند ۱۲۰۳ ه میں ففری کا انتقال هوا دو آگات نے ان کی وفات ا

كا حسب ذيل تاريذي قطعة لكها ـ

ففری که در مشاقخ دوران عدیل او هرگزشه کرد جاوه در آقینهٔ شهود از سرد مهری تن افسرده گشته تنگ در میر اوج جان پر پرواز و اکشود بودم بفکر رحلت او کر صریر کلک خورد این فخان بگوش دام لانظیر بود منه ۱۲۰۳ ه

شیعت سنی کشهکش شیعوں اور سنیوں کے درمیان شروع هی سے مذهبی افتلاف چلا آرها هے - کوڈی دور دهی ان دونوں فرقوں کی آپس کی کشهکش سے خالی نہیں رها - مگر آگالا کے زمانے میں یا جھگڑا بہت بڑھ گیا تھا اور بہت هی داگوار صورت اختیار کر گیا تھا مدراس اور ویلور میں بہت سے شیعلا آباد تھے اور ان دودوں

جگہریں پر مذھبی بحثیں چھڑی ھوی تھیں۔ شیعوں کی طرف سے میرغلام حسین جودت اور سنیوں کی طرف سے خواجد رحمت اللہ اور ان کے شاگرد خواجد کمال الدین ان مذھبی بحثوں میں بہت زیالہ حصد لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبد حافظ امین الدین احمد خان بہالد المجدفی سند ۱۱۹۰ ھاور میرغلام حسین جودت کے درمیان ایک مناظرہ بھی ھوگیا تھا۔ جس کی تفصیل خود آگاد اور دوسرے حضرات کی کتابوں میں ملتی ھے۔

آگاه فطرتا صلح پسند واقع هوے تھے۔ ولا أن بحشوں ميں عبلى طور پار کیمی حصد دہیں لیا کرتے تھے۔ جس طرح بہت سے سنی ان کے شاگرد تھے اسی طرح بہت سے شیعت بھی ان کے شاگرد تھے ولا دودوں کی ضروریات کے پورے کردے میں همیشد یکساں مهد و محاون هوتے تھے۔ چونک ان کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت معاویہ باغی تھے اور حضرت علی کے خلاف ان کی لڑاڈی کسی اجتہادی غلطی کا شتیجه نہیں تھی اس لئے اکثر لوگ ان کو شیعه هی تصور کرتے تھے ۔ گراکٹر قسم کے منی اکثر اپنی دجی صحبتوں میں یع شیع ظاہر کرتے تھے کہ یہ شخص شیحوں کا اتنا حامی کیوں ھے ? ضرور ھے کہ اددرودی طور پرشیحه هو مگر اس کے اظہار کردے سے کتراتا هو ۔ دواب محمد على والاجالا كے دوسرے فرزشد نواب اميرالامرا كى مدارالمهامي كے زمانے میں یہ شیعہ مذی بعثیں کوڈی داگوار صورت اختیار دہیں کرسکتی تہیں ۔ کیونکھ وہ سنیوں اور شیحوں کو اپنی حال سے آگے بڑھنے دهیں دیتے تھے ۔ لیکن جب سنت ۱۲۰۳ ہدیں دواب امیر الامرا کا انتقال هوگیا تو بعض نا عاقبت اندیش شیعوں نے تبرا بازی شروع کردی۔ خواجید رحمت الله کی تاریخ و دات تحمیه کے ساتھ " سگ خبیث " لکھی اور " چودكه دواجه موصوف سے آگاه كو بڑى عقبدت دمى اس لقے آگاه كو بہت بڑا رئج پہنچا۔ مگر او چار سال بعد سند ۱۲۰۵ ه میں ایک ایسا واقعہ بیش آیا جس کی وجد سے آگات کو شیعوں کے خلاف قلم اثفاذا یڑا۔

آگاءً سے ان ١٤ اليك شيعة شاكرد ان كي مملوكة كتاب الملل والنمل مانگ نے گیا تھا ۔ اس نے اس کو ایک سال تک اپنے پاس رکھا اور پھر اس کو ایک دن واپس کرکے مچھلی بندر روانع ھو گیا چند دن بحد آگاہ دے کسی ضرورت سے کداب کھلالی دو اس کے ایک صفحه پر ایک حاشیہ اکھا پایا جس میں خضرت عدر رضی اللہ تحالی عنہ کے متحلق گالیا**ں ل**کھی تھیں ۔ غالبا یع مسلماء قرطاس کے متحلق تھا ۔ حاشیع کے نیچے اس شاگرد شے اپنا نام حروف مقطحات میں لکھا تھا۔ یع دیکھ کر آگاء کے دل کو بیمل رئج پہنچا۔ اس کے بعد انہوں نے تمام صفحات اللے کر دیکھے تو انہیں پتھ چلا کہ اس شاگرد دے اور دو جگہوں پر بھی اسی قسم کے ماشیہ لکھے ھیں اور ھر ایک حاشید کے آخر دیں اپنا دام الگ الگ حروف میں دیا هے آگالا دے محسوس کیا کا ایسے وقت خاموشی اختمیار کر دا ایک گنالا عظیم هے - انہوں نے فورا فارسی ژبان میں ایک رمالا اکھا جس كا نام دفع الومواس الفناس الحارض في حديث الميراث والفدك والقرطاس تھا۔ اس میں میراث ذدی اور دسٹلت قرطاس کے متعلق شیعوں کے غلط خیالات کی تردیدکی

اس رسائت كا مشهور هونا تها كه شيعوں كي طرف سے ان پر لے دے شروع هوگئي - آگاء نے دوسرے سال يعني سنه ١٢٠٨ه دين اور دس رسائے اكھے اور پهر ايك مقدمة لكھ كر اور ان كو ترتيب ئے كر ايك كتاب بناڈائي اور اس كا دام كتاب الرسايل غيما يتعلق بالامامة من المسايل ركھا ـ اس كتاب كا پهيلنا تها كه شيعوں كي طرف سے بھى مختلف رسايل لكھے جادے لگے ـ اسي اثنا ميں منة ١٢١٠هميں دواب محمل على والاجالة

كا انتقال هو گيا اور ان كي جنَّة پر ان كے بڑے لڑكم دواب عمدة الامرا نخدى نشیں هوے ـ چودکتا ولا شیعیت کي طرف مایل تھے ـ اس لگے شیعوں کو بڑی تقویت حاصل ہوگئی ۔ بعض لوگوں نے کھلم کھلا تبرا دازی شروم کرلی شیعوں میں محمل تقی نامی ایک صاحب تھے جنہوں نے سنبوں کے سامنے قسم قسم کے شبہات پیش کرنے شروع کتے مثلا بن که حضرت رقید اور ام کلثوم جو یکے بعد دیگرے مضرت عثمان رضی اللہ عند سے بیامی كتبي تهين آندخرت صلي الله علية وسلم كي لؤ كيان نهين تهين حضرت ام کلثوم جو حضرت علي کي صاحبزادی تغين اور جو حضرت عمر مس بیاهی گئی تمیں مخصوبع تعین - یحدی حضرت عمر دے زبردستی اس کو اپشے نکاح میں لیا ۔ غلفاء ثلاثت اور دیگر صدا دی کرام شعود جائلت مفافق ، تھے اور اڈھی ڈے تیوک سے واپسی پر آدھضرت صلی اللہ علیہ ومِلم کے قتل کی سازش کی تھی حضرت امام مالک متعد کی جاتز قرار دیتے تھے صمابع شے قرآن مجید میں کانش چھانش کردی ھے اور ولا آیتیں دکال دی -ھیں جو حضرت علي کي خلافت سے تعلق رکھتي تھين جاھل سٺي ان خدشات کو آگاہ کے سامنے پیش کرتے تھے اور ان سے جواب مادگتے تھے اس طرح ان کو مجبور هوکر جواب لکهنا پڑتا تھا۔

جب بحث مباحث کا یہ ملسلہ دراز ہوتا گیا تو طرفین سے مفت کلامی ہونے لگی وہ لوگ جو داھر سے آتے تھے وقتیہ طرفداری پر انر آتے تھے ۔ چنانچہ آگاہ کے زدائے میں شیخ بہاء الدین نامی ایک صاحب باھر مے آتے ہوے انہوں نے حالات کا رنگ دیکھ کر شیحوں کی تاقید شروع کردی مگر آگاہ کے شاگر دون نے ان کو خوب لتھاڑنا شروع کیا جب شیحوں نے دیکھا کہ آگاہ اور ان کے شاگر دون کا ہر ایک جواب کیا جب شیحوں نے دیکھا کہ آگاہ اور ان کے شاگر دون کا ہر ایک جواب پہلے سے زیادہ مضت اور مدلل ہوتا جارہا ہے تو انہوں نے عشری مدرم میں آگاہ کو قتل کرنے کا چکاارا دی کرلیا چنانچہ آگاء اچنے رمالی دفتی البصدر میں لکھتے ہیں۔

اا بالآخر عنادو تضاد بآن رسائیدند که درصده کشتن من افتادند درعشرق محرم هر سال که هنگام هیجان موا دفتنه این اهل خبث وضلال است کار بند انگیزش بلوی وشورش وغوغامی شدند ودر هر محرم بایبان غلاظ با هم عهدمی بستند که بخای حال امسال این مهم راباههال نباید انداخت وبهر صورت بقتل قالان باید پرداخت تاآشکه ازین شورشها کاهشها دیدم وازیس میرنش ها کشیدم داشنگی بنه نهایت انجامید و کارل باستخوان رسید ومضبون ابیات خاقادی محادی حسب حال این وابسته حیرت ودگر انی گرد ید .

هر زهر که دست عادم آمیخت ° در جام جهان دهای ماریخت هر شربت زهر کآمهان ساخت خاص از پے جان ماش پارداخت

آخر باضطرار بمیار و تپش دل بی قرار در آخر شهر دی العباد العرام سند ۱۲۱ هجری در جناب میدا ارباب حال و مقام منبح روح و ریحان و مدرجع اهل کشف و فتوح 'آئیند دار جمال بی همال فقر محمدی و پرود کشای تبثال بی مثال مسر احمدی حضرت فاطمید قدمیت الدفاتدی و الفاته علی ابیها و علیها صلوات تامی و تملیمات دایمی ایس رباعیات غیرر مح رباعیات دیگر بحرض رسانیدم و بتوسل حضرت قدسید مستدعی کشف ایس بلید گردیدم و دیدم آنچه دیدم .

فكان دا كان مدالست اذكرة فظن فيرا و لاتمال عن الفبر، اس كي بعد حضرت فاطمة زهرا كي شان ميس دس رباعيان هيس جن مين سے آخر كي دو رباعيان ية هين ـ

از حضرت قد دور مرا پنداردد قو دانی و این زمرد کد بهتان کا ردد هر لحظ چو دود دل خویشم پیچان ورهمت غلط بده مسزاے ایشان

آنانکه امیر هوس و پندارند ایس قصهٔ پر غصه سپردم با تو دل تنگم ازیں حرف مراسر بهتان گفتند اگر راست مرا پاداشے

اُس توسل کے بعدد آگاہ کی بلاؤں کے دفع هودے کي یہ صورت هوی که ۳ ربیع الاول سفت ۱۲۱٦ هجری کو تواب عمد الامرا کا انتقال ھرگیا ۔ ان کی جگٹ پر ان کے لڑکے تاج الامرا علی حسیس خان بہادر کو ممند نشین هونا چاھئے تھا ۔ مگر انگریزوں نے ان کي جگۓ پر دواب اميار الامرا بہادر مردوم كے فرزشد دواب عظيم الدولة كم كدى يدر بٹھا دیا - ان کے دل میں آگاہ کی باڑی قدر و منظلت تھی ۔ اس کے علاوۃ وہ سنی تھے ۔ اس لقے اب کوڈي بھی آگاہ کو کچھ تکلیف پہنچائے کی جارات نہیں کرسکتا تھا۔ آگاہ نے سب سے پہلے نواب عظیر الدولاء کے دربار میں پہنچکر انہیں مبارکبال دی۔ اور اس طرح نو سال سے جو مسلسل جھگڑا چلا آرھا تھا - یک لفت فتم ھوگیا - چھ مہینوں کے بعد تاج الامرا كا بهى انتقال دوگيا - آگاة ئے اپنى وفات سے ايك سال پہلے سند ۱۲۱۹ هجری دیس اپنے تمام رسایل کو یکجا کیا جس کی کل تعداد باون تمي أن سب ير المقدمة الفايقة لجميع الرسايل الرايعة کے نام سے ایک نیا مقدمہ لکھا اور چار جلدوں میں اس کو دوبارہ مرتب کیا۔

آگات کے ایک شاگرد سید محمد کردم حسیدی نقوی نے بیاں کیا ہے کہ کس طرح اس ماقشت کی ابتدا ہوی اور کس طرح اس کا سلسلا آگے بڑھتا گیا - اور آخر میں یہ لکھا ہے کایت تمام باتیں حرف بحرف ٹھیک ھیں ۔ اگر ان میں درا بھی شک دو تو محتبر حضرات سے اس کی تحقیق اور تصدیق کرلی جائے ۔ چنانچہ وہ شیخ بہاء الدین کومخاطب کرتے ھی

[&]quot;درین همه مرقومه بے کم وکاست راست بر است بود اگر شکے در ان باشد تمقیق آن از معتبران باید کرد درین صورت برتو لازم است که تامقداد آدها رامنع کئی که حالاهم این گفتگوے بے معنی بگزارند و عوض آن مفاقب حضرات عالیات گویند "

آگاہ اور ان کے شاگردوں کے رسایل کے بڑھئے سے معلوم ہوتا ہے که تقربیا دو سال ایک پنگامه عظیم در پا رها جس میں دردوں طرف سے غیر محبولی تعصب درتا گیا آگاه کی خاص کر پچهلی تحریرون کالب و الهجاه بهت هي مخت اور تند هوگيا هے - مگر مخالفين كالب و لهجا اس من بھی زیادہ سخت تھا اس لئے آگاہ کو ایک حدتک معذور ھی سمجھنا چاھئے اكالا أور ماجد تاج الامراعلي حسين فان ماجد دواب دحمد على والاجالة کے پوتے اور نواب عدد الامرا بہادر کے بیٹے تھے سند ۱۱۹۸ همیں ددراس میں پیدا ھوے تھے دو سال کی عدر میں قرآن مجید ختم کیا اور فارسی کی ابتدائی کتابین پڑھین بلا کے ذھین تھے تھیڑی ھی مدت مین فارسی كى اعلى استعداد حاصل كراي شحاروشاعارى كي طارف دوجه هارى تو ھزاروں شعر لکھ ڈالے اور چند دن کے اندر چار ھزار اشعار کا ایک مجموعا تیار ہوگیا یہ سب اشعار قدما کے رنگ میں لکھے موے تھے ابتدا میں وہ آگاہ سے اصلاح لینے لگے جب اپنے کلام میں کچھ پختگی پیدا مرکتی تو ان کی اکثر اصلاحاون کر قبول دہین کیا اور بسااوقات اپنے هی شعر كو بمال ركما يع ديكم كر آگاء دے ان كي اصلاح سے هاده كهينچ ليا جب دواب عبدة الامراكو معلوم هوا تو ولا خود ان كو استاد كي خدمت مين ليگھے اور ان سے قسمانی محاف کرائے کی دوشش کی مگر آگاہ نے يع کہکر ٹال دیا کہ اب ان کے اشحار کو اصلاح کی ضرورت نہیں رہی ہے ورنع ولا ضرور تحميل حكم كرتے ماجدئے بھى آگالا كو اشحار دكھانا بند کر دیا اور فخریع یع شحر لکما

شعر خود پیش کسے ازچے گزارم ماجد کی کنون حاجت استادنواندی است مرا

ماجد کی شاگردی کا یظ زمادة ولا تھا جبكدلا شیحد علماء کے ساتھ
آگالا کی رسالہ جازی ہورھی تھی اور طرفین سے تشدد برتا جارها تھا عاجد بھی
اپنے باپ کی طرح شیحیت کی طرف عائل تھے ان کی صحبت میں
بھی کچھ ایسے شیحلا حضرات تھے جو اڈھتے بیٹھتے آگالا پر پھبتیاں
کستے تھے اور ان کے اشحار کا مذاق اڑاتے تھے آگالا کو یہ سب جاتیں
پہنچتی تھیں حگر ولا کوئی حرف شکایت زبان پر نہیں لاتے تھے

شواب غلام غنوث خان بہادر تذکرۃ گلزار اعظم میں اکھتے هیس که خود انہوں نے عارف الدیس خاں روشق میں جو ماجد کے مہنشیندں میں تھے یہ روایت سغی ھے، وہ یہ کہ ماجد کے جلیسوں میں درافقار علی خان صفا نامی ایک شیحہ شاعر تھا جو سنیوں کے خلاف اکثر لکھا کرتا تھا، ایک لی عاجد کے کتبخاند مے وہ آگاء کا دیوان نکال لے گیا اور جابجا ان کے اشحار پر اعتراضات لکھے اور پھر ایک مدت کے بعد اس کو واپس لاکور رکھدیا،

صنع ۱۲۱۱ میں نواب عدد الامرا کا انتقال دوگیا اور انگریزوں نے مسند پر تاج الامرا کی بجاے خواب عظیم الدولت کو بٹھا دیا مرکاری کتبخانت بھی ان کے تصرف میں آیا ' خواب عظیم الدولت نے ایک دن آگات کا دیوان نکالا آرو اسپر قسم قسم کی حاشیت آرائیاں دیکھیں انہوں نے اسی وقت اس کو آگان کی خدمت میں روانت کیا ' کہا جاتا ہے کہ آگات کی ژبان سے بت بددعا نکلی '

"علي حسين بزودی بجوان مارگی مبتلامی گردد و خايب و و خاسر ازين جهان می رود"

اس پر چہ مہینے بھی دہیں گزرے تھے کے اسہال خودی کے عارضہ سے آ دیالحبہ سنے ۱۲۱۱ ہ کو تاجالامرا کا انتقال ہوگیا " اس روایت کے نقل کرنے کے بعد نواب غلام غوث ذاں بہادر لکمتے ہیں ؛

"بعضے از معاصرین او دسبت این اصادت دخانش می کنند و این حرف بد درحتی او می زدند' الله دوالجلال اعلم بحقیقی المال "
سیج هے

صایب بپاے خویش زندتیشہ بے خبر آن بے ادب کہ خندہ براستاد می زند

الكاه اور بحر العاوم كي باهمي چشمك ملا بصرالعاوم ادر العدياش عبدالعلى ملا نظام الديس لكفنوى كم فرزدد تهم ، سنه ۱۱۵۲ هجری میس فردگی محل لکهند میں پیدا هدی اور اینے والد ماجد سے عربی اور فارسی علوم کی تحصیل کی ؟ سترد سال کی عبر میں تعلیم سے قراغت حاصل کرلی 'منطق ا فلسفه علام اور اصول میس جرا درک دیدا کرلیا دها اسب سے پہلے رھیلوں کے سردار حافظ الملک حافظ رحمت خان دے اینے مدرسط میں ان کو استاد مقرر کیا ؟ اور جنب وط سنط ۱۱۸۸ هجری ی چنگ میس ماری گتے تا ملا عبدالعلی رامیور چلے گتے ؟ چند دن کے بعد منشی صدرالدین نے ان کو اینے مدرسلامیں آشے کی دعاوت دی اور چار سو روپیا ماهاوار ان کی تنشوالا مقرر کی ، جنب شواب محمد علی والاجاء شے ان کی قابلیت کا شهره سنا تدو روپیه جهیجکر ان کو مدراس آئے کی دعروت دی، اور اینے اعزم و اقربا اور درباری امرا اور روسا کے ساقہ ان کا شاددار استقبال کیا ، ان کیلقے مدراس میں ایک مدرسا قایم كيا جو اس زماشة ميس مدرسة كلان كها جاتا دها ، دراب صاحب دے ان کو جدرالعلوم کا شاهی خطاب ذخشا ، علماء دربار والاجاهی میں ان کا مرتبہ سب سے اونچا تھا ، وہ شواب صاحب کے دزدیک بہت بڑا رسوخ رکھتے تھے ' ان کی مجلس میں اکثر دینی مسائل پر مذاکرے هوتے تھے ، محرم اور میدلاد کی مجلسوں میس وهی فاتحه فوانی کی رسوم انجام دیتی تهی ، نواب محمد علی والاجأة كي انتقال كي بعد جب عهدة الامرا أن كي جانشيس هوي تر بحرالعلوم هی دے ان کا هاته پکڑ کر تضت در بٹھادا ؟

عہدت الامراشے ان کو ملک العلماء کا خطاب دیا' اور اپنے عہد حکومت میں ان کی دبڑی عزت اور تکریم کی' اور هبیشند ان کو اپنے ساتھ رکھا' هر مذهبی مجلس میں ان کا هودا ضروری تما : مرتے وقت عہدت الامرا نے بصرالعلوم کے سامنے اپنے سنی عقاید کا اعتراف کیا'

بحرالعلوم کی مختلف مشہور تصنیقات هیں ' جس هیں ' زیادہ تر منطق اور اصول کی مشہور کتابدں کی شروح هیں ' فقت میں ارکان الاسلام کے نام سے ایک کتاب لکھی هے ' فس تصرف سے بھی دوق تھا ' انہوں نے فارشی میں مثنوی مولانا روم کی ایک شرح لکھی ہے جو دولکشور کے مطبح میں چھپ چکی ہے '

بحرالعلوم نے سند ۱۲۲۰ هجری میں انتقال کیا اور مسجد والاجاهی مدراس کے احاطت میں مدنوں هوے ' ان کا مزار آج بھی عقیدت مندی کا مرکز بنا هوا هے '

آگات بحرالعلوم سے چھم سال چھوٹے تھے اور پائچ برس پہلے وفات پائی، ابتدا میں دونوں کے تعلقات بہت اچھے تھے، مگر جب بعض مسائل میں دونوں کا ایک دوسرے سے اختلاف مرکیا تو ایک قسم کی منافرت پیدا مرکئی، خود آگاہ لکھتے میں،

"برضایر صفا مظاهر منصفادی هویدا و ظاهر باد کی معنی الید ازبدم ورود خرد تا مدتے دسبت بایس جادب کیال توجد و التفات داشتند و ایس جادب را نیز با ایشاں الملاص و ارتباط متحقق بود اگرچه منافیات مصبت ازیشاں بکرات محاید نهود اکن گاهے لب بشکایت ایشان دکشود و با مردمے کی

از خشودت ایشان انواع شکوه ها می کردند محدرتها وا مینبود و در تفصیل آن منافیات اضاعت اوقات بیش نبود و دماغ همر مساعدت نهی کند -

ایس زمان بگذار بر وقت دگر ،،

ایک دن بصرالعلوم آگاہ کے مکان پر تشریف لائے اور ان کے رسالت دفح الوسواس كي درئي تتعريدف كي اور كها كدي اس كو زياديد سے زیادہ پھی۔لائے کی کوشش کردی چاھٹے ؛ اس کے بعد اس کے بقل کردے کی اجازت چاھی آگاہ دے اس کا ایک دسفہ ھدیے جدرالعلوم كى خددمنت ميس ويدش كيا ، ومر چند دن بعدد اينا رسالت مقامع المديد سيد عبدالقادر خوشنويس كي مصرفت رواشع كيا ان كم سامدے دحدرالحلوم دے اس رسالہ کی دبڑی تعدریث کی اور کہا کہ اس کے بہت سے مضامین ان کے دھن سے دھول کرچکے تھے ، اس کے مطالحہ سے ولا ساب تازلا ھاوگٹے اور بعاض بالکل دلمے نظر آڈے ھیس ' ان کی حوصلہ افزائی سے متاثد عوکر آگاء نے کتاب الرسایل کے ابتدائی چھ رسانے بھی روانہ کئے ، بصرالعلوم نے ان كا مطالعت كيا اور پهر پانچويس رساله التحقيق الانياق في بيان افضلية الصديدق ميس چار پانچ جگه اور چهڻے رساله لب اللباب في ديان فضايل الاصحاب مين دو جگت استدراك اكها ، جس سے آگاہ کے دل کو ایک چوٹ لگی ' چنانچہ وہ خود لکھتے ھیں ، " حیاران شاده کا آن گارم جاوشی چاه باود و ایس سارد مهری د سرسیم

آگالا دے ان استدراکات پر عین الانصاف کے دام سے ایک رساللا اکھا ھے جو ان کے کتاب الرسایل میں شامل ھے ' اس میں ھر

أیک استدراک اور ایدراد کا پورا چررا جراب دیا هے ' آگالا کا کہنا یع هے کہ اس زمانه میں جب که هر طرف رفض کا شور و غیرغا هے اس قسم کے غیر مذیب دواشی کے لکھنے کی کیا ضرورت تهی ' خواجه رحبتانلا علیه کے شاگرد خواجه ' کہال الدیس نے بصرالعلوم کی خدمت میں چند سوالات لکھ بھیجے تھے ' مگر بحرالعلوم نے ان کے جواب سے پہلوتہی کی تھی ' چنانچہ آگالا بحدرالعلوم نے ان کے جواب سے پہلوتہی کی تھی ' چنانچہ آگالا کومتے هیں '

"سبمان الله بوالعجبى معازى اليه ديدنى دارد كه نقاوة علمام زمان خواجه كمال الدين خان بمشاراليه سوالى چند توشتند، چنانچه اين جانب ديد آن فرد را ديده بود؛ مشار اليه از تحرير جوابش پهلوتهى كردند و حال آذكه اجابت سايل هر كه باشد لازم وقت بود فكيف وقت كه سايل عالم باشد و به جهت بر

بحرالعلوم نے اپنے شاگردوں اور دوستوں کے سامنے آگاۃ کی ردگینی عبارت پر تنقید کی اور کہا کہ ان کی عبارت منشیادۃ هے اور رنگینی کی وجہ سے اغلاق پیدا ہوگیا هے ، اس کو ذکر کرتے هوے اکھتے هیں ،

" و ایضا بحضور ایس و آن حرف می زنند که عبارت رسایل ایس جانب منشیانه و اقع شده و بسبب رنگینی اغلاق بهم رسانده سبحان الله فصاحت و بلاغت اسلوب نیز نزد مشارالیه معیوب شد

ر و الكس عيس السفط تبدى المساودا ،،

آگاہ کے رسایل کے پڑھئے سے اندازہ موتا ھے کہ بدرالعلوم کچھ تو عجدۃالامرا اور دربار والاجاھی کے مختلف شیعہ حضرات کی دلجوڈی کی فاطر اور کچھ اس غیال سے کہ اس کشجیش میں پڑدے سے کوٹی مذید نتیجہ برآمد نہ ہوگا حتی الامکان اس بحث میں دخل دیئے سے گریز کرتے تھے ' چنانچہ ایک مرتبہ کسی شیعہ نے آگاہ کے خلاف غسالہ کے نام سے ایک رسالہ اکھا اور کسی نے بحرالعلوم کو لاکر دکھایا تو کہا دیکھو میں نہیں کہتا تھا کہ اھل جا کی تردید نہ کریں ' اس کے متعلق تحریر کرتے ھوے آگاہ اکھتے ھیں،

"ازادجملت آن کد اگر کسے از رفضت یا از دواصب مدفقضت در جدواب بعدض رسایل ایس جادب غسائد دویسد اظهار بشاشت می کنند و شباتت ایس جادب دهایشد و با اقدران خود بطور دیکو خواهی وا دهایشد کد ما فلان را می گفتیم کد تصریر رسایل دررد اهل باطل خوب دیست نصیحت ما را نشئیدند آفر دیدند آنچد دیدند و از جهل مرکب دمی دانند کد دریس مصانعت و مداهنت دیدند و از جهل مرکب دمی دانند کد دریس مصانعت و مداهنت مرتکب مفاسد پر شناعت می شوند " (دفشه المصدور)

سند ۱۲۱۵ هجری هیس جب کد آگات کی شیعوں کے ساتھ لڑائی شھنی هوی تھی اور وہ ان کے قتل کے دریے هوگئے تھے ' بحرالحلوم کی اس قسم کی تنقیدیس ان کو بہت ھی بری محلوم هویس ' اور انہوں نے بہت تیز هوکر محذرت نامخ آگاهی کے نام سے ایک رسالہ لکھا ' اس میس بحرالحلوم کے تمام اعتراضات اور شبہات کا ایک کرکے جواب دیا ہے اور آخر میں لکھا ہے گدیا اس میس کرنے سے بحرالعلوم سے دلایل کا مطالبۃ کہ اس محذرت کے پیش کرنے سے بحرالعلوم سے دلایل کا مطالبۃ

کردا مقصود نہیں ہے ' وہ اگر کچھ اکھنا چاھیں تو اپنے عقیدتبندوں کے افادہ کے واسطے اکھیں ' آگاہ کو سبجھائے کی کوڈی ضرورت نہیں '

"فلاصد متصود آن که ایس جادب مطالبت مشار الید در تحریر ایس دلایل هم شهی کند اگر خواهند جرای افادهٔ معتقدان خود بنویسند یا دندویسند ، لکس دیگر ذکر ایس جانب دکنند و ایس عاصی را اگرچه من کل الوجود پر معاصی است مصرف امر معمرف خود دسازند که تقوی و دیانت ایشان را مصارف دیگر وسیح تر از می بهم رسند "

جب یہ رسالہ بحرالحلوم کی خدمت میں روانہ کرنا چاھا تو ایک رقیس مانع ھوے اور قسیس دلاکر کہا کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ ھر طرف رفض کا بلوی ھے اس قسم کا تیز و تند رسالہ بھیجما اچھا نہیں ھے ، دشمن ھنسی اڑائینگے اور بغلیہ بجلیہ بجائینگے کہ دو سئی عالموں میں چل گئی ،

دوسری طرف اس رئیس نے بصرالعلوم کو کہلا بھیجا کی اپنی مجلسوں میں آگاہ کی تنقیص کردا اور ان پر چوٹ چلنا کسی طرح مناسب نہیں ھے 'آئندہ سے بالکلیہ اس سے پرھین کریں ' بصرالعلوم نے بھی وعدہ کیا کہ آئندہ آگاہ کے متعلق کسی قسم کا بھی کرتی تذکرہ نہیں ھوگا '

آگات دے مصف ان ایرادات کے رفع کردے اور لوگوں کی غلط فہمیدں کو دور کردے کے لئے کہال الانصاف ' عین الانصاف اور دظم الفراید فی بعض ابیات العقاید جیسے رسایل لکھے ' اب ھم ان چاروں رسایل کی محدد سے دیل میں بصرالعلوم آور آگات کے اختلافات کو واضح کردے کی کوشش، کرتے ھیں '

آگات دواب امیرالامرا کے دردار میں رھتے تھے ، دواب مدود علی والجات اور عبدقالامرا بہادر کے دردار سے ان کا اتنا زیادہ تعلق دہیں تھا ، امیرالامرا کی وفات سنت ۱۲۰۳ ھجری کے بعد تار یہ تعلق اور زیادہ منقطح ھوگیا تھا ، مگر چودکہ ان کے دردار میں آگات کے فیدتہندہ مرجود تھے اس لئے وھاں کے مذاکروں کی فہر آگات کو بہنیتی رھتی تھی ،

آگات دے سند ۱۲۰۳ هجری میں اهل بیت کے مذاقب میں ریاض الجنان لکھی ' اس کے خاتمہ مین اهل سنت کی بدعات مصرم کا تذکرہ کیا ھے ، اس زمانہ میں بعض علماء کا یہ خیال تفا که دساویس مصرم کو دس چیازوں کا ادا کاردا سنت ھے ؛ اس کو حصال عشرة محرم كها جاتا تھا ، ولا يالا ھيال (۱) رُوزِه رکهُما (۲) شمار پيڙهما (۳) سرمه لگاها (۳) غسل کارها (۵) دو المؤذم والدرب كم درميان صلح كرانا (١) عالمون كر روديد ييسد :دينا (٥) دیا اباس پهنما (٨) یتیهون کو کیا دیما (٩) توسعه یعنی اهل و عيال أور دوست أور أقارب كو أيها كهاذا كهلاذا (١٠) بيهاركي عیادت کرنا ٬ آگات دے ایئی کتاب میس لکدا که روزی اور توسعی کے سوا داقی تمام باتین بدعت اور بے اصل میں ، جب کسی دے بصرالعلوم کو بیع حصہ پڑھکر سالیا دو انہوں۔ دے باصرار کہا کہ یہ بدعات نہیں هیں ' اور ان کے سنت هاوئے پار غنية الطالبيان كي عبو حضرت سيد عبدالقادر جيلاني كي تصنيف كبي جاتی هے ' روایات پیش کین ' آگاہ دے بحرالعلوم کو ایک چٹھی لکھی اور اس میں تقصیلی طور پر یہ ثابت کیا کہ روزہ اور توسعه کے علاوہ باقی باتوں کے متعلق جتنی روایات نقل کی

جاتی هیا و تام کی تام موضوم هیا 'شیار یا به اگها که غنید الطالبیان کو عبدالقادر جیلانی کی تصنیف سجوهنا غلط هی خنید الطالبیان کو عبدالقادر جیلانی کی تصنیف هودے کی ثبوت پر کوئی محتبر شهادت موجود نہیا هے ' یا تصنیف خود اس درجہ گری هری هے که حضرت عبدالقادر جیلانی رحمة الله علیه کی طرف اس کو منسوب کرنا ان کی شان کو گھٹانا هے ' بحرالحاوم یہ پڑھکر خامرش هورهے '

چند دن کے بعد کسی دے بحرالعلوم کے سامنے پھر یہ مسئلہ چھیڑا تو بیان کیا کہ مصدثین کے دردیک ان حدیثرں کا کوئی ثبوت دہیں ھے ' اس پر کسی درباری امیر دے کہا یہ تو آپ کا قول دہیں تھا ' آپ دے یہ مسئلہ فالاں (یہنی آگاہ) سے لیا ھے '

آگاہ نے ریاض الجنان کے آخر میں لکھا تھا کہ اگر مدرم کے ابتدائی دس دنوں میں کسی چر غم طاری ھوجائے اور ولا تمام لنات دنیوی کو ترک کردے ثو اس کا یہ فعل مذموم نہیں ھوگا بلکہ اس کو اچھا ھی سمجھا جائیگا ' چنائچہ انہوں نے اس زمانہ کے ایک بزرگ صوفی کے اصوال کو چیش کیا تھا '

اور ید دکت بوج اے با دوش کد کرے گر کسی پد ید غمر جوش اور رد سب اختوں کو ترک کرے دا کچہ آرام پر میں اپنا دھرے بلکت دن رات غمر ستے رووے کچہ ند کھاوے ند پیوے نا سووے مور ود اس امیر میں اچھے صادق ھے ود بے شک حسیس کا عاشق ھیگا یہ امر بے گہاں محبود دپرینگا اس کو دوجہاں میں سود

تها محدد حسيس فدر زمس عالم دے دغلیاں ملک دی،،، کیا لکھے اوس کے کرتی مذاقب سے جی ھے مشہوں امام صاحب سے دھا دہنت اوس کے تین دیا سوزو گدار سور ولاے حسیس سے دمساز حب مصرم کا ماد آدا دها ولا شع سرتا تها هاور شع كهاتا تها کہے اوس سے کٹا گچٹا تہو کھاکن جانت یاکه روتا تما گرید میس دن رات ڊولا کيرون کھاڙي مين که چرخ اوير حور و املاک خمر میس میں دیں دیسر آفد ولا داصفا دوجه سدید شہر بیدر منے مرا مے شہید هدانا لقسطع الصافي قدس الله الدافي بحرالعلوم دے کہا کہ اس قسم کے صوفیوں کے احوال کا کیا اعتبار ، ان کا قبول شع کردا هی دہشر هے ۔ اس پر آگاء اکمتے هيں " كفته ايس معنى از قبيل احوال است و ادكار احوال موجب استنكار ، عجب از مشاراليا كا با آذكا دم از تصاوف مي زدناد بار حال انکار می کنشد ۱۶ اسی قبیل کے دوسرے مستلے تھے جس میس بصرالحلوم کو آگالا سے بہت اختلاف دھا ؛ مشلا بحررالعلوم حضرت معاویه 'کو خلافت کا مستحق سبجھتے تھے ' ان کا حضرت علی سے لڑاڈی کرنا ان کے دزدیک اتنا سفت جرم نهیں تھا ، چنانچی ایک مردبی دواب مدمد على والاجالة دے بصرالعلوم سے دریافت کیا سنا جادا ہے کا حضرت على دے حضرت محاوید در لحنت دهیجي اور ادمیس کالیاں دیس ، بصرالعلوم دے جواب دیا ، کیا مضایقت آخر حضرت محاویت دے بھی تو حضرت علی پر لحنت بھیجی ھے اورادہیں گالیاں دی ھیں '

A-.2

ایت درسری مرتبه دراب صاحب نے پروچھا که مضرت معادید نے حضرت علی سے کیوں لڑائی کی اور کس واسطے خلافت کو ان کے حوالے نہیں کردیا ' بصرالعلوم نے فوراً جواب دیا که حضرت علی نے کیوں خلافت کو دغرت محادید کے حوالے نہیں کردیا ' جیسا کہ حضرت امام حسن نے اپنے زمانہ خلافت میں کیا تما اس پر آگاہ بہت می بر افروفتہ موکر لکھتے ہیں '

" استخفرانت من اجراء هذا النقل على اللسان فات في غايبة الدهن و النسران ، هر دهرواني ازيس حكايت تر آيد تا بهيخضان ديگر چه رسد چنيس كلهات بارده است كه سنيان را متهم مي سازد و دل اهل حق را مي گدازد "

آگاه کا ید دعری تما کد حضرت علی نے حضرت معاوید پر کبھی لعنت نہیں بھیجی بلکہ جنب صفید میں اپنے ساتھیوں کر امل شام پر لعنت بھیجتے اور انہیں گالیاں دیتے سنا تو فرمایا تمہارا دوسروں کو گالیاں دینا مجھے سفت نا پسند ھے اگر صرف ان کے اعمال بد کو بیان کرو تو ید ٹھیک ھے ابلکہ اس کی جگد پر ید دعا کرو تو بہتر ھے اللهم احتی دمارنا و

آگاء نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس بات کر ثابات کیا ھے کہ حضرت محادیہ حضرت علی کے برابر نہیں ھوسکتے ، وہ ان کے برابر تر کیا ایک محمولی صحابی حضرت عبادہ بن صامت کے بھی برابر نہیں ھوسکتے جن کی مخالفت کی بناء پر حضرت عبار نے حضرت محاویہ کو بہت ھی سفت سست کہا اور فرمایا کہ "اے طلیق بن طلیق تجھے اتھی جرات ھوگئی ھے کہ رسول

خدا صلی الله علیت وسلم کے برگزیدہ اصحاب سے مقابلت اور مناظرت کرے وہ (یعنی عبادت بن صامت) تجہ پر حاکم ہیں اور تو ان کا محکوم ہے 'اگر بار دیگر ان، کے ساتہ مناظرہ کریگا تو مجہ سے وہ چیز دیکھیگا جو تجہ کو بہت برا اگیگا '' آگاہ کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت معاویہ باغی تھے 'اور چونکہ معاویہ معاویہ باغی تھے 'اور چونکہ معاویہ معاویہ داخی تھے 'اور چونکہ معاویہ معاویہ دائے کہ نالہ

آگاه کا عقیده ید تها که حضرت معاویه باغی تهے، اور چودکه ولا صحابی هیں اس لئے ان چر احمنت نہیں بھیجنی چاهئے، مختلف رسایل میں آگالا نے اس مستملہ چر کافی بحث کی هے، اور اس چر بہت سی دلیلیس دی هیں، بحرالحلوم اس مستمله میں آگالا سے شدت کا اختہلاف رکھتے تھے، ان کا خیال تھا که حضرت علی کے خلاف عضرت معاوید کی لئائی در حقیقت ایک اجتہادی غلطی کا خدیف عضرت معاوید کی لئائی در حقیقت ایک اجتہادی غلطی کا بتیجہ تھی، اور صحیح حدیث کے مطابق اگر مجتہد غلطی کرے تو بھی اس کو ایک اجر ملتا ہے، اور اگر اس کا اجتہاد ٹھیک ہو تیو

بصرالعدوم اس مستدی میں بفاری کی ایک حدیث سے استدلال ایتے تھے ' ایک شخص دے حضرت ادس عباس سے پوچھا کی حضرت معاویہ وتر کی دماز ایک رکعت ادا کرتے ھیں ' ان کے متعلق آپ کی کیا راے ھے ? حضرت ابن عباس دے جواب دیا دعہ فادی فقید' ان کو چھوڑ دو کیودکہ وی دے شک فقید ھیں ' ور فقید اصولیوں کی اصطلاح میں مجتہد کو کہتے ھیں ' پس اور فقید اصولیوں کی اصطلاح میں مجتہد کو کہتے ھیں ' پس ابن عباس کے قول کے مطابق حضرت محاوید کا اجتہاد ثابت

آگات دے ان تمام حدیثوں پر تنقید کی ھے جو محاویہ کے بارے میں وارد ھوی ھیں اور لکھا ھے کت فقیع کے یہ اصطلاحی مہنے امام بداری دے مراد نہیں لئے تھے ، کسی شارح دے اس

لفظ کی تشریح مجتهد سے نہیں کی ھے ، آندضرت صلحم کی وفات کے دوسو مال بعد یہ اصطلاح وجود میں آئی ھے ، صدر اول میں اس کے یہ معنے ھرگز نہیں سمجھے جاتے تھے ، نیز آگاہ نے یہ اکما ھے کہ اصولیوں کے نزدیک بھی اس لفظ کے مبیشہ یہی معنے مراد نہیں لئے جاتے کیونکہ ایسے فقیہ کو بھی جہ مجتهد کے درجہ تک نہیں پہنچا ھے ، فقیہ ھی کہا جاتا ھے ،

علمان سلف میس اکثر اسی کے قابل هیس کلا حضرت معاوید باغی تھے ' مگر بعض علمان متافریس جیسے امام غزالی ' امام شمس الدیس ذهبی ' عمادالدیس ابس کثیر ' شیخ ابس حجر مکی اور شیخ ابس المهام وغیرت نے ان کی مجتہد مانا ہے ' آگاہ نے لکھا ہے کا علمانے سلف کی ایک کثیر جماعت کی راے کے سامنے ان کی راے قابل قبول نہیں هوسکتی '

آگات دے اپنی کتابوں میں حضرت جامی کے اشعار سے دھی استشہاد کیا تھا جس میں ولا فرماتے ھیں '

آن خلافے کے داشت با میدر در خلافت صحابی دیگر حق در انجا بدست حیدر بود جنگ با او خطاے منگر بود آن خلاف از مغالفان میسند لیکن از طحن و لحن الب در بند

بصرالعلوم اس کو دہیں مادتے دھے ' بلکے لفظ منکر کی تاریل کرتے دھے ' چنادچے آگاے اکھتے ھیس '

یکے از عالمان دخدوستان کے درینجا بود شہیر زمان اعتبراضے بافظ منکر کرد شکل آن را چنیس مصور کرد. کے معاویہ مجتہد بودہ است بہر امراک حتی بجد بودہ است یعنے از قاتلان دوالغوریس طالب اقتصاص شد بے میں

ا نه دی ملک و مال جنگ شهود اجتهادش رلا خطا بيهود من کا در اجتهاد کارد خطا أجر واحد كند خداش عطا اجتهاد على چو جود صواب حصم او دو اجر شد درباب حمل منکر برو رواند بود <u>دار فطاقے کا اجتهاد شود</u> إفظ منكس بع بيت مولانا. از دے قافیہ است اے دانا ایس بود، اصل قول آن فاضل. بعد ازال چند جاهل غاذل کش مباشد بعقل و دیس پیردد كردة منضم بأل مواشي هند طعند زن شد بدضرت جامي هار دیکے زاں گارون از خامی آر کے داشد مدیدش از دم کم چوں بود گر بر آرد از دم دم که کند رد آن کسے امیلا ديست شايسته مفوق جهلا مناويسم جواب آن فاضل غور کی دروے از دل ہے عل

اس کے بعد نظم میں بدرالعلوم کی تاریل کی تردید کی مے اور لکھا ہے کا صدر اول سے لیکر تہام ایما کرام حضرت معاویا کہ باغی مانتے آئے ہیں ' تہام صوفیاے کرام کا بھی یہی عقیدہ ہے ' صرف شیخ احمد مجدد سرهندی اس عقیدہ کے مخالف میں ' بحرالعلوم کے شیخ احمد سے استشہاد کرنے چر آگالا ایک طعی کرتے ہیں اور کہتے ہیں

عجب دیگر آدکی آن فاضل منکر شیخ احدد است بدل اندریس حرف راه او پیمود چشم پوشیده اقتداش درود بحرالعلوم نے یہ جی کہا کہ شاید جامی مشکر کے لفظ

کر قافیت کی غرض سے لائے شوں آگاۃ لکھتے میں آ آنچت گفتہ کہ لفظ منکر را از پے قافیہ ضورد املا سفنے بس عجیب کرد ادا کہ شباشد نہایتہ ش بیدا هر ظریفے کے بشنود ایس حرف منبعث گرددش سرور شگرف غالبا اددریس زمان تحب کے بود قدط انبساط و طرب راء اطراب دوستاں پیمود ورث ایس حرف را دمی پیمود اس کے بعد اس پر بحث کی هے کہ حضرت جامی شاعری کے مسلم الثبوت استاد تھے ، ان کے متعلق یہ کسطرح خیال کیا جاسکتا هے کہ ان پر قافیہ تنگ هوگیا تھا ،

بر چنیس نعبه سنج قدس اسنگ کے شود در کلام قافیه تنگ بے تامل سفس نباید گفت زانکه در سرسری نشاید سفیت آگات اکمتے هیں که اگر حضرت معاویه کو اس معامله میس مجتهد مان لیا جائے تو پھر ان کے دوسرے تبام جرائم کو بھی اجتهادی غلطی کا نتیجه ماننا هوگا ' جیسے حدود کو جانتے بوجھتے جاری دلا کردا ' حضرت امام حسیس سے خلافت کے متعلق عہد کرکے اس کو توڑ دینا ' حضرت علی کو گالیاں دینا ' اور دوسروں کے ذریعه انہیس گالیاں دلوانا اور لوگوں کو اس کی تاکید کرنا کہ خضرتیس حسنیس کو آندخسرت صلعم کے نواسے نہ کہیں ' انصار کے ساتھ برا سلوک کردا ' شہداے احد پر نہر جاری کرنا ' آندخسرت صلعم کے نواسے نہ کہیں ' انصار کے ساتھ برا سلوک کردا ' شہداے احد پر نہر جاری کرنا ' آندخسرت صلعم کے نواسے نہ کہیں کو اندخسرت صلعم کے منبر مباری کو کرنا ' آندخسرت صلعم کے منبر مباری کو قتل ملک شام لے جانے کی کوشش کرنا ' حجر بی عدی کو قتل مدرا ' اپنے ناخلف لڑکے کو اپنا جانشیس بنانا ' اور مدینہ

بصرالعلوم کی ایک دلیل یه بھی تھی که اگر حضرت معاوید کو مجتہد دہیں مادا جاتے تو ان کو فاسق مادنا پردیگا کیودکہ انہوں نے جان بوجھ کر حضرت علی کے فلاف جنگ کی اور

مندورة پر مسلم بن عقبة مرى جيسے ظالم كو مسلط كردا وغيارة

هزاروں کے قتل کے جاعث هونے ' اور چودکد فسق عدالت کے منافی هن اس لئے ان کی روایت متروک هوگی حالاندکد ید سب کی تسلیم کی هوی بات هے کد تمام صحابد عدول هیس ' ان کی اس دلیل کو ذکر کرکے آگاد لکھتے هیں '

"گفتم واعجبا شم واعجبا و هر چند مشارالید عمرے بتدریس بسر بردد اند لیکن مطالحت کتب ایس فن باید دمود تا محلوم شود کد اصحاب حدیث وغیرهم صحابت را رضی الله عنهم بچه محنی عدول گفته اند "

اس کے بعد آگاہ لکھتے ھیں کہ اس میں شبہ دہیں کہ
روایت کا قبول کردا راوی کی عدالت پر موقوف ھے اور عدول
وہ شخص ھے جو گماہ کبیرہ کا مرتکب اور صغیرہ پر مصر دی ھی اور بازار وغیرہ میں کھڑے ھوکر کھاتا پیتا دی ھی اس حابہ کرام میں اس قسم کی عدالت تلاش کرنا ٹھیک دہیں ھے ان کی روایت ھر حال میں متبول ھوگی اس بات پر سب کا اتفاق ھے کہ یہ دہیں کہ صحابی سے ایک مرتبہ یا کئی مرتبہ کی محصیت سرژد دی ھوی ھو کوئی محدث بھی صحابہ کی عدالت کی یہ تحدریف دہیں کرتا ،

اس کے بعد مختلف حدیثوں سے اپنے دعوے کو ثابت کیا ہے 'اور اکما مے کے حضرت معاویے اور حضرت عمر و بس العاص اور ان کے مانند دوسرے صحابہ کی ' جس کی مجموعی تعداد تقریبا دس مے ' روایت مقبول مے ' اگر چہ ان سے غیر اجتہادی غلطیاں صادر کیوں شہ ہوی ہوں '

آگاہ کو بصرالعلوم سے یہ شکایت تئی کے ایک ایسے وقت جبکہ رفض کے بلرے کی وجہ سے ان کی زندگی تنگ ھرگئی

"دریس جا صاحبان انصاف کنده که در چهیس زمان قسان عندوان همچو من ضعیفی برد مبتدعان پردازد و مشارالید دم از ملک العلماء و تقوی و پارسائی زدند پس جمای اعاضت من با بهاه رد بدر من پردازند و اگر احیانا قللی در افظ یا محقی می دیدند بسبیل افغا بهن آگهی دی دادند تا آن را درست می ساختم و حال آنکه عبارات مرقومه مثارالید و همی بیش نیست ا

آگات دے تاریخ ابس کثیر پر چند صواشی لکھے تھے ، اور خالیا یہی مسئلہ زیر بحث تھا کہ حضرت علی کے خلاف محاویہ کی لاڑائی ایک اجتہادی خلطی کا نتیجہ تھی ، بحرالحلوم نے عوام کے درمیاں اس کا چرچا کرنا شروع کیا اور ان کی عیب جوڈی شروع کردی ، چنانچہ آگاہ لکھتے ھیں ،

"ایس جانب بر مراقع بسیار از تاریخ ابس کشیر حواشی عربید خوشته که آن را کسے غیر عالم نداند ، مشارالیه را کدام ضرورت دادی بود که آن را بیس العرام شایع سازند و دریعه بد گرئی و عیب جوئی دس نمایند و ایس هم شیست که به حمیت هم مذهبی خود ملالے بهم رسانده باشند چنانچه بمجرد آدکه رد قول ابن نبیم را در رسالگ افضلیت دیدند محبت و ارتباط پیشیس را رد در رسالگ افضلیت دیدند محبت و ارتباط پیشیس را رد نوردیدند و حال آدکه ایس جانب ایس قسم مناقشه در رسایل را رد نوردیدند و حال آدکه ایس جانب ایس قسم مناقشه در رسایل مذکوره و کشف الغطایا مولانا سعدالدیس تختازادی وغیر او چنانکه درب امل علم است کرده و ابس کثیر خود شافعی الهذهب است ، درب امل علم است کرده و ابس کثیر خود شافعی الهذهب است ،

اددی پیش دو گفتم غم دل درسیدم که دل آزرده شوی ورشه سدن بسیار است

الخرى چند سال آگاه نے اپنى عبر كے چند سال كچھ اطبينان اور سکوں کے ساتھ گذارے سفی ۱۲۱۹ ھ میں دراب عظیم الدولہ کی تفت نشینی سے شیحیت کی آندھی کچہ کم ھوگتی تھی ، آگاہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میس مشغول هوگتےتهے ، غیر معمولی ممنت اور اذکار کی وجع سے ان کے قواے جسمائی بہت کم زور هرچکے تھے ، وہ صرف چار سال زندہ رہ سکے ، اس مفتصر مدت میس ان کی زددگی کا کوڈی قابل ذکر واقعد نہیس ملتا ، البتہ انہوں دے اپنے ایک دوست دہرام جنگ کی وفات پر تاریخ اکھی ، وی قاضی شیخ محمد تلمسائی کے فرزند تھے ' آشکار اپنا تفلص کرتے تھے ' اِن ۱۶ اصلی دام محمد عسداللہ خاں تھا ، دواب محمد علی والاجالة دے قادر دواز خاں اور دواب عددقالامرا دے بہرام جنگ کا خطاب دیا تها ، سنه ۱۲۱۹ هجری میس مدراس میس وفات دِاتی ، آگات کی لکفی ہوی تاریخ ید ہے ،

آة چوں بهرام جنگ اندر شتاب گشته از دن دور شد داروح جفت سال تاریخ رحیاش را سروش دوح او در روح و ریمان شاد گذت سند ۱۲۱۹ هجری

الگاله کی وفات آگاله دے ۱۲ دوالحجد سند ۱۲۲۰ هجری کو پنجشنبہ کے دن وفات چاتی ، گھر ھی کے احاطم میں ان کو دفن کیا گیا ، ان کی قبر میلاپور کے راستہ میں ادھی تک موجود هے ' ان کے مردے کے بعد کئی حضرات دے تاریخ وفات کہی ' مرادوی محمد غوث شرف الملک بهادر نے "قدمات قرد العصر" سنيلا ١٢٢٠ هجري A--.3

کے فقرت سے اُن کی تاریخ وفات ذکائی ہے۔ شرف الملک بہادر آگات کے بھتیجے مصد صفیالدیان ناصر کے حُسر تھے اور اس وَقَات کرناٹک کے مدار المہام تھے '

آگاہ کے ایک شاگرد نے ' جس کا دام میر مبارک انت خاں اور تغلص رافیہ تما 'حسب نیل تاریخ وفات لکمی مے ' سروشم سال فوتش گفت باآلا بفردوس معلی رفتد آگاہ

درسرے ایک صاحب دے عربی میں حسب دیل تاریخ کہی ھے ' قیل لی دوس بدراس غرب ارفت حالا باقر العلم دھب سند ۱۲۲۰ مجری

جناب سید ابوطیب والا نے دسب دیل تاریخ و فات کہی تھی چو رفت از دار دئیا بست آگاہ دریخا را دریخا وا دریخا پے تاریخ آں از درت جانکاہ دبودم سر بجیب فکر والا بگفتا از سر ماتر سروشی فاما شم آما شم آما سند ۱۲۲۰ مجری سند سند ۱۲۲۰ مجری ا

اولات آگاہ نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی سے شاید ایک لڑکا پیدا ھی تھا جر سنت ۱۱۸۵ ھجری میں چند دن بیدی بھی بیدار رہ کر وفات پاگیا۔ اس کے چند دنوں بعد بیدی بھی وفات پاگئیں اور پھر ان کا بھائی بھی انتقال کرگیا۔ ان پے درپے حادثات کی وجہ سے آگاہ پر ایک دلی افسردگی چھاگئی تھی۔ نداب امیرالامرا اور دواب محمد علی والاجاہ کے اصرار پر آگاء نے نیاور میں ربیحالاول سند ۱۱۸۵ ھجری میں دوسری شادی کی۔ اس کا تذکرہ ادہوں نے اپنے ایک عربی خط میس کیا ھے جو انہوں دے غلام علی آزاد کو لکھا ھے شاید انہی کے بطن سے ایک لڑکا جعفر اور ایک

لڑکی کنیز فاطمت پیدا هوی تهی - آگات کے عربی مکتوبات پر جعفر یں داقر کی مہر ملتی ہے آگان کی مشہور کتاب مشت دہشت کا اید دسدد کتب خاشد اهل اسلام والاجاد روی مدراس میں هے ، یے سند ۱۲۱۲ هجری کا چهپا هرا هے اس کی آخری عبارت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جعفر صاحب قبلہ نے اس دسده کی قصدیح کی قھی ' اور سید احمد دبیست باقر آگالا دے ابینے اہتمام سے اس کو چھپوایا تھا ' یہ جعفر باقر آگاہ ہی کے صامبہزادے قدم ، آگاہ دے اپنی کتاب روضة الاسلام اپنی لاڑکی کنیز فاطهه کے لئے اکھی تھی محمد واصف مدراسی کے تذکیرہ حدیقت المرام میس مرادی حافظ محدد حسیس کا دام ملتا هے جر باقر آگالا کے داماد تھے - بہت مرکن ھے کہ آگاہ کی لڑکی کنیر فاطرہ انہیں سے جیاهی گئی هاو - اور غالباً سید احمد مذکور انهیاں کنیاز فاطبت می کے اولاد سے میں تذکروں میں صفی الدین محبد خان بہادر کا نام آتا ہے ' ان کا تخلص ناصر تھا ' یہ آگالا کے دھتیجے تھے اور ان سے تحلیم حاصل کی تھی ' صفیالدین کے ایک الاکے کا ذامر صرتضی تھا اور ان کے بیٹے کا شامر حبیباللت تھا 'اس سے ويادد كهد محلوم دميس هوسكا

خاتی اوصاف آگات کا سب سے بڑا ذاتی وصف ان کا استخدا مے ، اور قادری علقت میں داخل هاوجانے کے بعد تو ان کا یع وصف بہت زیادہ تارقی کارچکا تھا ، وہ کسی امیار یا رقیس کی مدح یا تحریف کرنا یا ان سے شاعرائہ صلے اور عطیے حاصل کرنا اپنی عارت دفس کے منافی سبجھتے تھے ، امیارالامرا سے ان کو بڑی محبات تھی اور وہ بھی آگات کی باڑی قدر کارتے تھے ،

تاه. هم آگات کے دیاوان میں کوئی قصیدہ امیارالامرا یا دواب مدهد علی والاجاد کی شان میں نہیں ملتا ، ابجدی ملک الشعراء دربار والاجامی کے عہدے سے سرفراز تھے ، انہوں دے دواب مدهد علی والاجالا اور امیرالامرا کی شان میں بہت سے قصیدے لکھے تھے اور صلے حاصل کیے تھے ، آگاہ کو اگرچہ ملک الشعرائی کا درجہ حاصل نہیں تھا ، مگر دقد سفن میں وہ ابجدی سے بدرجہا بڑھے ھوے تھے ، اس کے باوجود انہوں نے اس قسم کا کوئی محدید قصیدہ نہیں اکھا ، بلکہ تذکروں میں آتا ھے کہ جب نواب کر امیرالامرا کی ولادت کے بعد آگاہ نے ایک قطحہ تاریخ لکھ کر امیرالامرا کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اس کو بہت سرفراز فرمائینگے ، اتنا سفتے ھی آگاہ بر افروفتہ ہوگئے اور سرفراز فرمائینگے ، اتنا سفتے ھی آگاہ بر افروفتہ ہوگئے اور

" ایس سخن از آنجناب بسیار عجب است که مرا در جرگة شعرا داخل فرموددد " (تذکرة صبح وطن)

آگاه کے اکثر قصاید آندضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیددا عبدالقادر جیلائی رحبۃ اللہ علیہ کی شان میں ہائے جاتے ہیں اپنے مجصروں یا استادوں میں سے انہوں نے صرف اپنے شیخ سید ابوالدس قربی قدس سرد اور ان کے صاحبزادے حضرت شاہ عبداللطیث دوقی اور نیز میر غلام علی آزاد بلگرامی کی مدح کی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مدح کسی دنیاوی لالچ اور مال و دولت کی غرض سے نہیں بلکہ اس عقیدت و مصبت کی بنار دولت کی غرض سے نہیں بلکہ اس عقیدت و مصبت کی بنار دولت کی خرف سے دہیں دارگوں کے ساتھ تھی ' آگاء نے اینی ہر

ایک مشنوی کے آخر میں خدا سے دعا کی ھے کہ انہیں کسی کا محتاج دے بنائے ' بعض قصاید میں بھی اسی طرف اشارہ کیا ھے ' جنادچہ ایک عربی قصیدے کے آخر میں کہتے ھیں '

ادفظ عبیدک یا مولائی مرحمت من شردهر غدا بالجور یرمید کا تحوید الی دی منصب ابدا و اشت ان شقت یا مرلای تغفید یعنی ایمیدی ایمیدی ایمیدی ایمیدی ایمیدی ایمیدی ایمیدی ایمیدی میدردانی سے زمانی کی تجام مظالم سے جس نے اس کو اپنے تیروں کا دشاند بنالیا هے ، اپنے بندے کو محفوظ رکم اس کو هرگز کسی منصبدار کا محتاج مت بنا اور اگر تو چاهے تو ایے میدرے آقا اس کو اس منصبدار سے مستخنی کرسکتا هے ، فارسی اور اردو میس بھی اس قسم کے بہت سے اشخار هیں ،

مروث اور همدردی آگاء فطری طور پر جامروت اور همدرد تھے ' سعدی کے اس مقولہ پر ان کا عمل تھا ،

جن کو طوالت کے خوف سے نظر اشداز کیا جاتا ہے ،

با دوستان تلطف با دشمنان مدارا ،

ولا هر ایک کے ساتھ همدردی کے ساتھ پیش آتے تھے المیدرالاهرا کے دردیک ان کا بہت بڑا رسوخ تھا ، اکثر لوگ امیدرالاهرا تک پہنچنے کیلئے انهی کو وسیلہ بناتے تھے اور امیدرالاهرا تک پہنچنے کیلئے انهی کو وسیلہ بناتے تھے ، بیرون ملازمتین اور شاهی عطیے اور انحامات حاصل کرتے تھے ، بیرون هند کے علماء کی ولا برئی آؤ بھگت کرتے تھے ، اور امیدرالاهرا سے ان کو عطیے دلواتے تھے ، ایک مرتب حضرموت سے سے ان کو عطیے دلواتے تھے ، ایک مرتب حضرموت سے شہرت کی بناء پر نواب محمد علی والا جالا دے ان سے ملاقات شہرت کی بناء پر نواب محمد علی والا جالا دے ان سے ملاقات کی ، آگانا دے امیرالامرا کے سامنے ان کی بڑی تحریف کی ،

بینانچد ود ان کو سات ایک ان سے علنے گئے ، اس طرح جب شاد اتفاق دهلی سے مدراس آئے تر امیرالامرا آگاد کو سات ایک ان کے پاس گئے اور نواب محمد علی والا جاد کے حکم سے ایک مزار مون ان کی خدمت میں نذر کئے ، امیرالامرا نے آگاد می کی سفارش پر محمد عدایت اللہ فرشندیس کو اپنے لڑکے دواب عظیم الدولد کا اقالیق مقرر کیا ، آگاد کے ایک شاگرد امداد علی امداد نے اپنے وطن باگرام سے امیرالامرا کی تحریف امداد علی امداد نے اپنے وطن باگرام سے امیرالامرا کی تحریف میں ایک قصیدہ لکے کر آگاد کی خدمت میں رواند کیا جنہوں نے خود می پڑھکر نواب صاحب کو سنایا اور پان سو رواند کیا ،

شیحوں سے بے رخی آگاہ کے شاگردوں میں سنی اور شیعہ درنوں تھے ، انہوں دے ان کے درمیان کوئی تفریق دہیں کی ، هر ایک کے ساتہ انہوں نے اچما سارک کیا 'اور شیحہ سنی جھگڑوں کے شروع صونے تک سنب کو أیگ فی نظر سے دیکھا؛ لیکن اس جدگڑے کی وجہ سے جانبیس کے درمیاں اتنی تلفی پیداز دوگئی تھی کے آگاہ ایرائیوں اور شیحوں سے کھل کر دات چیت دہیں کردے تھے ، چفادچہ کہا جاتا دے کہ جب مرزامطدصادق خاں کرکب ایرانی سنا ۱۲۱۵ هجری میں ایران سے عدراس آئے تو وہ آگاہ سے ملنے گئے ؛ بات چیٹ کے ختم صردے کے بعد جب وی وهاں سے لوٹے تو آگاہ دستور کے مطابق انہیں رخصت کرنے کیلئے ڈیرڑھی تک نہیں آئے ، اس کی وجہ سے کرکب نے دلی ردج محسوس کیا انہوں نے اپنے رفقار سے کہا کہ یہ شخص مولوی ہے ، پھر بھی مہیں رخصت کرنے کیلئے ڈیرڑھی تک کیری نہیں آیا' شیحوں کے متحلق آگات کی تحریریں اور رہاعیات تیرو دشتر سے بھی زیادہ تیز ھوتی تھیں ' شیعوں کے خلاف اکھتے وقت ان کا اہجہ بہت ھی تند ھو جاتا تھا ' ایک جگہ آگات نے اکھا ھے کہ اس کا باعث شیعہ ھی ھیں ' اگر ان کے اندر تعصیب ھوتا ' جیسا کہ ان پر الزام دھرا جاتا ھے ' تو وہ اپنی شرکت اور قوت کے زمانہ میں شیعوں کی بیدکئی کردیتے تھے ' چہانچہ خود ھی کہتے ھیں

" لیکن جمعے از شمابت اظہار خدشات لاطایل و گفتگو های بے صرفت لا حاصل کشاں کشاں بایس تقریر و تحریر آوردئد ،، ایک دوسری جگت لکھتے هیں ،

"الماست ازیس طرف هما اول ایس شور و غوغا دکان اظهار دمی آراست ازیس طرف هم صدام وشدام در دمی خاست ، مضی مامضی ، المال هم بمصداق السکوت اسلم کار بندید و گفتکوم مذکور را بگذارید و عوض آن در دشر مفاقب حضرات ایمه قدسی مناصب که متفق علیه فریقیس است پردازید و اصراز اجور و بهبود داریس دماقید و اگر ازیس امر دل پذیر دیر سرتابی کنید فود را آمادة مهاهله سازید و دریس باب بلیت و لحل دم پردازید "

تبھر حلھی آگاہ نے سارا علم کسی استاد کی مدد کے بخیر حاصل کیا تھا ' چنانچہ خود ھی کہتے ھیں '

> میرا علم بے شک خداداد ہے ، محلم کی منت سے آزاد ہے ،

اذروں نے مدض ذاتی مطالعت سے صر ایک فی میں تبدر پیدا کیا تھا' تفسیر و حدیث و فقت اور ادب و تصوف میں ای کو کمال حاصل تھا ' عربی ' فارسی اور اردو چر ان کو چرری قدرت تھی ' حقد شعر میں ان کے برابر کوئی دہیں تھا ' ان کے فیض تربیت سے ان کے کئے شاگردوں دے بڑا دام پیدا کیا ' تذکر8 گلزار اعظم میں ہے '

"عالم بفیض تربیتش استعداد شان بهم رسادیدد در امائل و اقران دامی و ماجد بر آمدند و بکهالات رایقه و مقامات فایقه فایز گردیدند و غنچه طبح اکشرے از سخن سنجان والا فطرت بد دسیم اصلاح آن بهار آرای چهن خیال شگفته و ثهر افکار محشی پروران معجز منزلت بآبیاری عنایت آن دفلبند حدیقه کمال پخته گلستان معانی رنگین بترشح ابر دریا بار طبیعت فیض طویتش سراسر سیراب و بوستان مضامین دل نشین فیض طویتش سراسر سیراب و بوستان مضامین دل نشین با هتراز موای انفاس تقدس اساسش یکسر شاداب لراقهه و

بنده را طاقت آن دیست که سازد و صفی از کمالات خدا دادهٔ آگاه رقم

دمادیم الافکار کا مصنف ان کے متعلق یہوں رقم طراز ھے،

" دات همایہودش بحلیہ فضایل و کمالات آراستہ بود و وجود باجودش بفنون عجیبہ و غریبہ پیراستہ ' سر دفقر ارباب فضل و کمال ' سرماقہ بلند طبعان خوش خیال ' صاحب تصنیفات متکاثرہ و کمالات باهره ' مرد میدان سفنوری و شمع ایہوان دظم کستری ' الحق در خیابان کردائی همچو وے سروے سردہ برکشیدہ و از گل زمین محراس مثل اوگلے رئی افروز دگردیدہ بطبع دقاد داد سفن بردازی در دادہ و ابواب فیوض دا متناهی بر روے طالبان ایس فین کشاوہ ''

محقولات اور فلسفه سے بے تحلقی آگات کو حدیث و فقی سیر و داریخ اور ادب سے ایک فطری لگاؤ دما ، اگرچت محدولات اور فلسفت کا علم ان کیلئے کچت زیادت مشکل دمیں دما مگر ان کو ان سے زیادت دلوسپی دمیس دمی ، چنادچت فود هی کہتے هیں ،

غرض در علوم فروم و اصول خدا کی عنایت سے دوں دا حصول نہیں فلسفد کا مجھے کچھ بھی پاس و گرشد ود کیا چیز ھے میرے پاس

ایک جگت ناقدری زمانت کی شکایت کی هے اور اپنے زمانے کے علماء پر افسوس ظاهر کیا هے کت ان کو حدیث و سیر سے کچھ زیادت داچسپی دہیں هے ' ان کا خطاب زیادت تر بحرالعلوم کی طرف تھا ' چنادچت تحفق الاحباب میں تحریفا لکھتے ھیں '

" اکثر علمانے هندوستان ان کتابوں (یعنی کتب سیرت) کو براہتے دہیں هیں بلکہ ولا تمام دن رات محقولات میں مشغول رهتے هیں ' جب اس ملک کے علماء کا حال یہ هے تو عوام کو مضرت صحابة رضی اللہ عنہم کے احوال سے کیا خبر ''

مشرب آگات مشربا قادری تھے ' ادھوں نے حضرت سید شاہ ابوالدس قربی قدس سرد سے قادریہ سلسلہ میں بیتات کی تھی ' اور ان سے تصوف اور سلوک کی تحلیم حاصل کی تھی ' وہ همیشہ اپنے دام کے ساتھ قادری لکھتے تھے ' حضرت سیدنا عبدالقادر میلانی رحمالاللہ علیہ سے ان کو غیر محمولی عقیدت تھے ' اس کا اظہار ان کی کتاب حصوب القلوب سے هوتا ھے اس کے آخر مید

میں حضرت محبوب سبطنی کی تحریف میں دو قصیدے هیں اس کا هر ایک لفظ سچی عقیدت سے بھرا هوا هے ، هر ایک مثنوی میں حمد و نحنت اور محراج کے ذکر کے بعد حضرت عبدالقادر جیلانی اور حضرت قربی کی مدح کی هے ، اور هر کتاب اور رسالہ کا خاتمہ بھی حضرت محیالدیں عبدالقادر جیلانی کے نام سے کیا هے ،

اس عقیدت کی ایک وجع تو یا مے کع قادری طریقع میں آئے کے بعد آگاہ کا دل انوار اور تجلیات سے دھر گیا تھا' اور زندگی کی کٹھی منزلوں میں ان کی وجد سے دلی اطمینان اور سکون حاصل هارا اور دوسری وجد ید تهی کد جندیی هند میں قادریت طریقت کے پیرووں هی نے اسلام کر پھیلایا تھا ' اور انہی کے 'دریحہ یہاں اسلام کر قروغ هوا ' اسن لئے بطور اظهار تشكر ربيح الثاثى كے ابتدائى گياريو ددوں منیں بڑے موش عقیدت کے ساتھ مملسین منعقد کی جاتى هياى اور ان ميس حضرت عبدالقادر جيلائي رحمة الله عليم کے مناقب بنیاں کیے جاتے هیں ' غریبوں کو کمانا کملایا جاتا هے ، آگاہ دے محبوب القاوب کے آخر میں اس کی تاکید کی هے ' چنانچہ لکمتے میں

" اے دھائی جان اس رسالے کو ھمیشت ورد کی خصوصا ردیم الآخر کے مبارک مہینے میں گیارۃ دن تلک نن رات اس کی پڑھ اور دوسروں کو سنا اور جس قدر تجھے مقدور ھے ، صدق شوق سے کچھ پکاکر صلحا و فقرا کو کھلا تاحق سبحائد و تحالی تجھے اور ان کو جرکات بے دہایت عظا کرے ، کیا واسطے کہ ذکر خیر محبوب درگاہ کا عیس ذکر حضرت حبیب التہ هے ،

میدلک آگالا مسلکا شافعی تھے 'اور اپنے دام کے ساتھ شافعی لکھا کرتے تھے 'لیکن دوسرے مسلکوں کے ساتھ اذہیب کوئی تحصب دہیب تھا ' وہ ھر ایک تحصب دہیب تھا ' ان کا مطالعہ جہت وسیح تھا ' وہ ھر ایک کے دقطہ نظر اور دلائل کو اچھی طرح جانتے تھے ' وہ در مقام دہیب تھے ' وہ در مقام دہیب تھے ' بلکہ کئی جگہ اپنے مسلک کے عالیوں سے بھی اختہ کہیا ہے ' حافظ عہادالدیبن ابن کشیبر شافعی تھے ' اس کے باوجود آگالا نے ان کے خلاف اپنے خیالات ظاهر کئے ھیں ' ان کے باوجود آگالا نے ان کے خلاف اپنے خیالات ظاهر کئے ھیں ' ان کے زمانہ میں دنفیدوں اور شافعیدوں کے درمیان حد درجہ تحصیب زمانہ میس دنفیدوں اور شافعیدوں کے درمیان حد درجہ تحصیب

"و دريس ديار دسيارے از قوم لبيول بهكشت سواحل دهردي ها شافعيت و چه دفيت باهم تحصب مفرط كارده و دمانيب دارى منازعت روزها مساجد را معطل مى گزارده اعاده الله تعالى من المتحصب و ساير الشرور و ارزقنا اتباع السنة المحقوقة بالنهور "

قصنیشات آگات دے عربی 'فارسی اور دکھنی میں بے شہار کتابیں اکھی میں ' ان کی کل تعدداد دین سو دیس اور مدبوب

القلوب کے پہلے صفحہ پر پانسو پچپس بتاتی گئی هے ' تذکرہ گلزار اعظم میں هے '

"ارقات عزیز قفود را بتالیف و تصنیف کتب فنون جداگادی نظرا و نثرا در زبان عربی و فارسی و هندی مصروف گردادید جملی تصادیف او در السنی ثلاثی از روح حساب ابیات زیادی از پنجاه هزار است ، هر یک ازادها مشتهر و برگزید و روزگار ،؛

اگر ابیات کا حساب کیا جائے تو تین سو تین یا پان سو پہن کی۔ تعداد بالکل مبالغت آمیز معلوم هودی هے ، هم خیل میں انهی تصانیف کا ذکر کرینگے ، اجن کے نام اور حالات کا مختلف کتابوں سے پتہ چلتا هے ، سہولت کی خاطر هم ان کو زبادوں کے لحاظ سے تقسیم کرتے هیں اور ان پر علصدی علصدی جدث کرتے هیں ،

عدربی تصافیه اگاه عربی کے مسلم الثبوث استاد تھے '
اس زبان پران کو پوری قدرت حاصل تھی ' انہوں نے کئی جگه
اپنی اس قابلیت پر فضر کیا ھے ' ایک جگه لکھتے ھیں '
میری نظم داکش کو وہ فیض ھے کہ اس سے ھوا نام طاقی کا طے
ابو طیب اس فرف و ھیبت ستے کیا توبہ لاف نبوت ستے
میری نشر میں ھووے صابی صبی نظر آوے واں ابس عتبی غبی
گر انشا کا بانی ھے عبدالحبید واے میں ھوں خاتم بوجہ سدید

دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پیر قدیم رنگ چھایا ہوا

آگالا کی جر عربی تصانیف

هـم كو مل سكى هيس ان كي

هے ' نظم میں وہ معلقات کا تتبع کرتے هیں اور نشر هیں هدانی اور حریدی کی پیروی کرتے هیں ' ان کی عبارت مقفی اور مسجع هوتی هے ' لیکن سلاست اور روانی میں کوئی فرق نہیں آتا ' آگاہ کی عربی تصانیف کی ایک مفتصر فہرست ذیل میں درج کی جاتی هے '

١ - تلک عشرة كاملة هنديدة ، اس كا ايک قلبي دسفد كتيفاده ممدی دیدان صاحب باغ مدراس میں هے ، اس میں کل دارد قصیدے هیں ، ادمدائی دس قصیدے مشہور معلقات عشر کا جواب هیں ، مر ایک کا الگ الگ دام دیا ھے ، اس کی تفصیل حسب دیل ھے ، (۱) نفث البصدور بهدح شفيم يوم النشور ١٥ شعر (١) بثة المكظوم بامتداح النبي المحصوم ٥١ - شعر (٢) ترويح انقلوب بعصف شمايل المدبوب ٥٠ شعر (م) استنزال السكيناء بمعت صاحب المدينة ١٣ شعر (٥) بشرى الكتيب بذكر خصايص المبيب ٢٠ شعر (٦) تنفيس الكروب و الشجون بتوصيف صفوة الكاف و النون ٢٦ شعر (٤) تشويه المشوق الملتاع الى بدر ثنيات الوداع ٦٣ شعر (٨) نجح مامول الضميد في الثناء على البشيد النديد ٥٠ شعر (٩) الزهر البسيم في منقية الروف الرهيم ٨٥ شعر - (١٠) عروة العذاة باطراء من هو رحبة مهداة ١٨ شعر ـ

ان کے علاوت دو قصیدے حضرت مدبوب سیدائی کی مدح میں میں ' جن کے اشحار کی تحداد ۲۱ اور پچاس مے ' مر قصیدہ کے بعد آگاہ نے مشکل اور مخلق الفاظ کی شرح کردی مے '

ابتدائی سات قصیدے سنی ۱۱۹۰ هجری میں تصنیف صوح دهے باقی تین قصیدے اس سے کئی سال پہلے نظم کیے جاچکے تھے، آگاہ نے ان دس قصیدوں کو ملاکر تلک عشرة کاملة هندية کا تاریخی دام دیا هے '

دبودی کے طور پر اس کے چند اشعار دیل میں دقل کیے جاتے میں :حضرت عبدالقادر جیلانی کی مدح کرتے موے کہتے میں '

ساويت جدك في ما انت آتيه یا مظہراتم معناہ و صورتہ روح الوجارد دسار كامن فياء يا رحمة الله و ياعين الحيات ويا عساک تنشطه عطفا و تحییه قلبى كظيرم كشيب ماله طرب يا شافى الكل لطف منك يشفيه جسبی دسارم من سقم انی سقم ذارتجى منك سلسالا يرويه بدا لقلبی اوام حل فی کبدی لطفك بالاحسان يرويء في سوحك الباقر الهملوك محتكف من شر دهر غدا بالجور يرميه احفظ عبیدک یا مولای مرحبۃ و انت ان شقت یا مولای تغنیم لا تحوجه الى دى منصب ابدا مادام يتلوا كتاب الشوق تالسع عليك مناسلام ماله عدد ٣ _ مقامات عربيد . اس كا ايك قلبي نسف: بهي كمبخاد: محمدي

 چشبه نهر ، پھولیں ، پھلوں ، پیشت وروں ، اور ارباب کمال کی تحریف کی هے ، آشر میں حضرت قربی کی تحریف میں ایک عربی قصیدہ هے ، جس کے چند اشعار یہ هیں ،

غدا في القفر مستند الكرام شريف سيه سند کریم و في التعليا الامام ابن الامام ه. الصنديد في غرر السجايا ابرالمسن العلى القدر شادا حسيشي المناقس و المقام و ركن الددين للاسلام عودا على علاته في الاهتمام و في دخس التقي مساد عال و في رتب العلى مرقاة سامي و انت اشرع جدک خیر حامی و ادنت اددین ربک دحمر عون عليك تحية الرب کلامی عن شنایک فی قصور

اس مقامه میں تاک عشرة عامله کے چند قصاید کے آصوالے هیں ' اس سے محلوم هوتا هے که یه قصیده سنه ۱۱۹۰ هجری کے بعد اعما گیا آهے ' باقی تین مقامے یحنی المقامه الفطفة المقابیة للفارة المسکیع ' المقامه الترشنافلیع اور المقامه الارکاتیع بهت مفتصر هیس ' المقامه الفطفة العقابیة میس ایک شروارد عرب کی زبان کی غلطیوں کا مثاق الرایا هے ' یہ شخص سنه ۱۹۱۱ همیں مدراس آیا تھا ' اور آگالا سے درخواست کی تھی کہ ولا امیرالامرا کے پاس اس کی سفارش کردیں ' آگالا نے کہا که نواب صاحب ان دشوں بہت مصروف هیس ' کچھ دن انتظار کرو تو صاحب ان دشوں بہت مصروف هیس ' کچھ دن انتظار کرو تو تمہارا کام بن جائیگا ' اس پر ولا عرب خفا هوگیا اور الوگوں میں کہتا پھرا کہ ور آگالا کو عربی نہیں آئی ' اور آگالا کے دام

ایک خط اکما جس میں زبان کی بہت غلطیاں تھیں ' اس لیے و ایک خط اکما جس میں اس کی دھبیاں اڑائی ھیں '

مقامد ترشنافلید اور مقامد آرکاتید حریری کے اسلوب پر لکھے گئے میں ' ان میں سالم بن ماشم کو راوی اور ابوالفرح البدری کو هیرو بنایا گیا هے ، پہلے مقامد کا خلاصد ید هے کد راوی سالم بن هاشم ویلور سے ترچناپلی پہنچتا هے ' اور وهاں ایک دام دہاد صوفی کی مجلس میں حاضر هوتا هے ، جو اپنے حقایق کر بڑی لفاظیوں کے ساتھ بیان کررہا تھا ، اتنے میس ایک دووارد پہنچتا ہے ، پھٹے پررائے حال میں دونے کی وجت سے کوئی اس کی طرف توجع نہیں کرتا ؛ تھوڑی دیر کے بعدد دروارد کھڑے ھوتا ھے اور صوفی کی خوب عبر لیتا ھے ' حاضرین اس کی طلاقت لسانی پر بہت هی تعجب کرتے هیں ' اور پیسون کی صورت میں اس کے سامنے ددر پیش کرتے ہیں ' مگر ولا لینے سے ادکار کرتا ہے اور سب کو دھتکار کے ذکل جاتا ہے ' راوی اس کا پیچھا کرتا ھے اور آخر اس کا شام معلوم کرتا ھے

دوسرے کا خلاصہ یہ ہے کہ راوی آرکات کی ایک مجلس دکام میں شریک ہوتا ہے جہاں ابوالفرم البدری بھیس بدل کر قاضی بنتا ہے اور نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دکام پڑفتا ہے افرین اس کی زبان کی روانی اور فصاحت و بلاغت پر بہت تعجب کرتے ہیں اور بہت سے ہدیے اور تدفی پیش کرتے ہیں وہ ان سب کو لیکر باہر دکل جاتا ہے ، راوی اس کا پیچھا کرتا ہے

اور آفر اس کا نام مجلوم کرتا ھے ' نمودی کے لئے تیسرے مقامی کی چند سطریوں یہاں نقل کی جاتی ھیس ،

" بيد ان شرزمة منها كانت متهالكة في التصوف و تحاطي في بياديد التكلف والتحسف ، فجديني يوما حسن الاعتقاد الى داد اى داد و ابصرت فید شیخا دا وقار مددقا با لصغار و الکبار وهو یدرک اشداقة بصدم المقايس و يهز الاشواق بكشف المقايس ، متبفتير في بيادي ، متعظم لشادي كادي ابوالدسان النوري او مبشاد الدينوري كلامة عارعان المدقياق و السداد ، جار على قادون التقليد و الفساد فدصلت من ولوجى فيه على شدم و اصابني من دلك غم على غم الد فجمهر رجل دوله قدمه شهطا و لحيدة رقطاء وزى جال و جسد كالفلال اشحث اغبر عليه اثر السفر و تبكن من حاشية البجلس والم يلمح اليه قايم ولا جالس و الشيخ مصر على بياشه الساديق ، و ممرک فی ایضاحه الشایق ، و الناس مطرقوں جیس پدیدی مطبقوں في الثناء عليك فجنح ذلك المحترى الى الشيخ الحرى ، وشحدً عليه صبصام الملام وفوق اليه سمام الايلام "

گلدستند کرداشک مین ایک مقامد حیدرآبادید کا بھی ذکر کیا ھے محدرمی جناب نجیب اشرف صاحب ددوی کے پاس جو دسفند ھے اس میں مقامی حیدرآبادید موجود ھے

النفصة الحنبرية في مددة الفير البرية ، يه ان عربي قصايد كا مجموعة هي جو آدمضرت صلى الله عليه وسلم كي مدح مين كه گئي هين ، اس كا ايك قلمي دسفه كتبخادة آصفية هيدرآباد مين هي ،

۲ - شہایہ الشہایل فی نظام الرسایل ، یہ ان عدیدی خطوط کا مجہوعہ مے جو آگاہ نے وقتا فوقتا ندواب محمد علی والاجاہ کی طرفسے حجازیوں کے نام لکھے تھے ، یہ خطوط سنہ ۱۱۸۵ سے سنہ ۱۲۰۵ تنک کے لکھے دوے ھیں ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے پاس جو دسفت مے اسکے پہلے ورق پر اس کا دام شہایل الشہایل بنشر لطایم الرسایل لکھا ھوا ھے ۔ اس میں تین قسم کے خطوط شامل ھیں ایک وہ جو دواب محمد علی والاجاء کی طرف سے محیدہ کے امیر اور یہی کے امام کو لکھے گئے تھے ۔ دوسرے وہ خطوط جو امیرالامرا کی طرف سے ان لوگوں کو لکھے گئے تھے ۔ تیسرے وہ جو باقر آگاہ کی طرف سے مجاز کے کہ لکھے گئے تھے ۔ تیسرے وہ حو باقر آگاہ کی طرف سے مجاز کے

قسم اول :- اس میں سے چھ خطوط امیر حجاز شریف سرور کے دام ھیں پانچ خطوط اس کے بھائی شریف غالب کے دام ھیں جو شریف سرور کے مردے کے بحد حجاز کا امیر ھوا تھا۔ و زیر شریف آغایدیی کے دام دو ضط۔ شیخ ابراھیم زمزمی مکی کے دام ایک ضط، شیخ محمد مرداد مکی کے دام پانچ ضط۔ سید عبداللہ مرغنی الطایفی کے دام ایک ضط۔ جدہ کے پاشا کے دام چھ خط۔ وزیر آغا سحید وزیر آغا ریمان کے دام ایک ضط۔ وزیر آغا سحید کے دام اور سحید بن ریمان کے دام دو خط امیر حاج رومی کے دام ایک خط

قسم درم :۔ شیخ حرم احبد آغا کے دام دس سط شیخ عثمان آغا کے دام ایک شط

سید احبد با حسن جلیل مدنی کے دام ایک خط مدرس حرمالبدینت ابوالفتح عثمان الشامی کے دام دو خط

شیخ مدید سیان مدینت منبورد کے دام ایک فیا قسم سوم :۔ امام یون مصدی لدین الله کے تام تین خط امام یون منصور بالله ابن المخفور المعدی لدین الله کے دام جار فیط

علی ابس امام الیمس کے دام ایک خط احمد بس منصور بانٹ کے دام ایک خط وزیر یمس کے دام تیس خط

سعید بن یحیی بند رمغا کے حاکم کے دام سات خط بخداد کے حاکم سلیمان باشا کے دام ایک شط شیخ الدرب محمود بن عمیارہ کے دام ایک شط سلطان حبش سلطان عبدالشکور کے دام خط جزیرہ مالدیو کے حاکم سلطان محمد کے نام خط

ہ۔ دیاوان غزلیات یہ ان کی عاربی غزلوں کا مجہوعہ ہے۔
اس کا ایک نسفہ ڈاکٹر عبدالدی صاحب کے پاس موجود ہے یہ
حروف ابجہ کے لحاظ سے مارتاب کیا ہوا ہے مثال کے لئے ہم اس

كا للحساة الملتصيب تحسبها مهجتي غانيية قد دهبت القيبه غالية ضيحت ساهيڪ دا لطرع ا لسنيل تحيث تذهل عن مشاها غاذله الاغباض مس تذرق ولا لبرايا لا تتارى الحسرة في مقلتي ان رات با لغفلة زرقبع تدسب وهي غدت تضدک من دمعتی اطفال دموعی دیا يلتدب دالصورع تلتعب داظار ها دمنظارك الحكس العاشق بالزمرة ان زمیر تطرب وجادا وتسرى مزهرا وهي من الصبوة في غفلة والحا دها اصبح آگاه ٦ _ الدرالنفيس في شرح قول مصد بن أدريس

ى - القول المبين في دراري المشركيس

۸ - دفایس النکات فی ارساله علیه السلام الی جمیح الهودات
 ۹ - تناویر البصیرة و البصر فی الصلوة علی النبی بذکر السیر
 یه کتاب سند ۱۲۰۸ ه کے قریب لکھی تھی اور اس کو مدینه
 مناوره روانه کیا تھا عربی خطوط میں اس کا حواله هے

ا ۔ حداشی ابن کثیر ، یہ تاریخ ابن کثیر کے بعض . مقامات کے حواشی هیں کتاب الرسایل میں اس کا حوالہ ملتا هے،

فارسی تصانیبات آگاه فارسی دظم و دشر میں دھی بڑی مہارت رکھتے تھے اس زبان پر ان کو برڑا فضر تھا ' چنادچه خود ھی کہتے ھیں '

ملک الهلوی فضلم دفصاحت محادی دو جهان گرفته کلکم چولواے خسروانی در سواد ظلمت آداد دشن آگاه تافت صبح دیشادور از طبع چمن آرام من

بود شعر دقیقم رشته دار زلف طنازے کنید از موقلم تصریر دیوائے که من دارم

سبوی میکده دارد صفاے جاں آگاہ مکن قیاس سفالش بجام جم گستاخ

آگاہ کی کل فارسی تصفیفات چدد جزوی رسایل کے سوانشر میں ھیں، ولا فارسی کے بہترین شاعر تھے، اس کے باوجود انہوں دے اببحدی کی طرح نظم میں اپنا کبال دکھانے کی کوڈی کوشش نہیں کی ھے، البت غزلیات اور چدد قصاید لکھے ھیں، بن سے ان کے زور قلم کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ھے، سب سے پہلے ھم ان کی نشری تصانیف کی گنائینگے اور اس کے بحد ان کی شاعری پر بحث کرینگے، ان کی فارسی تصانیف کی مختصر شاعری پر بحث کرینگے، ان کی فارسی تصانیف کی مختصر فہرست حسب دیل ھے،

ا ـ تحطه الاحسن في مناةب السيد ابي الحسن اس مين آقاد دم ابني مرشد و استاد حضرت سيد شاد ابو الحسن قربي قدس سرد كم حالات قلمبند كم عين

۲ - سعادت سرمدید فی وجوب محبث محمدید - کتاب
 الرسایل وغیرد میں اس کا ذکر آتا هے '

۳ - چہار صد ایراد بر کلام آزاد - اس میں آگاد دے میر غلام علی آزاد بلگرامی کی شاعری پر چارسو اعتراضات کئے هیں، اس کا ایک قلبی دسخد کتبخاشد آصفید حیدرآباد میں هے، اس میں اهل بیت اور بعض مشہور صوفیاے کرام کی فورشید هے ا اس میں اهل بیت اور بعض مشہور صوفیاے کرام کے فقر و فاقت کی تکالیف کو مقفی اور مسجع ردنگیں عبارت میں ادا کیا هے ا اس کا ایک قلبی دسفت کتب فائد والاجاد مدراس میں موجود هے ا اس کے کل صفحات ۱۱۰ هیں اور هر صفحہ میں ۱۲ سطریں هیں آگاہ دے فود سنہ تاریخ یوں لکھا هے '

چو خواستم زقام سر دوشت تاریخش زهم المیده غیب آگیی رقم فرمود از پے تاریخ او بود دلم گرم جوش گفت بگوشم سروش دشوی بیدل دواز بجستم از خرد تاریخ سالش گل خورشید دان فرمود هاتف

ه ـ کشف الغطا عن اشراط یوم الجزاء ـ اس میں قیامت کی علامات کا ذکر هے اور ایک مقدمت و باب اور ایک خاتمت پر مشتمل هے ، مقدمت میں اس کی تحقیق کی هے کت دنیا کی عبر کیا هے ? اور روز جزا کے کتنے دام هیں ، پہلے باب میں ان چھوٹی چھوٹی علامات کا بیان هے جو روز بروز ظهور پذیر هرتے رهتے هیں ، دوسرے باب میں ان بڑی بڑی علامات کا بیان هے جو تھامت کا بیان هے جو تھامت کا بیان هے جو تھامت سے پہلے وقوم پذیر هودگی ، اس میں سب سے پہلے امام دردی پر بحث کی هے ، پهر دجال کی کیدییت لکھی هے ، اس کے بعد دزول بحث کی هے ، پهر دجال کی کیدییت لکھی هے ، اس کے بعد دزول مضرت عیسی ، غروج یاجوج ماجوج ، طاوع شبس از مغرب ،

ذروج داجة الارض ، ظهور دخان ، ویرانی مدینه ، هدم کتب ، ارتفاع و آن مجید از مصاحف و صدور ، قبض ارواح مومنین ، التهاب دار از عدن ، کے متحلق تخصیلات دی هیں ، اور خاتمه میں دفخ صور کی کیدفیت اکھی هی ، آگالا نے هر ایک عنوان کے تحت صحیح امادیث اور اقوال صمابت و ایمت سے استشهاد کیا هے ، آگالا نے یہ کتاب سند ۱۲۰۴ هجری میں لکھی تھی ، اس کا ایک قلمی دسف مدراس کے سرکاری قلمی کتب خانه میں هے ، اس میں کل ۱۲۲ صفحات میں اور هر صفحت میں عالم سطرین میں ،

اس میں مفتلف فارسی شحرا کے ولا قصیدے جو هلال کی تحریف میں هیں ، ججم کردئے هیں ، ان شحرا کے دام یلا هیں ، خجم کردئے هیں ، ان شحرا کے دام یلا هیں الدین طیبی ، امیر فرید ، انوری ، خاقادی ، قاضی شیس الدین طیبی ، امیر فسر ، بدرچاچ ، سلمان ساوجی ، نظام الدین استرابادی ، نظام الدین هروی ، میرزا محمد قلی سلیم طهرادی ، میر غلام علی آزاد ، خلاق المحادی کمال الدین اصفهادی ، میر محمدی فان ، آفر میں محمد حسین جودت کی ایک مختصر مثنوی هے ،

میں هے جو کسی دست سے دقل کیا گیا هے' اس کے کل صفحات ۲۱ هیں اور هر صفحه میں ۲۰ سطریں هیں'

ے - کتاب الرسایل فی ما یتعلق بالامامع من المسایل، یع آگالا کی وہ معرکع الآرا کتاب ہے جس نے شیعوں کے اندر ایک هیدان

پیدا کردیا تھا' اور جس کی وجع سے آگاہ کی زندگی خطرہ میں پڑ گتی تھی اور شیحہ ان کے قتل کے درپے ہوگئے تھے، اس میں سنی اور شیعد کے آپس کے اختلاقی مسایل پر سیر حاصل دِحث کی گئی ھے؛ آگاہ دے سنہ ۱۲۰۰ اور سنہ ۱۲۰۸ ھجری میں اس دام سے ایک کتاب لکھی تھی جو ایک مقدمت اور گیارہ رسالے اور ایک خاتمه پر مشتمل تهی ، لیکن جب بحث کا سلسله آگے براهما گیا تو سند ۱۲۰۸ سے لیکر سند ۱۲۱۰ هجری تک انہوں نے . مختلف رسالے لکھے، جن میں سے بعض نظم میں تھے، آخر سنھ ۱۲۱۹ هجرىميں ادبوں دے اس كو از سر دو مرتب كيا اور ايك دئے مقدمة كا اضافة كيا' اور ٥٢ رسالوں كے ساتھة ايك ديا مجهرعة ترتيب ديا، اس كا ايك قلمي دسفة چار جلدون مين كتب خاند اهل اسلام والاجاد رود مدراس میں هے ، اس کے کل صفحات کی تحداد تقریبا ۱۲۰۰ هے اور هر صفحه میں انیس سطریں هیں ' ان رسایل کی تفصیل حسب دیل هے ا

- (۱) المقدمة الذايقة لجميح الرسايل الرايعة آگاة دُم سنة ۱۲۱۹ هجرى ميں رساقل كى دئى ترتيب دينم كم بعد ايك مقدمة لكما تما ، جس ميں تمام رسايل كم دام گناقم هيں اور ديز صمابة كرام كم ساتمة شيعوں كم بغض كم وجود كو بياں كيا هم ،
 - (۲) البقدمة القديمة آگاه كا يه مقدمه ولا هم جو سنة ۱۲۰۸ هجرى ميں ابتدائى گيارلا رسالوں كى تبهيد كم طور پر لكها تها ،

- (۲) بدخل الدرابد فی ذکر ضوابط الرواید؛ اس میں حدیث اور اسناد

 کی تحریف کی هے، اور اقسام اخبار اور اسباب جرح وطعی

 رواق کی بیان کیا هے، پهر اس پر پخشی کی هم اخبار

 و اخادیث کے مصنوعی هونے کی کیا علامتیں هیں، اور شیخی فی و اخادیث کے مصنوعی هونے کی کیا علامتیں هیں، اور شیخی فی کی روایات پر عقل و درایت کی روسے جرح کی فی اس کی روایات پر عقل و درایت کی روسے جرح کی فی می ایران کی ایران کی ایران کی کیا کائید الفق فی تحدید الفرق ۔ اس میں مختلف بوقد ما اید
- (م) قائید الفق فی تعدید الفرق اس میں مِفْتَلَفِّ فَرقَع هَامِ اَسْلامِ کی تفصیل پیش کی هے
- (ه) اعلام الاعلام بوجوب نصب الاهام اس میں اس پر بدث کی هے که اهام اور اهامت کے کیا محمنے هیں? اهام کے قامرر کی ضرورت هے یا نہیں ? اهامت کس طرح منحقد هوتی هے ؟ اهامت کے شروط کیا هیں ' نیز اهامت کے مسلمات میں مختلف فرقوں کے باطل عقاید اور خیالات کی تردید کی هے مختلف فرقوں کے باطل عقاید اور خیالات کی تردید کی هے ادر الزندیق بائبات خلافت الصدیق اس میں قرآن مجید اون اهادیث صحیحت سے ابوبکر رضیاللہ عند کی خلافت کو ثابت کیا هے ' اور ان کے خلیفت هوئے پر عقلی دلایل پیش کئے هیں ' اور بتایا هے که ان کی خلافت پر اهت کا اجماع هے ' هیں ' اور بتایا هے که ان کی خلافت پر اهت کا اجماع هے ' هیں اور بتایا هے که ان کی خلافت پر اهت کا اجماع هے ' اور اس سلسلم میں شیحه اهامیه کے تمام اعتراضات کی
- (ع) المحقیق الانیق فی بیان افضلیت الصدیق ، اس مین قرآن مجید ، احادیث صحیحت اور اقوال اصحاب وایست سے حضرت صدیق کی افضلیت کو ثابت کیا هے ؛

- (A) لب اللباب فی فضایل الاصحاب اس مین صحابت کرام کے عام فضایل بیان کیے هین ، اور شیعون کے اعتراضات کی تردید کی هے
- (۹) دفع الوسراس الفناس العارض فی حدیث المیراث والفدک والدقرطاس اس میں میراث فدک اور مستلا قرطاس پر سیر حاصل بدث کی هم اور شیعوں کے اعتراضات کا جواب دیاہم ،
- (۱۰) مقامع المدید فی قبع مطاعی البنهاج والقدرید منهاج الکرامید ادن مطهرحلی کی مشهور تصنیف اور تجرید ابوجسفر طوسی کی کتاب هے ' ان دودون مین خلفاء ثلاثت اور عام صحابت کرام کے متحلق بہت سی غلط باتین منسرب کی گئی هین ' آگاہ نے اس رسالہ مین انہی کی تردید کی هے '
- (۱۱) البرق الوامض لکشف دفوات الروافض و اس مین روافض کی بے سروپا باتون کی تردید کی ھے و
- (۱۲) کشف الاستارعن مشابہۃ الروافض بالکفار اس مین یہودردصاری اور مجوس اور شیعوں کے درمیان بہت سی مماثلتین دکھائی ھین اور ان کے وجود کر ایک ایک کرکے بیان کیا ھے '
- (۱۳) الصجج الناهضة في حكم الرافضة اس مين رافضيون كي تكفير يا تفسيق كي متحلق اهل سنت والجماعت كي عقايد و فيالات كي تشريح كي هي '

(۱۲) خاتمه اس میں ایسے مختلف داریخی و اقعات دیش کئے گئے میں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ، خلفاء ثلاثہ اور صحابہ کرام کی گالیاں دینے والے سور یا بندر کی صورت میں مسخ ہوگئے تھے ، ان کے بیان کرنے کے بعد شیعوں کو نصیاحت کی ہے کہ وی اس قسم کے افعال بد سے باز آئیں ، آخر میں تاریخ تصنیف کے دو قطعات درج ہیں ،

دبر ۲ سے لیکر ۱۲ تک کے تمام رسایل سند ۱۲۰۷ اور سند ۱۲۰۸ میں اکھے گئے تھے ' لیکن جب بحث کا سلسلد آگے بڑھتا گیا تو مختلف اوقات میں مختلف رسایل لکھے گئے ہی کی تفصیل آگے آتی ھے'

- (۱۰) کمال العدل و الانصاف الدال علی العدول عن الاعتساف ـ ید اید ک سو چهد صفدوں کا ضفیر رسالہ هے اور کئی جگد ماشیے دهی هیں اباب کی جگد انصاف کا لفظ استحمال کیا هے اس کا سند تصنیف سند ۱۲۱۲ هجری هے اس میں شیعوں کے داطل عقاید و فیالات کی توضیح اور تردید کی هے ا
 - (۱٦) رد الكذب على الكاذب المنكر بشرف الملقب بالصاحب ـ اس ميں اس پر بحث كى هے كد اذ يـقول لصاحبد كى آيت ميں صاحب سے كون مراد هيں ، اور مشكرين صحبت حضرت صحدب سے كون مراد هيں ، اور مشكرين صحبت حضرت صحدب كى قيلات كى ترديد كى هے ،

- (۱۷) الاعلان بالاذان عند تغول الغیلان ـ رسانة دفع الوسواس کی تدریر کے بعد شیعون نے آگات پر بہت سے بہتان باندہے تھے، اس میں انہیں کی تردید کی ھے،
- (۱۸) الاستحادة بالله الواحد القهار عند سماع نهيق المعمار ، كسى شيحة نے الأعلان كا جواب غسالة لكما دها ، يه اس كا جواب الجواب هے ،
- (۱۹) تبتین الانصاف و ترهین الاعتساف فی اخبار الشیعة من الاختلاف ـ بعض شیعون نے طعن دیا تھا کہ اهل سنت و الدجاعت کے اصولی اور فروعی مسائل میں بہت اختلاف پایا جاتا هے ' آگاہ نے اس رسالہ میں شیعوں کے اختلافات کو بیان کیا هے '

اوپر کے چاروں رسالے سنت ۱۲۰۹ هجری میں تصنیف هوے تھے ؟

(۲۰) النقول البدیت فی اقسام الشیت اس میں شیعوں کے مختلف فرقوں کی تفصیل پیش کی هے '

- (۲۱) رفع التشاجر عن حكم التواتر تواتر اور متواتر كم اصطلاحات كي تشريح كي هم '
- (۲۲) الحددة المنيعة في الزام الشيعة ـ اس مين شيعون كو طعن ديا هم كة ولا البنم اصول كي روسم امامت كو ثابت كرسكتم،

- (۲۲) دفع الایرادات البشیعة المتعلقة بالحجة المنیعة بعض شیعوں نے رسالة الحجة المنیعة پر چند ایرادات كئے تھے ، آگاة نے ان كو دفع كيار ھے ،
 - (۲۲) شرح رباعیات بدیعد در مناقب شیعد آگاد نے شیعوں کے مناقب میں چند رباعیاں لکھی تھیں، اس رسالد میں ان کی دشر میں تشریح کی ھے،
 - (۲۰) تحریریکه به حدیث انتم اعلم بامور دنیاکم تعلق دارد ، اس میں اس حدیث کی تشریح کی هے اور اس کی صحت کو ثابت کیا هے ،
 - (۲۱) بعض روایات که یکے از شیعه بزعم موافقش از کتب
 ما بر آورده ـ کسی شیعه نے سئی کتابوں سے چند ایسی
 روایتیں جمح کی تھیں ' جس سے اثنا عشری عقاید کی
 تائید ھوتی ھے '
 - (۲۷) تحریریک به بعض روایات در آورده شیعه تعلق دارد اس میں مذکوره بالا روایات پر شقه و درح کی هے،

 (۲۸) تحریر اتفاقی که به دیت دوشهاده شد لقب ، تعلق دارد ، ایک دن ایک آدمی کاغث کا پرزه لے آیا جس میں یہ شحر تھا ،

ذوشهاده شد اقب از بهر صدق قول او از حدید الهرسلیس از حدیده کهتری ای نفس غیر الهرسلیس

آور آگات کے درکر کے حرالہ کرکے کہا کہ غلام اعزالدین خان بہادر مستقیم جنگ دامی نے دیا دے ، آگات نے خط دیکھتے می پہچان لیا کہ وہ نامی کا نہیں لکھا ھوا ھے ، کسی اور نے شرارت کی ھے ، اپنے دوکر سے کہا کہ کاغذ لانے والے کو بلالے آؤ ، مگر وہ اس وقت تک جاچکا تھا ، آگات نے نامی سے حقیقت دریافت کروائی تر معلوم ھوا کہ انہوں نے کرٹی کاغذ نہیں بھیجا غالبا بھیجنے والے کا یہ خیال تھا کہ آگات اس کی شرح سے فاصر ھونگے ، اس رسالہ میں آگات نے اس شحر کی بہترین اور پراز معلومات تشریح کی ھے ،

- (۲۹) روایات متضبند فضایل تقید ر وجرب عبل بر آن از کتب معتبرة امامید اثنا عشرید اس میں شیدوں کی معتبر کتابوں سے تقید کے فضایل بیان کیے میں اور ان چر عبل کرنا واجب ثابت کیا ہے '
- (۳۰) دلایل اثنا عشرید در رد بعض هفرات امادید اس میں بعض شیعوں کے اس بہتان کی تشریح کی هے کد خلفاء ثلاثہ نعاؤد بانت منافق تھے اور جنگ تبرک سے واپسی کے وقت آنحضرت صلحم کے قتل کی سازش کی تھی '
- (۲۱) تصریردی بدو بیت عقاید نادی حضرت مولانا جامی قدس سری تعلق دارد ، حضرت جامی نے حضرت علی اور حضرت معاوید کے متعلق یہ لکھا تھا ،

آن خلافے کہ داشت با حیدر در خلافت صحابی دیگر مت درانجا بدست حیدر بود جنگ با او خطاء منکر بود بحرالعلوم اس عقیدہ کو نہیں مانتے تھے 'انہوں نے جب لفظ منکر کی تاویل کردی شروع کی تو آگاہ نے اس رسالہ میں ان کا مخال اڑایا ھے ' اور اس عقیدے کی صحت کو ثابت کیا ھے '

اوپر کے آشھ رسایل سند ۱۲۱۰ ھجری میں لکھے گئے تھے ، (۲۳) الاعتصام دکلام الامام فی منح لحی امل الشام

(۳۰) کمال دادادی و حق دمادی در دیان داد پیمادی دمادی در ۱۳۰ کمال رسادی در بیان اغلاط دمادی ،

ان تین رسالوں کی تصنیف، کی وجد ید هوی کد اس زماند میں شیخ دہاء الدیس دامی ایک شدی بیروں هند سے مدراس آئے تھے ' اور شیعوں کو خوش کردے کیلئے عربی میں حضرت امام حسین کا مرثیه لکما تما ، ایک دن شیخ احمد بن شیخ ممورد فقید یونی دے آگاہ کے سامنے ان کا تذکرہ کیا اور پوچھا کہ آیا بہاءالحین کی نظم و نشر کبھی ان کی نظر سے بھی گذری هے یا نہیں ' آگالا دے دفی میں جواب دیا ' شیخ احمد دے کہا اگر اجازت در در ان کا کچھ کلام حاضر کروں ، آگاۃ دے کہا بہت بہتر مگر ولا كالام لے آئيے جاس كو خود بهاءالددين سب سے زيادلا اچھا سمجھتے ھوں ، چنانچی شیخ احمد دو تین دن کے بعد ان کا مرثیع اور دوسرا كالام اله آدم ، جهاء الددين دم مرشيع ميس حضرت معاويد، مضرت عمرو بن الحاص اور ان کے ساتھیدوں پر لعنت بھیدی

تھی ، چودکت شیخ بہا۔الدین نے لوگوں کے سامنے تذکرہ کیا تھا کہ ود فارسی نہیں جائتے اس لیے آگاہ نے عربی میں رسالہ الاعتصام لکھا ، اس میں اس بات کو شود شیعوں کی کتابوں سے ثابت کیا کت حضرت علی دے اهل شام پر لحنت بھیجنے سے منح کیا هے ، آگات نے اپنا یت رسالت اپنے عزیز شاگرد نامی کی معرفت شیخ بہاءالدین کے پاس بھیجا ، انہوں نے ڈیڑھ ماہ کے بعد رسالع عروسی کے دام سے اس کا جواب لکھا ، اور آگاہ کے دِاس روادی کیا ، اس میں آگاد کی اصل باتوں کا کوٹی جواب دہیں تھا ، اور خلط مبدث سے کام لیا تھا ؛ آگاہ دے حکم دیا کہ الاعتصام اور رسالة عروسي كو مسجد والاجاهي أور مدرسة كلان كير اساتدة أور طلبت کے سامنے رکھدیا جائے ، قاکم میر ایک کو محلوم موجائے دع یع اصل باتوں کا جواب ھے یا مدش لغویات ، آگاء کے ایک شاگرد سید محمد کریم دقوی نے دوسرے دو رسالے لکھے ، پہلے میں شیخ بہاءالدیس کی پوری قلعی کھولی ھے کا کسطرح انہوں دے حصول زر کی خاطر ابن الوقت بننے کی کوشش کی ہے ' چھر ان کی باتری ا ایک ایک کرکے جواب دیا ھے ' دوسرے رسالہ میں شیخ جہاءالدین ع مرثیه میں زدان وادب کی غلطیاں دکھائی ھیں ،

(۲2) توضیح البیان بتفضیح البهتان - آگانا دے اپنے کسی رساله میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر کی افضلیت کے متعلق حضرت علی کا یہ مقوله دقل کیا تھا " لحمری ان مکانهما فی الاسلام لعظیم النج " محمد تقی دامی ایک شیحه دے جواب

یا کہ آگاہ کا یہ کہنا سراسر بہتاں ھے ' آگاہ نے اس رسالہ میں شیعوں کی مستند کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا ھے کہ یہ حضرت علی کا مقولہ ھے '

(۱۳ رد البعتان) الهوهوم الهتعلق بسیدتینا رقید و ام کلشوم ارتید اور ام کلشوم آندهرت صلی الله علیه وسلم کی صاهبر ادیان تهیس اجو دکے بعد دیگرے حضرت عثمان کے ساتھ بیاهی گئی تهیس ایک شیعه دے ایک سنی کے سامنے بحث کی که یع دردوں آندهرت صلعم کی صاحبر ادیان دہیس تهیس اس سنی دے جواب دیا که اس شیعه کے والد دے اپنی نظم میس ان دودوں کو آندهرت کی صاحبر ادیان بتایا هے اشیعه دے جواب دیا آندهرت کی صاحبر ادیان بتایا هے اشیعه دے جواب دیا تیا کہ یہ سفیوں کی روایات کے مطابق هے اسمادی کی معامل کتابوں میس اس کا کوڈی ثبوت دہیس اجب یع معامل گئالا کے سامنے بیش کیا گیا ایک دیا شیعوں کی دوایات کی مستشد کتابوں سے اس کا ثبوت دہیس کیا گیا ا

(۳۹) تغیید السالک بتکذیب من دسب المتحدة الی الامام مالک کسی شیحد دے متحدد کے جبواز میب امام مالک کا حبوالہ دیا دیا دھا ' آگات نے اس رسالہ میب اس کی تردید کی هے ' (۳۰) رد الفضول المتحلق بقول صاحب جامح الاصول ۔ اس میب شیخ عزالدیس بی الاثیر جزری کے اس قول کی تشریح اور اس پر تفقید کی هے کہ حضرت امام ابوالدسی رضا قرن ثالدت کے مجدد تھے '

- (۱۱) محددرت دامـ آگاهی
 - (۲۳) كبال الانصاف
 - (١٣٣) عيس الانصاف

ادمے ھیں '

ان تینوں رسالوں میں دحرالعلوم کے عقیدت اجتہاد حضرت محاویہ پر تنقید کی هے ، اور ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا هے ، عین الانصاف میں ان تمام استدراکات پر جرح کی هے جو بحرالعلوم دے آگاہ کے رسالہ التحقیق الائیق اور لب اللباب پر کیے تھے ،

- (۱۹۳) اسعاف الهبرام فی تحقیق الایهان و الاسلام ـ اس میں ایهان اور اسلام کی شرعی اصطلاحات کی تشریح کی هے اور دودوں کے فرق کو واضح کیا هے '

- (عم) رد النسناس المحترض على حديث القرطاس ، يد أيك مفتصر فارسى مثنوى هے جس ميں واقعہ قرطاس كے متعلق شيعوں كے ركيك شبہات كى ترديد كى هے ،
- (۸۸) دخلم الفراید فی شرح بصض ابیات العقاید ، یا به ایک مثنوی هے جاس میں جعرالعاوم کی اس تاویل کی تردید کی هے جاو ولا جامی کے عقاید ناملا کے اشعار میں کرتے تھے کی هے جاو ولا جامی کے عقاید ناملا کے اشعار میں کرتے تھے (۹۸) دفع الشک فی الفادک ۔ یالا بھی ایک فارسی مثناوی هے جس میاں واقعاد میارات فادک کے متعلق شیعوں کے شبہات کی تاردید کی ہے ،
- (۵۰) شور التحيون في تفسير والسابقون الاولون ، يبع اس آيت كي كريد و السابقون الاولون من البهاجرين و الانصار النم كي تفسير هي اس آيت كي روسي حضرت ابوبكر كي فضيلت كو ثابت كيا هي ،
- (۱۰) اضاء الشمس لازاح ظلام المتحده کسی شیعد نے امام مسلم کی ایک حدیث سے جواز متحدد پر استشهاد کیا تھا ، آگاد نے اس میں اس کی تردید کی ہے،
- (۱۰) سبعت سیارت در رد ملحدان بدکاره ویلور کے کسی شیعت دے چند صحیت سنی احادیث کا مذاق اڑایا تھا ، اس کی وجت سے فود رسول کی ذات پر دھبت آرھا تھا ، جب آگات کو یت محلوم ھوا تو ولا بہت رنجیدت ھوے ادہوں نے اپنے شاگرد سید محمد کریم حسینی ندوی کو اس کا جواب لکھنے کیلئے کہا ، اس میں اس شاگرد نے اس شیعت کی مضحک جاتوں کا جواب دیا ھے

- (۱۰) رد الحاد و فساد در مستلم رویت و افعال عباد محمد تقی شیحه نے رویت باری اور افعال عباد کے متعلق سنی عقاید پر تفقید کی تعمی ' آگات کے شاگرد نے اس رسالت میں اسی کا جواب دیا ہے '
- (۱۵) شفته المصدور الى العليم بذات الصدور اس مين آگاه ني شيعوں كي ساتمة اپني افته لافات كي وجود بتائي ميں، اور مشكلات كي وقت توجة الى الله كى فضيلت كو ظاهر كرتي هوي شيعوں كى طرف سے اپنى مشكلات كو ظاهر كرتي هوي شيعوں كى طرف سے اپنى مشكلات كو بيان كيا هے، اور لكها هي كه كس طرح حضرت فاطبة زهرا كي توسل كى وجه سے شيعوں سے ان كو شات ملى، اور آخر ميں اس پر بحث كى هي كه كرنائك ميں شيعيت كو كيونكر فروغ هوا، اور پهر مينوں كى غلط فهميوں كا ازالة كيا هے جو ان كو آگاء ميں اس تيدا هوگئى تهيں،
- (هه) البرهان الناقض لاساس بہتان الروافض ـ اس میں شیعوں کی کی کتابوں سے ان کے اس بہتان کی تردید کی ہے کہ حضرت عبر فاروق رضی اللہ عند خطاب کے فرزند نہیں تھے '
- (۹۰) تحفظ در عزیز با تبیز در قصط غلام و کنیز ـ اس زماند میں شیعوں کے داں یع روایت چلی آتی تدی کد ایک قابل لونڈی داروں الرشید کے دربار میں لائی گئی،

اثناء گفتگو میں فرقد هاے اسلام کا ذکر چھڑا تو اس دے مدلل طور پر مذهب تشیع کی افضلیت کو ثابت کیا' آگاه دے اس رسالہ میں اس روایت کی صدت اور عدم صدت پر بحث کی هے،

۸۔ احسن التبتین فی آداب المتعلمین ۔ یع اسی صفدی کا ایک چھرڈا سا رسالت ھے اور ھر ایک صفحه میں گیارہ سطریں میں بعض منفلص احباب کے اصرار پر آگاہ نے یع رسالہ لکما تھا، چنادیت اس کے دیباچے میں کہتے ھیں

بحد ازیس از آگالا هیچمدان معلوم داظران باد کند دریس ولا یک از غلصاء احبا ازيى حقير دارسا بد مبالخد بالغدة مرة بعد اولىدواست كه آداب تعليم و تدريس در سلك ارتقام انتظام كيرد و خود از دیر باز بخاطر فاتر ایس با افسردگی دمسار میگذرد کی در فضل و شرف علم و عالم و تحليم و تنوم اقسام آن اصل كل مكارم و تفصيل علوم نافعه و ضاره و ديگر مباحث لطيفه ساره كه بان متعلق بود دِايات كريمة و الهبار و آثار فخيمة و اقاويل علماء دامدار و عرفاء عالى مقدار ترقيم دمايد و شرايط آداب تعليم و تعلم را دال منضم سازد بالفعل بطريق عممالة الوقات بمصب اقتراح أن ارجمند ورقى چند در آداب دهلیم دل پستد اندکی از بسیار بعبارت صاف و پر اختصار مردوم و بع احسن التبتين في آداب المتعلمين

هوسوم کردد 👀

اس میں کل چار فصلیں ھیں اور ھر فصل کے ماتحت کئی
آداب ھیں ۔ چہلی فصل کی فیت ترجیت فرزند و تحصیل علم ارجہند
و جبح کتب حسان و استجارہ و استعارہ و استنساخ وغیرہ کے متعلق
ھے ۔ اس میں گیارہ آداب ھیں دوسری فصل ان آداب کے بیان
میں ھے جر دفس متعلم سے متعلق ھے اس میں سرلہ آداب
ھیں، تیسری فصل ان آداب کے متعلق ھے جو استاد کے
ساتھ تعلق رکھتے ھیں ۔ اس میں بھی سولہ آداب میں، چوتھی
فصل ان آداب کے بیان میں ھے جو متعلم کے همدرسوں اور ھم
سبقوں سے تعلق رکھتے ھیں اس میں اکیس آداب ھیں اس میں
میں ادر طریقہ تعلیم سے بحث کی ھے، ڈاکٹر عبدالمق
صاحب ایم ۔ اے ڈی فل ۔ مہبر چبلک سرویس کیشن مدراس کے
واس کردول میں اس کا ایک قلبی شہد ھے،

٩ - ایدقاظ الخافلیس - اس رسالت کا حوالت الاعلان بالادان عند
 تخول الخیلان میں آتا هے ' آگات لکھتے هیں '

"تفصیلش درین جا شفواهد گنجید و رساله ایاقاظ الغافلین که از راقم حروف است جاید دید "

١٠ - جالاء البصاير في دقض دلايل المناظر

١١ - سجل الجواهر في شرح جلاء البصايير

آگات دے ان دودوں رسالوں کا حوالت اپنے رسالہ الاستحادة بالله الواحد الديار ميں ديا هے ،

۱۲ ـ فقرى درجارة تقليد

١٣ - أيدقاظ النيام للايتبام بسقلد كل أمام

ان دودوں کا میضوم ان کے دام سے ظاهر هے، ان کے قلبی دسنے کتب فاضد آصفیت حیدر آباد میں هیں۔

١٨ ـ ارشاد الجاهليين

١٥ - اتداف السالك في شرح كلما خطر ببالك

۱۱ - بیان دلنهاد در شرح رباعی مستزاد

١ - شرح ديباچا مثنوي مغنوي

۱۸ - افخان دے در شرح غزل اول حضرت فواجد حافظ
۱۹ - دو رسالہ دیگر کہ بہ بیتیں اولین مثنوی تعلق دارد
ان مذکورہ بالا چہ، رسالوں کے نام گلدستہ کرداڈک میں دئے
گئے میں ، مثنوی کے اجتدائی دو شعر کی دلچسپ تشریح آگاہ کے

معاصر عبد القادر ففری دے بھی کی ھے ، جو فیض معنوی کے دام سے مدراس میں چھپی ھے ، مدکن ھے کہ آگاہ دے بھی اس چر قلم المانا ھو اور کچھ لکھا ھو ،

۲۰ دیوان فارسی - اس کے مختلف اشجار تذکروں میں منقول میں ' گلدستے کردائک میں ایک مختصر فارسی مثنوی بھی دقل
کی گئی ھے جس کا نام مرات حسن ھے ' اس میں معشوق کا سراپا
بیان کیا ھے ' اس کے اشخار کی کل تصداد ۱۲۷ ھے ' اس کی ابتدا
ادر انتہا کے کچہ شعار دیل میں نقل کئے جاتے ھیں '

قلم سازم زدهل شعله طور مرکب از سواد طرق دور درات از دیدة و شدگرف از دل ورق از پرده هام چشم جسیل

زهر در مصرعش حشرے هويدا
زرشكش خاطر خورشيد صد سوز
ز تابش سينت مهتاب داغم
ازو در جان جنت خار خارم
خور ازوے دحل در آتش دہاده
كة مهر ازوے بود آتش بجادے

ز گلزار ارم صبح بهاری بحسنش ماه چشمی آب داده چد می پرسی ز اشراقش بیانی بدست آر از دل آگد چراغی بر آری از طلسم وهم اگر دود زیندار خودی یکسر تهی شو بچشم کم مبیس صرگز مجازم اگر دریافتی بر دانشت بوس

بخربي يافت چرن اين دامه اتبار

دوييسم دامي دو از سرايا

رخش آڈبینہ حسن گاو سوز۔

ز انوار

تجليها جراغے

اگر خواهی ازیان شاهد سراغی ازیان گنج خافی یادی نشان زود سراچا آگهی شو ' آگهی شو حقیقت بین شوی فهمی چو رازم وگر غافل شوی افسوس افسوس خموشی به خموشی به خموشی به خموشی

فارسی شاحری آگات فارسی شاعری کے مسلم الشبوت استاد تھے ، کرداشک کے اکثر و بیشتر مشہور شعرا ان کے شاگرد تھے ، بحض عبدالقادر مہربان فضری سے اپنے اشعار کی اصلاح لیا کرتے تھے ، آگات کے مشہور شاگردوں میں سے بعض دے استادی کا درجہ حاصل کیا تھا ، اور بعد میں آدے والوں دے ان سے اپنے اشعار کی اصلاح لی تھی ،

آگاه کا ابتدائی کلام منتلف ادوام سفن پر مشتبل تها ، مگر اپنے مرشد و استاد سید ابوالدسن قربی قدس سرع کی وفات سنه ۱۱۸۲ هجری کے بعد فود آگات نے اپنے پورے مجبوعہ کلام کو غرق آب کردیا تھا ، اور ایک غیر محین مدت تک کیلئے شاعری سے کنارہ کشی افتیار کرلی تھی ، لیکن جب وہ امیرالامرا کے ساتھ دتھڑ نگر سے مدراس تشریف لائے تو ان کو مجبورا شاعری کی طرف توجہ کرئی پڑی ، هر جگہ شحر و شاعری کی مطلبی گرم تھیں ، جس میں کردائے کاور ایران کے شحرا شریک هوتے تھے ، اهل سفین کی مجلس میں ایک عارف سفن کا زبان بند کرکے بیٹھنا بہت مشکل تھا

دکو رو تاب مستوری خدارد چو در بندی سر از روزن برآرد چودکه ان کی فن شعر و عروض کا گهرا علم حاصل تها ، اسلتے بہت جلد ان کی استادی کا سکت تجام اهل سفن پر بیشه گیا ، اهل زبان یعنی ایرائیشعرا بهی ان کی زبان دادی کے قایل تھے اور ان سے وقتا فوقتا ملاقات کرکے لطف اندوز هوتے تھے ،

آگاہ کے زمانے میں طرحی مشاعروں کا دستور جاری تھا ، ان کے مبعصر شعرا کے دواریان میں معطرحی غزلیں ملتی هیں جن کے دریعہ عدر ایک کی استعداد اور اس کے زور کلام کا اشدازہ لگایا جاسکتا ہے ،

آگانا کا کلام غرزلیات ، رباعیات ، قصاید اور قطعات وغیرا پر مشتمل هے ، کوڈی برئی فارسی مشنوی نہیں پائی جاتی ، انہوں نہی مشنویاں اردو میں اکھی هیں ، جس کے متعلق آئندنا بحث کی جائیگی ، آگانا کے چند تاریخی قطعات مختلف مقامات پر نقل کردئے گئے هیں ، غزلوں هیں متافریا کا رنگ نہایاں هے ، مجازی حسن و عشق کے مختلف اوصاف کا بیان کردا ان کا سرمایة شاعری هے ، کبھی کبھی عرفانیات کے میدان هیں باسبہ

بھی طبح آزماتی کرتے دیس ' زامد اور محتسب کا مذاق اڑانا تر هر ایک شاعر کا محبوب مشغلت هے ' چهر آگان کیوں اس سے مستثنی موں ' مگر ان کا اسلوب بیان بالکل جدا گائت هے ' دازک خیالی ' مضهون آفرینی ' عهد تشبیهات اور استحارات کو دارک خیالی ' مضهون آفرینی ' عهد تشبیهات اور استحارات کو بہت اچهی طرح دبادتے دیس ' آگان کی چند غزلوں کو جور دہور شہونت یہاں پیش کیا جاتا هے '

غم فراق تدو از بسکت کاست جان مرا عصا ز آلا بدود جسم ذا دوان مرا خيال رام كالا در سيناه آتش افروز است -كالا چاوى فتيلالا جار افروخات استخاران مرا تىي دلىم ئتاراند ئارشت خامات زبان شعلع كند شرح داستان خيال آن كف رنگيس چو پنجام مرجان , كند به مجر تو مردگان خون چكان مرا براه عشق تاو بگادشت ام چنال از خاود که ننگ و دام دیاید دگر دشان مرا چو دود آن فتادم به پیچ و تاب هموز بحال من دظرے دیست داستان مرا آگاھ بسوز سینه عبث داله می کنم چو نیست هیچ اثر در دلش فغان مرا بدل از شمله عشق تو داغے کردہ ام دیدا عريس ويرادع ديرين چراغے كردع ام پيدا شگافی در دل از تیار نگاهی کاردی ام پیدا بسوے آب وفا بیگائٹ را هے کردی امر پیده ا

{ , '

بصحرا و چهن تكليف كلكشتم مكن آگاه من از غردا به دل غائد باغے کردہ ام بیدا پیچید بوے زلف کت یارب بجان ما كثر دل چو گرد داد درآيد فغان ما گفتی چو ندر حسن تو کردم دل حزیب ایس غدید فسردد دیاید دیار ما جاز از خیال خال تر شد تازی داغ ما هر لدظام بشگفاد گل دیگر بباغ ما در خاک هم ز زالف تو داریم بیج تاب سنيل چگودي سر دکشد از مزار ما بدل از شعلت عشق تو شهع روشن است امشب هوام سینت ام تابال چو دشت ایبن است امشب دگشجات در قبا چاول غشچاه دل از جاوش باليادن ى در آغاوش مان آل مالا كل پيراهن است امشب سال خاود گیاراے زامد اگار خوامی سال خاود را کد اندر جزم رددان شور بشکی بشکی است امشب عدامي شبح رو باشد نهان در پردة چشمر كبة فاندوس فيالش كوهر اشك من است امشب يرغم زاهدان خشك مغز از فيض ميذواران ز لای داده آگاه حزیس تر دامن است امشب ز دسکه آدش هجار تار چاری شرارم سرخت بیا بگرد تو گردم کا انتظارم سوفت و شحله ريازي ساوز دام چه مي پارسي كبع از حرارت غمر چشمر اشكبارم سوخت

شب فراق تو مادند كاغذ كلرياز تراوش ماڑھ اے جاں تن دزارم سوخت برنگ غنیه شاخ بریده دل تنگم که داغ آن گل رعمًا به شو بهارم سوخت طید بأتش حسرت دام سیند آسا ندادم از تىپ عشقت چە اضطرارم سوخت ز داغها يس طاؤس شد سرايايم فاك بشعلة مجران هزار بارم سوخت چگونه دم زند آگاه چون کلیم آسا فراق هم دفسان جان بے قرارم سوخت مزن به پیش حریفان عشق دم گستاخ منه به بزم ز خود رفتگان قدم گستاخ بچشم کم ذگری بر ضواطر اے سالک چرا است جان تر با طایف صرم گستاخ بع کار گاه تجلی دیافت راه قصور مشرو بچشم خطا بیس به بیش و کم گستاخ به ییش آذکه بود در لباس فقر غنی مشی دکشرت گنج زر و درم گستاخ سبور میکده دارد صفای جان آگای مكن قياس سفالش بجام جمر گستاخ دل آئینه جلرة یار است به بینید در غنچه افسرده بهار است ده بینید گل کرد گل سرسید گلشن وحدث يعنى سر منصور بدار است بع بينيد از مشت گلّے شعلہ طور است نمایاں دور عجبی در چه غبار است به بینید

آن حسن دل آراچه بود کر خطو دالش آفاق ین از دقش و دگار است به بیشید از حسرت وصلش هماه در دانت بيو افلاك خمیازه کش شوق کنار است به بینید از خویش گذشتیم و فتادیم بمیرت مارا جهد مشكل سروكار است بد بيشيد خوں می چکداز دالہ آگاہ درودش از داوک جور که فگار است به بینید رفت عدرم هده برباد بخدفواری دل بور عیسی دشنیدم بهرا داری دل چه عجب شرگس مفهور تاوگار کلگون است مژد ات جوں رگ کل کشت ز خودخواری دل جنیشے اے اثر دالہ کہ در راہ غبش یاے در گل چی سرشکم ز گرانباری دل در غمات شده از دیده تراود پس ازیس دسکت تر آمدد از بے اشری زاری دل و ای در وحشت و تنهائی و بیچارگیش یز فغال دیر دیابد بعثال داری دل شد بعشق تو چو طاوس سرايايم داغ آی از چشم شرربار و سید کاری دل سفت وامادده ام آگاه جميرت چو كليم گرید در خویش کشم یا بگرفتاری دل

کدا می شمح رو گل پیرهن شد گرم آغوشم که از گلریزی حسنش چو چشم خویش گلجوشم جسان منحم كند از مى فقيد شهر حيرانم کند از لحل کسے بے ساغر و خبدادہ می شوشم شوالے خارج آهنگت دهد درد سرم تاکے من از نصح تو اے ناصح چو مینا پنبہ در گوشم بود از فیض حسنت طبح من رشک چمن لیکن ر فكر أن ددس چوں عنديا افساردا خاموشام حریفان از دم بیر منان دریارزد همت كالأريش ممتسب افتح بحسات رشد مدهاوشو سرم از گردش چشم کسے کیفیتے دارد بصہباہ دگر آگاہ کے مایل شود صوشم دل بدرق است داغ از جان بدیانے کے من دارم رگ ابس از میا پیچهد ز مژگانے کئ من دارم ازان شور ملاحت بسکت بسر دل خورد بیکانها دبک ساود است هار زخام دیایانے کا من دارم چه درسی از هجوم دا رساتیهای تقصیرم ندامت می طپد از شرم عصیائے کت می دارم بود شعار دقیقام رشتا دار زالف طاان كئيد از موقلم تصرير ديوانه كن من دارم دگاهم از سرشک لاله گوں گلدستہ می بندد زخوں نشو و نیا دارد گلستانے کت من دارم برهس بادی دارم شرقه و سجادی چوس دستار بدحداثت بجا شد صرف سامانی که من دارم مپرس آگاه از سر گشتگیهاپیم که شد مجنون ز حيرت خار در يا در بياداني كن من دارم شد کدامی جلوی را آئینت دار اعضای من می رمد از خویش چوں سیداب سر تاپاہ من

هر دم از سرتابی گیسوین عنیس بوی او ههچو سشبل پیچها دارد بخود رکهاے من شعله حسن چری گردد دم خملت زشرم دور صبحاء عجنب مي تابد از ميداء من از جندون من چات می چارسی کا غلطه شر طرف صد چو مجدوں میچو طفل اشک در صحراء من ہے گہاں شوڈی کتاب احتساب از لاے مے گر چشی اے محتسب یک جرعد از صہباے من دا رسادیهای بخت بست من بنار کا شد در رهت چوں ذقش دا آد فلک دیباء من در سواد ظلمت آباد پشن آگام تافت صبح ديشادور از طبح جدي آراء من ر دود آهم امشب هر دم آيد دوس شبوس کے می سوزد چو مجمور سینے ام از فکر گیسوئے بسر دارم ز سودائے نگاہ۔ش شور صد محشر دفس دردد بخود صور قيامت كر كشم هودي فدا را فرصتے اے صرصر آھم کا من امشب چراغاں کردہ ام در دل زداغ شوق گلروقے دود در کوچهای تار دامان و گریبادم زمهد ديدة دم ديده طفل اشك بد خوتے بگردش چشم از تار دگت صد چردد می بنده دند دزدد تا صبا از عنبس لرزان او بوقع عباب آدش هجار داو ام از شوق مهناودام كن گرداده مرا داري زيهلودي بنه پهلودي كجا غافل شود آگاك هبسنگم كم كويد تلاش عجز هم مي شواست ايس جا زور دازوم

آگاه دے زیادہ تر رباعیاں شیعوں کے معتقدات اور خیالات
کی تردید میں اکفی هیں ' یہ تمام رباعیاں کتاب الرسایل میں
شامل هیں ' یماں ان کی صرف ایک رباعی نقل کی جاتی هم '
ایران بقیاس هر سقیم الافکار رجمان دارد بہند جنت آثار
نشنید کہ بر طبق احادیث آدم در هند فرود آمد و در ایران مار

آگات کی طبیعت میں حد درجت کا استخنا تھا ' کسی امیر یا رئیس کی شان میں قصیدہ لکھنا ان کی عزت دفس کے منافی تھا ' امیرالامرا کے ساتھ انتہائی روابط دونے کے باوجود آگاہ نے ان کی کوئی تعریف نہیں کی حالانکہ ابجدی نے ایک قصیدہ میں ان کی تعریف کی دے ' آگاہ کو حضرت عبدالقادر جیلائی رحبۃ اللہ علیہ سے غیر معجولی عقیدت تھی ' اس لئے ان کی شان میں بہت سے عربی فارسی اور اردو قصاید لکھے میں ڈیل شان میں بہت سے عربی فارسی اور اردو قصاید لکھے میں ڈیل میں ان کا ایک مفتصر قصیدہ نقل کیا جاتا ہے '

یا شاہ بغداد فریاد فریاد کلفت قریبه از جان داشاد بنبای راهم شیغا بارشاد ایے شاہ احسان ای غوث امداد بخشی چو خواهی فیض خداداد ذکر تو در جان نام تو بریاد دل چر ملالم یا غوث فریاد شد درپے گل ایس عمر برباد شو دستگیرم ای فرد افراد بیزارم از خویش ای قطب اوتاد سردر هوایت آگاه بنهاد

(باقى)

بگدافت جادم گردون بیداد مسکیس غریبم حسرت نصیبم بی پناهم لطف تد فراهم تا پند حیران باشم ازینان داری کهاهی شان الهی دارم چر ایمان پیدا و پنهان دارم ازیس دل هر لدظه مشکل دارم ازیس دل هر لدظه مشکل وحشت اسیرم مدخت خمیرم مدخت خمیرم مدخت اے مین فدایت

فذذی قصائید می دی آگاه کی غیرعربی اور غیر الدی کتابوں کو مندی تصانیف سے اس لئے موسوم کیا هے که آگاه نے فود انبنی مختلف کتابوں میں ان کو مندی سے تحبیر کیا هے اور دی کتابوں میں ان کو مندی سے تحبیر کیا هے اور دی کتابوں میں ان کو مندی کی تعبیر کیا هے اور دی کتابوں میں رائیخ تھی اور دی بالکل اردو جیسی که اس وقت اس ملک میں رائیخ تھی اور دی بالکل اردو جیسی که اس وقت شمائی مند میں رائیج تھی ' اس زبان میں آگاہ نے دشر میں کوئی کتاب نہیں لکھی ' ان کی تمام تر تصنیفات کے دیبانے شر

آگانه کان ابتدائن هندی تصنیفات دکهنی کی طریف ماثل تهیں ' انہوں نے یہ تجامل مثنویاں زیادہ تر سیر و مناقب میں لکھی۔تھیں ' لیکن جب شہالی۔ هنبت سے اظفری جنیسے اردو شاعر دکھن وارد هرے ' اور لکهندو اور گرپامتو کے علماء کرداشک تشریف لائے تو آگانه دے صاف زبان اغتیار کی 'جو اردو سے زیادہ قریب تھی ' انہوں نے دسن و عشق کی داستائیں لکھیں ' اور اپنے فصاحت و بلاعت کے جر در دکھائے هیں '

آگاہ اپنے اکثر همتصر اردو شعرا کے داموں اور ان کے کلام سے پورے طور پر واقف معاوم هوتے هیں ' چنادچہ ان کی کتابری میں جابجا ضراجہ میر درد ' مظہر ' فغان ' درد مند ' یقین ' سرزان ' آبرو ' آرزو ' میر حسن ' تابان ' اور سودا وغیرہ کے دام ملتے هیں ' تحجب هے کہ ان کی کتابوں میں میر تقی میر کا دام دہیں ملتا ' غالبا اڈکے زمادے میں ادکو اتشی شہرت دہیں هوی تھی ' یا مبکن هے کہ آگاہ ان سے واقف رهے هوں ' اور اپنی کتابوں میں ان کا کوقی حوالہ نہیں دیا هو '

اُگاہ دکھنی اور دکھنی شحرا کی افضلیت کے قابل تھے ' اذہوں نے مثنوی گلزار عشق کے دیباچہ میں اس پر طویل بحث کی ھے ' چنادچہ اکھتے ھیں '

"مقصود اس تهدید سے یہ هے که اکثر جاهلان دے معنی و مرزد درایان لایعنی زبان دکھنی پر اعتراض اور گلشن عشق و علی داهه کے پڑهنے سے اعراض کرتے هیں ، اور جہل مرکب سے نہیں جانتے که جنب یک ریاست سلاطین دکس کی قایم تھی ؛ زبان ان کی درمیان ان کے خوب راتج اور طعن شباتت سے سالم تھی ؛ اکشر شعرا وهاں کے مشل نشاطی ، فراقی ، شوقی ، فوشئود ، غواصی کوقی ، هاشی ، شغلی ، بدری ، نصرتی ، مهتاب و غیرهم کے بیے حساب هیس ، اپنی زبان میس قصاید و غزلیات و مثنویات و مقطعات نظم کہنے اور داد سفنوری کا دئے ، لیکن نصرتی ملک الشعراز تھی کو مقطعات نظم کہنے اور داد سفنوری کا دئے ، لیکن نصرتی ملک الشعراز تھی کی دخوری سے مبرا هے ،

جب شاهای هند اس گلزار جنت نظیر کو تسدیر کتے ' طارز و روز مرق دکھنی دہتم معاورہ هندی سے تبدیل پائے الحے ' تا آئکہ رفتہ اس بات سے لوگوں کو شرم آئے لگی اور هندوستان محت لک زبان هندی که اسے برج بهاکا بولتے هیں ' رواج رکھتی تھی ' اگرچہ اخت سنسکرت ان کی اصل اصول مضرج فنوں و فروع و اصول هے' بیچھے معاورة برج میں الفاظ عربی و فارسی بتدریج داخل هونے لگے اور اسلوب خاص کو اس کے کھولنے لگے ' سبب سے اس آمیزش کے یہ زبان ریفتہ سے مسمی هوئی جب ثنائی و ظهوری نظم و نشر فارسی میں بائی طرز جدید کے هوے هیں ' ولی گجراتی غزن ریفتہ کی ایجاد میں سبھوں سبھوں سبھوں

کا مبتدا اور استاد هے ، بعد اس کے جو سفن سنجان هذه بروز کہے ، به شہده اس بنهج کو اس سے لئے ، اور من بعد اس کیو دایلہ بنهج کو اس سے لئے ، اور من بعد اس کیو دایلہ بنام مرخوص کر دئے ، اور اسے اردو کے دما کے سے مرسوم کئے ، اب دی محاورہ ، معتبر شہرون میں مدد کے جیسا شاهجهان آباد ، لکہنو ، و اکبر آباد وغیرہ رواج دایا ، اور جوں چاهے سبھوں کے میں دھایا ،

اواف ر عبد محمد شامی سے اس عصر تلک اس فن میں اکثر مشامید شعدرا عدصت میں آئے ، اور اقسام منظومات کو جلوے میں لائے میں ' مثل درد ، مظہد ، فخان ، درد مند ، یہتین ، سوزان ، اجر - آرزو ، سردا ، تابان وغیرهم ، لیکن ان سیمر ن نے کروئی بھی مشنوی مستحد نہیں کیا ، فقط غزلیات و قصاید و مقبطعات پر اکتفا کیا ، بارے اس عصر میں حسن دهاوی ایک مثنوی مختصر لکھا ، دریافت اس کی مہیز مصنف پر موقوف رکھنا اول هے ، بر خلاف شعراء دکن کے کہ اکثر مشنویات کہے هیں ، بارد مثنویات کہے هیں ، باور مثنویات کہے هیں ، بالاتفاق غزل بولنا آسان هے ، اور مثنوی کا کہنا دشوار و گران هے اسی لئے ملک شعراء دکن بطور تعریف کہنا هے ،

دس پانچ بیتاں کے اے شوقی اگر تو کیا ھوا محلوم ھوتا شعر اگر کہتے تو اس بستار کا ،،

شعرالے شہالی عدد میں فراجہ میرردرد حضرت مرزا مظہر جانبانان کو شاعر عرفان کی حیثیت سے اور سودا کو ریاختہ گرکی حیثیت سے مانتے ھیں '

" اور دوج اے دھائی کے ان سب شعرا میں بعدضے فقط اللہ میں اور بعضے شاعری کے سات چاشنی عشق عرفان میں

بهی ماهر هیں ، مشلا مردلانا شاهده بم الله ددیم تخلص و قاضی مدهود بدری تخلص صاحب من لگن شعرای دکن سیا ور مرزا مظهر جانجان و خراجه میر درد شعراء هند سی بعد ازین مخفی دی رهی تهام ریفته گریه ون مین سودا اعتبار نهایان پایا ،

شمالی مند کے ارباب کمان سودا کو سب شعرا چر فضیلت دے رہے تھے 'ایکن آگاء ملک الشعرا نصرتی کی تعریف کرتے ھیں '

"بعضے اس قدر اس کے باب میں دفتہ افتراق کا کھولتے میں 'کے اس بیپارے کو سب شعراء ریشتہ گو بلکہ تمام ادباء فارسی سے افضل و بہتر بولتے میں اور وا عجبا بل و احسر دا ملک شعراء نصرتی کو نہیں مانتے اور قدر اس کے سدر حلال کی نہیں جانتے ' بڑی دستاوین ان کی یہ مے کہ زبان اس کی کی مہم مے ' زمے دریافت و خوشا سفن فہمی و عجب سمی ' آیا نہیں جانتے کے ندفاق سے شعراء عرب و عجم و هذه کے معشی جان جانتے کے ندفاق سے شعراء عرب و عجم و هذه کے معشی جان

اس کے بعد نصرتی کے گلشن عشق سے کچہ اشعار نقل کرکے سردا کے کلام کے ساتم ان کا موازئت بھیا ہے; اور اکھا ھے، تعصب کرو یک طرف رکت کر سب کلیات سردا کوبخور ملافظت کرکے انتخاب کرکے اور ان سبھرن کو یک داستان کلشن عشق یا علی نامت سے مقابلت دیوے تا انداز سے اس کے اور اس کے بواقعی واقت ہورے ' سود' کو چھرڑ دے جس شاعر فارسی گر سے چاہے ' خواد قصاید میں خواد مثندری عیں ' اسے فارسی گر سے چاہے ' خواد قصاید میں خواد مثندری عیں ' اسے موازئت میں لاوے بالفعل بھی مہروهاد یکانے فن طرازی عاقل خان رازی کے تقین قصائ مدہرہ مد مالتی کا گائشن عشق سے

مرواجات کار دیاگھے تا محنے مثل دکھنی کے ھات کنگان کو آرسی کیا کار خوب سمجھے ''

میدرزا رفیم سودا آگاه سے تیتیس سال بڑے تھے اور ان سے پہلے انتقال کیا تھا کیدونکہ وہ سندہ ۱۱۲۵ میں پیدا صوبے اور سند ۱۱۵۵ میں وفات پائی تھی اردو شحررو شاعری کی حیثیت سے دکی میں سودا ھی کو زیادہ شہرت حاصل تھی اسی لئے آگاہ نے جابجا ان پر تفاخر کیا ھے اندو کی میں کو تعفیلا میاب کے آغر

دیکه ترو هندی کتابرون کو سبهی کیر سبهی کیر سبه الفاظ ولا زیر و زبر مجدو رب میرا دیا قدرت یتی کهولوں گر ارد و کے جھاکے میں زبان جوں دیا هندی میں جس مجھکر خدا فخر دیں کرتا هوں میں اے نیک نام

هور قصاید ریفتهوں کو دیکھ بھی خاص تازی فارسی اے بافیہر کہ کہ کہ الفصر منکم شصرتی سود سب سودا کا هو جاوے زیان فارسی تازی میں یہوں یکا کیا دیکھ تبینو بات میں میرا کہلام

اپنی مثناوی گلزار عشق کے خاتمات میں کہتے ھیں '
اگر دیاکھے اس داظم کا طبطراق تی دق سے سودا کے ہو احتراق مجھے نصرتی ساتھ ھے گئتگو اسے کیا ھے طاقت کا ہو روبرو یہ اس کی شاعرانہ تسلی تھی ' وردہ ولا ان کے کہال کا اوروں کی طارح بہت اعتاراف کارتے ھیاں ' چنانچہ خاود ھی لاکھتے ھیاں '

" باوجود ان سب مراتب کے هم انصاف کرتے هیں کہ مرزا رفیع سودا قصاید و غزل میں بڑا سفن تراش و صاحب تالاش هے ' محاور ﷺ شستہ و صاف میں نیانے زمان اور شوق مزاج اور رنگینی طبیعات میں هر کہیا افسانت پر افسوس کید هجاوها م

اب هم آگاه کی هندی تصنیفات کی ایک مختصر فهرست پیش کرتے هیں ' بڑی تقطیح ۲۰۰ صفحے هر صفحه میں ۱۹ سطر اور هر سطر میں چار مصرع یحنی دو شحر هیں

ا ۔ هشت بهشت ، ید آده رسالوں کا مجهوعت هے ، هر اید رسالت کی اور محجزات پر آده رسالوں کا مجهوعت هے ، هر اید رسالت کی بحدر دوسرے سے جدا هے ، هر اید وسالت کا ایک نام هے ، ابتدا میں دکئی نشر میں ساڑهے چار صفحوں کا اید دیباچہ هے اس کے بعد فضایل ذکر سیر و شهایل و جرکات مولود میں ایک نظم هے اس کے دیرکات مولود میں ایک نظم هے اس کے حد، کی تفصیل دے ،

- (۱) میں دیپک ۔ اس میں دورمدہدی کے سلسلۃ جالا سلسلۃ منتقل منتقل میں دی ہے ا
- (۲) من هرن ـ اس مین ان تجام بشارتون کا ذکر هے جو
 قدیم کتب مقدست مین وارد هوی هین '
- (۳) من موهن ـ اس میں سنت ولادت سے لیکر آٹھ سال تک کی عمر کے حالات بیان کیے میں '
- (۳) جگ سوهن مین وفات تک کے تاریخی دالات بیان کئے میں '
- (ه) آرام دل اس میس آندضرت صلحمِ کے شہایل و افلاق اور عبادات کا ذکر مے '

- (٦) رادت جان اس میس آندضرت صلحم کے خصایص بیان کیے هیس '
 - (٤) من دريان اس ميس معجزات نباوي كي تفصيل هو ا
- (۸) من جیدن اس مین فرضیت مصبت اور فضایل درود و زیارت قبر نبوی کا بیان هے ا

مین در پین کے ساتھ اعجاز قرآن پر ایک مشنوی شامل مے جر بطور داشیت کے لکھی گئی تھی ' یت کتاب در دقیقت امیرالامرا بہادر کی حوصلت افزاقی پر لکھئی شروع کی تھی ' ابتدائی چھ رسالے سفت ۱۱۸۲ سے سفت ۱۱۸۲ تک تصفیف هوگئے تھے ' اس کے بعدد مفتلف مشخولیتون کی بناء پر دوسرے رسایل کی تکھیل بعدد مفتلف مشخولیتون کی بناء پر دوسرے رسایل کی تکھیل دے موسکی تھی یہانتک کت سفت ۱۲۰۳ میں ہمیرالامرا کا انتقال کی فرگیا ' اس کی وجہ سے آگاہ کا دل بہی کچھ سرد پڑگیا ' بعد میں دوستون کے اصرار پر سفت ۱۲۰۳ میں آخری دو رسالے میں دوستون کے اصرار پر سفت ۱۲۰۳ میں آخری دو رسالے میں دوستون کے اصرار پر سفت ۱۲۰۳ میں آخری دو رسالے

"چھے" رسالے اول کے مح رسالہ عقاید و تدفیۃ النسام سفیہ یہ ھزار و بیک سو اسی اور بائچ میں اور سندہ ۱۱۸۱ یک ھزار و بیک سو اور اسی اور چھے میں بنے عیں ' پیچہ اس کے بہت گھیل ھتری ' کیا واسطے کے ایک رفیق با ترفیق و جلیس انیس که ان رسالری کا طالب اور ایسے فیر کے کاموں پر راغب تھا سو رحلت کیا ' حق تحالی اس پر رحمت کرے اور اسے ایمے مخفرت سے دوازے اور بہت مرانح بھی در پیش هوے هر چند اس اثنا میں بحض دوستی دوستی دوستی کے بوالے اس اثنا میں دی۔ بنانے کا نہیں هوا آفر اہتدا سفت یک هزار

أور دوسو چھے میں رسالہ من در پن اور من جیدوں بنائے کا اتفاق ھوا اور رسالہ آرام دل منیں بیان عادات شریف کا اور رسالہ راحت جان میں بیان اکثر خصایص امت کا اور رسالہ جگ سوھن میں حضرت کی نبوت سے تا وفات ان کے صلی انتہ علیہ وسلم داخل کیا گیا ' ان آثہ رسایل میں تفہینا آٹ ھزار اور چھسو اوپر پچاس بیت ھیں اور سرفیوں کے ساتھ نو عزار بیت ھودگے ''

چوندی دی کتاب مجالس میلاد کیلئے ادمی گئی تمی اس اس دیاب کے لیے زبان سادے اور عام فہم اختیار کی گئی اور اس کتاب کے دارد حصے کے گے اول کے چار رسالے چار مرزب آرام دل دو حزب رادن جان ایک درزب مین در چین چار درزب اور مین جیدون ایک درزب قرار دئے گئے کئے کید کتاب اتمی مقیدول هیوی کد کئی مرتب مدراس میس چمپی اور آج تک اکثر گھرون میس میدد کی مجلسوں میس چمپی اور آج تک اکثر گھرون میس میدد کی مجلسوں میں چرخی جاتی هے '

ان رسائل سے مقصد شاعری نہیں تھا ' جلکہ عبواہر الناس کی اطلاع ان کا مقصد اصلی تھا ' اس وجہ سے زبان دکھنی افتیار کی تا کہ سب کی سجھ میس آوے

" ان رسالوں میں شاعری نہیں کیا هوں بلکت صاف و سادہ کہا هوں اور اردو کے بھاکے میں نہیں کہا کیا واسطے، کا رهنے والے دیاں کے اس بھاکے سے واقف نہیں هیں '

نه بولا یه سفن شعرا کے گھب سے اکھا ھوں صاف و سیدھا دو سبب ھے اول چاس احادیث صفا کیش اکھا ھوں ان کوں جوں تھے بے کم

کیا هوں درجهد افیار کا جنب دو کیوں دفل اس میں واوے [شعر: کا قهدب

بعی ید نسفت کد هے اس فن بنا هینگا عوام الناس خاطر [میں نادر ندر شحر کی ولا جائتے نیس دقایت اس کے کچم پہچانتے نیس کہا صاف اس لئے یہ نظم مرغوب کد تاسب امیاں سمجھیں اسے خوب

اگر دھاکے میں اردو کے میں کہتا ۔ کوڈی اسکوں یہاں کے ادوگوں سے [ک جہتا

اس سے پہلے دکوئی میں بہت سی کتابیں لکھی گئی تھیں مگر ان میں بہت سی بہت سی کتابیں لکھی گئی تھیں مگر ان میں بہت سی بے اصل روایتیں تھیں اس صحات کے ساتھ کسی دے آنمضارت صلحم کا تازکارہ مارتب نہیں کیا تھا پنانچہ خارد کہتے ھیں '

"ای بھائی یہ رسالے دکئی میں ھیں کرکر سہل اور سرسری نبان 'کیا واسطے کہ برائے محتبر کتب سے تحقیق کرکر اکھا ھرں 'اگر ولا تہام کتاباں تر دیکھینگا یا کسی سے سنیگا تر تبھے قدر ان رسالوں کی محلوم صوینگی ' اے بھائی اگر تبھے ان رسالوں میں کہیں شہد عووے تو اپنے وهم و گان سے اعتبراض دکر بلکھ ان کمابوں میں کہا ان رسالوں کے اصل اور ماخذ هیں نظر کر 'کیا۔ واسطنے کہ میں دہمت تحقیق و تحقیق کرکر اکھا ھوں 'ان کمابوں سے بھی مقادان کے مائند دیس لیا ھوں بلکھ ان کہیں ہیں جو اصح تھا سو افذ کیا ھوں "

ھے بہت دکھنی کتابوں کا بیاں بے گماں موضوع و بنے اصل اے میاں بیسا فتاحی لکھا ھے محجزات اکثر اس میں ھے غلط ھور آجھوٹ بات

هوريون شور و شهايل كا بيان هوريون محراج نامع اله ميان هوريون كا مضون ها غلط معال و غلط اله ديك دام الس كه تين پڙهنا وسننا هه درام

متفق هیں اهل علم اس بات پر شاہ کے احرال میں هیں بے نظیر هور هیں سب لبریز از عشق و ادب بات میں میرے نہیں هے کچھ افتلاف میں نسقے بہوت دکھنی اے برادر مددث پاس جھوٹ اس کا عیاں هے صرام هے اس کا پڑھنا اور پڑھانا هے بے شک ترجمت افبار کا سب نہیں کذب و غلط کوں اس میں [کچھ بار

دیا ہوں داد اپنے دل کے حب کا نہیں دیکھا درں کرڈی نسفے منے آمیں

تو صدق اس جات کا جوجینگا اس آن نظر میں اس کے زجاں کھولیا نہیں فارسی میں بھی ھے اے روشن رواں خیں ھیں ان دونو زجاں سے آشنا فایدہ تا اس کا پونہجے سب کے تین' خاص کر در ذکر سالار بشر پی میرے آٹو رسالے اے گھنبیر ترجمہ ان میں صدیتوں کا دے سب فذرنیں کرتا دوں میں اے سینتصاف اگر چہ معجزوں کے ذکر اندر ولے اکثر غلط اس کا بیاں دے ددیثوں میں نہ در جسکر ڈدکانا کیا دوں جو بیاں میں معجزات اب صدیع دیں سب روایات اسکے اے یار

دکالا ھوں خلاصہ کتے کتمپ کا پن اس اسلوب واس ترتیب کے تیں

اگر دیکھینگا تدں جب وقا کتاباں کوڈی خصایص آج تک بولیا نہیں ھے عربی میں خصایص کا بیاں عبورتاں ھو رامیاں سب اے فتا اس سبب دکھنی کیا یت نظر میں

آگاہ نے یہ تنکرہ بھی بہت مختصر لکھا کیونکہ لرگوں میں مطول کتابیں کے پڑھنے کا ذرق جاتا رہا'

خصوصا نیں سیر کا دُرق کس کوں گتے هیں شغل میں دنیا کے [دن رات

نہیں دے کرگی بھی طالب اس کا یقین کا

نہیں دے علم کا آب شوق کس کوں۔ بہ جوش درص سب مردان و عورات

نہیں هے کس کر هرگیز داد دیں کا

دے اس کے ذکر کا ھے کوڈی شایق چڑھے تا اس کوں در کوڈی اے [جرادر

روز و شب اس کام میں هے مشتخل هنزل کے باتاں میں هے چالاک [و چست

آگالا کا خیال تھا کہ ربیح الاول کے ابتدائی دارلا دندوں میں مسلمادوں کو عید کی سی خوشیاں منادی چاھئیں 'چنانچہ امیروں کو حکم دیتے ھیں '

ھے امیدروں کے اوپر حکم دگر سحی کردا آینے مقدور بدر هاور اسم آداستان کاردا مدام هر جگد رکهوانا اس میں عود و سوز که کریس زیشت زیاده تار ز عیاد سب کاو فارمانا کریں یا ابتہاج دل چه اس اسرار کے گرور چڑمیں روشی اس سے دل کریں جوں آرسی ولا يرهين مندي كتابان خوالا مذرالا فوں کریں اس ماء میں شادی کی إدهوم غلغله عيردين كا يهال جاوے دب ائبساط و جشن كرتم هيس صريح غير الوري بروژ مولد

که نه میکن هروے اس پر کچهزیاد

کرنا یبوں مولود هے غربا اوپر لازم ان پر هے کت اس مہیئے بہتر شہر کے کوچوں کو جھڑوانا تمام کرنا اس میں بہوت زیشت دلفروز شہریوں کو کرنا تاکید اکید مرطرف مولود کا دیشا رواج جن کوں استحداد هے تازی پڑھیں فارسی داناں پڑیں نات فارسی نیں عربی فارسی میں جنگوں رالا غیر بدعت کی کند هے مذموم وشوم

کہ نہ یہمچے اس کو هرگز کو ڈی طرب

موهمان اولی هیس بص شک اص فتا

دیرین ایسا بهجت و عشرت کا داد

جنب دصاری روز میلاد

نٰء شَاه انسِیا کا کوئی عاشق

اکھا اس واسطے میس مختصر کر

ھی کسے ھے شخل میں دنیا کے دل

دین کے کاماں میں مے مار کوڈی

عام لیوگوں کو درعات سے بچنے کی تاکید کی جے اور اس کی بجانے اعمال صالحہ اور اطحام طحام کی ترغیب دلائی ہے ،

چن یده سب برکات تب پاوینگا تو که بصدق اس کو بجالاوینگا تو هور تو بدعت سے کرینگا احتراز یعنے آن روزوں میں آے با امتیاز مت چراغوں میں تو ڈال اپنا مزاج روشنی بس هے بقدر احتیاج راگ و رنگ سے بھی هے واجب هزل و بازی میں نهیں رالا صواب آاجتناب ایسے جوکاماں هیں ان سے منه پُورا تا درازے تجھ کو شاہ دوسرا خاص بارا دن تلک اے اعل شوق اس عبادت کا رکھو دن رات کوق

جس قدر مقدور کے تم کو تمام اس قدر البتہ ی پکواڑ طعام امل علم و صالحاں کو جمح کر مور بدور و عطر سے مجلس کو بھر تم پڑھو سب مل کو قرآن ھور درود ککر میں اس کے زبان دل در شہود جو اتھے احوال اس شد کے تمام مور قدم پڑھکر اندو کو شادکام

دکمنی یا دازی اچمیس یا فارسی دل کے تیں اس سے کرو جوں آرسی ۔۔

آگاھ کی یا دیرینہ خواهش تھی کہ مرمین شاریفیں کی زیارت کر آئیں ' مگار یہ موقعہ شاید ان کو نصیب نہیں فوشکا ' اشعان

میں 'آپ دے یہ تمنا ظاهر کی هے'

مدام اس ڈیر میں هے یہ کمیٹہ کمی چلتا سر سے چاڑی تا مدینہ

رمدن وهان هور مرون وهان هور عثایت سے قرح یا سیب هم آسان آ

گئے میں دوش و حس اس فور سے کو کب جاگینگے اے مولا میرے بداگ

نظر سے آپنے مجھکوں گرامت مجھے دے شہر میں تیرے اقامت

garage and the great

آگالا دے اپنے زمادہ کی سیاسی کشرکش کا اظہار ان اشحار حیاں

And the state of the state of

کیا ہے

وں اپنے سے یہاں کے بہوت بیزار مرا مے کفر کا یہاں گرم بازار سبے یاں مشکل ان پر آکٹڑا مے کدمر جاریں کہ یہ لشکر میں تیرے

یہت اس بات سے باتا ھوں آزار ملسماناں ارپر ھے سفنت دشوار پہاڑ ان کے سر اوپر آپڑا ھے اگر ھیں نیک و بدچاکر میں تیرے

آگاہ نے کئی جگہ استخناے طبعی کیائے دعا کی ھے '

ا، مقصد الم صادب محراج یا ہے کا ذکر کس کا ممتاح دے هاتھ سے تیرے میرا قرت ام مالک شاسوت و ملکوت تا بیشموں یک جا مبت سیں نا زور توکل ھے مجہ میں دا کسب حلال آتا هے مجھے یع دشواری ظاهر هے تجھے مجھ در توکل کر آسان یا کسب حلال اے شام جہاں یا مغزن دحبت سے تیرے دے روزی رحبت سے تیرہے یہ کتاب غالبا سب سے پہلے سمت ۱۲۱۲ میں سید احدد شبیسة مراری داقر آگاہ کے اهتمام سے اور جناب جحفر صاحب کی تصدیح سے مطبح کشن راج مدراس میں طبح مری ' اس کے بعد کئی مرتبع چهپی اور فروفت هوی ٔ ضرورت هی کند اس کا ایک عبدد اور صمیح

۲ -- رسالہ عقاید - اس مثنوی میں اهل سنت و الجماعت کے
 عقاید بیاں کقے هیں ' اس کے اشحار کی تحداد چار سو دیس دے '

سبب تصنیف دوں بیاں کرتے میں '

کتاباں میں عقاید بیچ مرکیں عوام الناس کوں مور عورتاں کوں مے فرض عیس مرداں پر سراسر کیا موں میں بیاں اس نظم اندر

اڈیشن چھایا جاگے '

ولےدکھئی ژباںمیں کیں دسے نیں نہیں جو آشنا ھیس فارسی سرں سکھاتا ان کو ادکام پیمیسر عقاید امل سند کا سراسر کُہا نیں میںکبھیدکھنی میں اشعار مجھے ھے شعر کہنے سے بہت عار ولے یہ نظم بولیا بالضرورت پڑھے تا اس کو مرامی و عورت یہ رسالہ بھی کئی بار چھپ چکا ھے '

النساء - اس مثنوی میس حضرت فاطهد زهرا ، حضرت زینب حضرت شدیجد حضرت ایند - حضرت او کلشوم - حضرت شدیجد حضرت عایشد - حضرت زینب بنت فارید - حضرت دخسرت ایند بنت فارید حضرت او ساجه - حضرت زینب بنت خدش - حضرت بودند - حضرت او ساجه - حضرت زینب بنت جدش - حضرت جویرید - حضرت او ساجه - حضرت میبودد - حضرت مارید - حضرت او حبیب - حضرت میبودد مفید - حضرت میبودد او منافی او الفیر فاطهد سیده او محجد عایشد - سیده عایشد - سیده او الفیر فاطهد سیده او محجد عایشد - سیده فاطهد شیراند سیده عقیرد او محجد عایشد المیده فاطهد شیراند سیده عقیرد او محجد سیده درابعد المیده درابعد میان سیده او علی ، سیده او محجد سیده درابعد طور پر عورتوں کیلئے ادا تھا ، چنانچد کہتے هیں ، دید رسالہ خاص طور پر عورتوں کیلئے ادا تھا ، چنانچد کہتے هیں ،

افضل هیں سب عررتاں سےسی بات
احرال نساء کا اے برادر
اس شاہ کے عورتاں کا احرال
تھا قرب خدا کا ان کو حاصل
کیا واسطے او هے سب کی خاتوں
ان سب ستے فاطبہ هے افضل
ان سب ستے فاطبہ هے افضل
تا اس کو سب امیاں کرے گیاں
مخصوص هے عورتاں کے خاطر
نام اس کا دھی تحفیۃ النساء هے

امت میں نبی کے جو میں عورات
لاکھتا ھوں میں اس کتاب اندر
اس شاہ کے دختران کا احوال
امت میں جو عورتاں تھے کامل
آغاز کیا ھوں فاطب سوں
عالم میں جو عورتاں ھیں اکمل
یع قول صدیح ھے اے برادر
یع نسفہ کہا ھوں بہوت آسان
یہ نسفہ کہا ھوں بہوت آسان
عورات کے واسطے بنا ھے

اس رسالہ کے جملہ ابیات آڈھ سو ھیں اور یہ سفہ ۱۱۸۵ همیں ادا کیا تھا '

هیں آشھ سو اس کے جہات ابیات پڑھئے میں هے اس کے بہوت برکات گیارا سو اوپر تھے پئج و هشتاد هجرت سے بنا هے تب یہ رکھیاد یہ رسالہ دعی کئی بار چھنے چکا هے '

م ـ مدبوب القلوب ـ يه مثنوى دضرت شيخ عبدالقادر جيلاني وحدة الله عليه كم حالات ور هم ، أس كا مافذ زياده تر وبجة الاسرار ھے جاو شیخ شورالدیاں علی شطموفی شافتی کی ایک قابل قدر عردی تصنیف هے 'شیخ موصوف دو تیں واسطوں سے شیخ عبدالقادر جیالانی کے مرید تھے ، انہوں نے اپنے بارگوں سے سی کر شیخ جيلاني كے مستند حالات قلمبند كتے تھے ' آگاء طريقتا قادري تھے ' عرناتک میں عبدالقادر جیلانی کی دات سے لوگوں کو برای عقیدت هم اس لقم مدر سال مجالس ميلاد منعقد كي جاتي هيس اور برام اهتمام کے ساتمہ قصاید خوائی ہوتی ہے اور مواعظ سنائے جاتے هوس عوام کی اصلاح اور ان کے رشد وهدایت کیلئے آگاء دے ية ضروري خيال كيا كم عام فهم دكمني زبان ميس شيخ عبدالقادر جيلاني کے مستند حالات پيش کيے جائيس 'چنانچة سنة ١٢٠٦ ه میں آگاہ نے یہ کتاب لکھی ' بہجة الاسرار کی تعریف کرنے کے بحد اکھتے ھیں '

ولے هیں سب عربی بیت کتاباں شد پرٹهسکتے هیں ان کو فارسی [فران اکھے اس واسطے کیتک افیار فلاصد فارسی میں ان کالے یار ولیکن امیان اور اکثر عورات سمجھتے نیں هیں بالکل فارسی بات کیا هوں اس لیے بید نسفد منظوم کے هروے سب کو آسانی سے مفہوم

ولا سبجمیں عرث کے تا کچھ مفاقب بہت دسفوں سے یہ مضورں لیا ھوں فلاصلا ان کتابوں کا میں لیکر اکھا ھوں صاف یہ نظم اے برادر اطافت شعر کی ولا جانتے دیں بھیاردوکی زباںمیں نین کہا میں

کہ حتی کیا کیا دیا اسکو مراتب
بہت تحقیق سے اس کو اکھا دون
کیا هوں درج اس نسفے کے اندر
کہ دے کام امیوں سے اس میں اکثر
دزاکت اس کی کچھ پہنچانتے نیں
کہ اس بھاکے کویاں کوڈی جائتائیں

اس کے کل اشتحار کی تحدداد بھار ھازار تدرسٹھ ھے ' چُنادچہ ہے۔ ۔ خاردھی کہتے ھیس '

تما ششم سال بارا ما اپر جلب بفال کوش هوا هے بید مرتب تمام ابیات اس کے اے مساعد هوے چار اللف و تارست بے قصاید

آفر میں پچپری بچپری شحر کے دو قصیدے دیں ' جن میں سید عبدالقادر جیدانی کی مدح کی هے ' چہلے قصیدہ کا مطلع یہ هے ،

چڑا هوں ورطاح اندولا و همشنت هیاں بالا میرانی میاری اب دستگیاری کر تاو الے محبوب سبحائی دوسرا قصیادلا فوالمطلحیان هے ،

کیرں حسن کا دکھاوے ھے کرو فر آفتاب ڈکا دور کر دقاب کا ھوشپر آفتاب کرتا ھے لحل سنگ سیاد کوگر آفتاب تو جام می کو لحل سے اپنے کار آفتاب

اس کتاب کی ابتدا میں ایک نثری دیباچہ دے ' اس میں ادھا ھے کہ اسرار تصوف اور حقایق سلوک کے بیاں سے آگاہ نے قصدا احتراز کیا ھے ' کیوں کہ چیزیں عاوام کی سمجتھ ہے بادر ھیں '

"ملفونظات طیبات اس جناب بادرکات کے حقایتی و اسرار و دقایتی سلوک میں داتفاق اولیا دے دظیر میں نہیں اکھا ھوں کیا واسطے کہ جس لوگوں کے واسطے یہ رسالہ بشاهے، ھرگز اس کو سجد فا سکینگے ، یہ کتاب بھی کئی مرتبہ چھپ چکی ہے،

م سریاف الجنان - یہ مثنوی اهل بیت کے فضایل میں هے،
اس میں ایک مقدمہ اور بارہ روضے هیں ، دیباچہ میں حجد و نحمت اور ان کتابوں کی تفصیل کے بحد جس سے اس کتاب کے نحمت اور ان کتابوں کی تفصیل کے بحد جس سے اس کتاب کے اکھنے میں مدد لی گئی ہے ، تصریار کرتے ھیس ،

" بعضے علماء ای مناقب اشرف کو فارسی کتابوں میں سیر کے درج کئے میں الیکن کوقی کتاب مستقل اس بیاں میں اب تک دیکھنے میں نہیں آئی میں وس تصنیف هونا اس کا فلندی زباں میں معلوم ، مگر یہ کہ ولی ویلوری و شیخاے حیدرآباد دکھنی زباں میں در نسفے منظوم لکھے هیں ان کا نام روضگ الشماد اور روضة الاطہار مناقب عترت اخیار کے ان دونوں میں بہت کم میں بلکہ نہیں هیں و اقعات شہادت کے کچھ تفصیل کیے هیں اور اکثر بیاں دونوں کا غلط هے اور بے اصل تفصیل کیے هیں اور اکثر بیاں دونوں کا غلط هے اور بے اصل مے جیسا انتقام چہنا عکاشہ کا آندہرت صلحم سے " پھر آگے کاکر لکھتے هیں ،

"اکشر اهل سیبر اس فی کے تساهل و سہل انگاری کے تیں شیوہ اپنا کیا کر کر تواریخ کے اکھنے میں ضبط و تدقیق نہیں کئے بلکہ رطب ویا بس جو پائے سو اکھ گئے اس جہت سے ال کی کتابوں میں غلط باتیں اور بے اصل روایتیں بہت پائی جاتی هیں ، جیسا حبیب السیبر اور روضتہ الصفا اور روضتہ الشهدا بخلاف

ثقابت ددیث کے کہ تصافیف ان کی غایت تدقیق سے موزوں اور نہایت تدقیق سے مشدون هیس "

پھر بعاض جاھل سنیوں کے متعلق جو شیعوں کی ضد میں حضرت علی اور عام اھل بیت کی تعریف کرنے سے کتراتے ھیں اپنی سفت نا پسندیدگی ظاھر کرتے ھیں '

"اہے بھاڈی جیسا اس وقت رفض کا بلوی ھے ویسا ھی کہیں بحضے جاھلوں میں تحصب کا غرغا ھے ایسے متعصبان حضرت امام شافعی رضی اللہ عند کو رفض کی طرف منسوب کیے تھے اور ایسے متعصبان امام ابو عبدالرحین نسائی کو رضی اللہ عند آزار دئے تھے بحنی جب وہ بزرگ دمشق میں آیا حضرت عند آزار دئے تھے بحنی جب وہ بزرگ دمشق میں آیا حضرت امیرالہومنیں علی کرم اللہ وجھ کے مناقب میں یک کتاب بنایا اهل شام اس پو بلوی کئے کہ حضرت شیفین رضی اللہ عندها کے مناقب میں بھی کتاب لکھنا تھا وہ بزرگ جواب دیا کہ اس ملک میں حضرت امیر کرم اللہ وجھ کے جناب سے منصرفان بہت ھیں احضرت امیر کرم اللہ وجھ کے جناب میں کوئی منصرفان بہت ھیں اس لئے اوس جناب کے فضایل میں کتاب لکھا ھوں ابوجود اوس

اے بھاڈی یہاں بھی بعضے مردم اس طور کے ھیں اگر مناقب حضرات خلفاء ثلاثت کی رضی اللہ عنہم اوں سے کہے تبی ولولد و طرب اون میں پایا جاتا ھے 'و اگر مناقب حضرت امیر رضی اللہ عند کے کہے تبی چنداں خوشی و جوشش دیں کرتے ھیں 'بلکہ کسی بہادے سے اور اصحاب کرام کے نکر طرف آتے ھیں 'یہ طور خروج و رفض کے خارستان کا ایک پھانٹا ھے ' سنی پاک مشرب

کا طریقہ درں ہے کہ اگر ذکر حضرت صدیق اکبر کا آوے تو ایسا مشتاق ہو کر سنے کہ گویا صدیقی ہے ' اور حضرت عمر کے ذکر میں فاروقی ہووہ اور حضرت عثمان کے ذکر میں عثمانی ہووہ اور حضرت علی کے ذکر میں علوی ہووے رضی اللہ عنہم' بدستور حضرت امام حسن کے ذکر میں حسنی ہووہ اور حضرت امام حسین کے ذکر میں حسنی ہووہ اور حضرت

مورد و تحت کے بعد لکھتے ھیں

سارے اوضاف اوس کے بالتفصیل عربی فارسی میس هیس دے قیل اهیان اور عورتان اکشر رکتے نیں میں یہ دو زباں سے غبر اور هشدی میس جاو لکھے ابیات دیں هیں اون میں مناقب حضرات ھے شہادت کا اوس میں دُکار فقاط سو دھی اکثر بیاں ھے اوس کا غلط اس لیے میں بنایا یہ منظوم تا بأساني سب كاو ها مفهاوم اس میں لکھتا ھوں کچہ مناقب آل ایک دا اختصار و دا اجمال ھیں سند اس بیاں کے بہوت کتاب كه هيس تدقيق مين ود لب لباب جر یا نس**ف**ع میں ڈکر میں یک یک تارجمه هے حدیث کا بے شک صاف اس واسطے اکھا ھوں میں تا سبج ھووے شوب اوں کے تیس شاعری کا دہیں ہے اوس میں ڈھنب تا دے مر دمن کو انو کے تحب ادر اردو زبان میس بولادیس کٹ ٹھ سبجھینگے اوس زباں کے تیں ڈھیٹ دکھنی میں دھی نہیں ہولا دُظْر آيا مجھے يا طور اولا

خاتمه میں اس کتاب کی اهبیت جتائی هے

سرسری دیکھ منت اوسے زنہار اور دکھنی کتمب طرح اے یار

اسکا سفید تالیٹ سفید ۱۲۰۵ هے اور اس کے کل اشحار کی تعداد تین هزار دنادوں هے ، چماچید فاتهد میں کہتے هیں ،

سب تھے بارا سو اور سات برس تب بناھے یہ نسخہ اقدس دینگے ابیات اوس کے تیان ھزار اور دودیہ در بالا تکرار یہ کتاب بھی چھپ چکی ھے '

۲ — تحفظ الاحباب در مناقب اصداب - اس مشنری مین باره جلیل القدر اصحاب کرام کے مناقب جیان کیے میں ' اس کی ابتدا میں ایک نشری دیباچہ مے ' اس میں کہتے میں '

"الے دھائی اکشر بلکت سبب دکھنی کتاباں بنانے والے بیاں میں ایسے بہت غلط کیے ھیں کتاب اس زباں کو بے اعتبار کردئے ، اس لیے علماء ان کتابوں طرف التفات شہیں کرتے ، آج تک کوئی کتاب دکھنی صحیح و محتبر میری نظر میں آئی شہیں ، بحصے ان سے سرتاپا جھوٹ سے بھری ھیں ، اور بحضوں میں جدرت زیادت ھے ، اور بحضوں میں جموث کی ھے ، روایات موضوع کا کا سننا اور بخوما اور پڑھانا اشد حرام ھے ، اس بات پر سب علماء کا اجماع ھے ، شکر خداے تحالی کا کہ میں ہے تمام رسایل بہت صحیح و محتبر و نہایت مظہوط و مدلل ھیں کرڈی مدد ورف ورک کو روایات کو مقدور نہیں کتا اس کی کرڈی روایات پر

یہ کتاب پندرہ ابواب پر منقسم هے 'اور هر ایک داب کی مفتلف فصلیس هیں ' پہلے داب میں صحابی کی تحریف ۔ اثبات صحابیت کثرت اصحاب ' عدالت اصحاب ' تحداد طبقات اصحاب ' عدد خلفا و نقبا وغیرہ پر بحث کی هے ' دوسرے باب میں وہ آیتیں پیش کی هیں، جو صحابہ کی شان میں نازل هوی هیں ' تیسرے باب میں احادیث پیش کیے هیں ' اس کے بعد چار دابوں میں چار مشهور خلیفوں کے مفاقب دیاں کیے هیں ' یہ چاروں دیا مشہور خلیفوں کے مفاقب دیاں کیے هیں ' یہ چاروں داب دہات طویل هیں اور هر ایک باب کتی فصلوں پر

منقسم هے ، باقی کے آٹھ ابواب میں حضرت امیر حبرت حضرت عباس ' حضرت زبير ' حضرت سعد بن ابي وقاص حضرت عبىدالىردلمن دن عنوف ، دغيرت طلعه ، دغيرت ابنو عبيده دن جراح اور دضرت سعید بن زید (دضرت عدر رف کے بہدودی) کے مفتصر مماقب جیاں کیے ھیس ،

حمد و نعت اور منقبت غوث و مدح ابوالدسان قربی کے دحدد لکھتے ھیں، ،

فارسی میں بھی ھیں کچھ اے ا[اهل حب

جوج دیں سکتے هیں یا دودو زباں تا سمج ہووے مفصل اوں کے تیس قا سہج اس کی نہ میر مشکل کسے شاعری کا اس میں نیں لاتا هارں

شیس هیس اوس دهاکے سے اکثیر [آشنا

آڈھی

[کے کان

مندی تصانیف کا ذکر کیا هے ، میں لکھا ھوں أنك دسفے معتبدر ھے خلاصاد اون منے اخبار کا ذکر شاہ اولیا ہے اس میں خرب ھے ریاض اوس دسمے کا دامر اے میان ضبط هور تعقیق میں میں بے انظبير یہ رسالہ ذکر میں اصداب کے

کہ کبھی اوں کو سئے دیس اوں

2، کتے نیس فہم پر ان کے گذر

مونس جان اولی الالباب هے

اب میں لکھتا ہوں خدا کے فضل سے اوس میں اوں چیزوں کا کرتا هوں [بیاں

باولتا هاون ولا مناقاب كماولكار

نام اس کا تحفظ الاحمال هے

یں عاربی هینگے اکثار یا کتاب

اکشر عورات و یکسر امیان اس لئے لکھا ھو ں اس نسفے کو میں نظم آسانی سے کردا ھوں اسے اوں کے سمجھائے چہ می دھیر تا [ھوں جب اور اردو کے زباں میں دیس کہا

اس کے بعد اینی گذشتاع ذکار میاں ختام رسل کے دیشتار كرديا هون وزي هر هر كا جدا هور اکها جحداوس کےمصبوب القارب ھرر لکھا بعد اوس کے ذکر آل جان ولا رسایل سار جسار هیاس دلیادیار خاتمت مین اس کتاب کی اهمیست کے متعلق لکھتے هیں کرچہ هے هندی زبان کا اس مین ڈهنب معنے اوس کے هے حقیقت مین عرب از عنایات کریم کارساز

کردیا میں نے دکھی کے تیں حجاز

نیس کیا هری کوتهی اس میس دری دیکهم مس هرگز اسے تر سرسری

اس کتاب کو صاف و سادہ لکھنے کی وجہ یہ بتائی ہے

شعر کا هرگز دی لایا اس میس ڈھیب صاف بیولا ہوں اسے ازسی سیب میں اس کی دیا ہے دی

وجالا دیگر یا کا دے ارتیاب تارجہا اخبار کا دے ارتیاب

شعر کی دقت سے دسبت کیا اوسے جوں کہنا اوسے

تیسرا یع هے که تمهیدات میں استحارات اور تشبیهات میں

مور دقے مضہوں کے کرنے میں تلاش مور لطیبف انداز کے کرنے میں فاش شاعری کا صرف اگر کرتا میس فن دیتا وهان جون چاهتم داد سفن

هوتا يه دسمة مطول بالضرور

هبتیس مردم کے هیں اب پر قصور

دیس هے دالکل اوں سے امید اس قدر کلا چڑھیس ولا شوق سے یالا مفتصر

پس کروں میں کس بھروسے پردراز دیکر اوس کو شاعری ۱۵ برگ و ساز

اس کے باوجود اپنے کمال کی تحریف کی ہے

بارجود اس کے فیس در بعضے محل.

کر گیا هوں خوب اس خون پر عمل مور سبج ال بھائی اس دستے بھتر ال دیگر رسایل سربسار

بہوت صفوت سے کہا ھوں شحر میں دیکھت ڈکت انصاف سے اوں سب کے تیں۔

عردیا هون اس کی میں ترکیب چست ترجمت اخبار کا بولا درست

نیس کیا هوں کچھ کم و بیش اس میں میں میں . صاحب فن دوجهے اس محنت کے تیس!

اس کے بحد عربی فارسی اور اردو زبان پر اپنی قدرت جدائی آمے اور سودا اور دصارتی پر تفاضر کیا ہے ا

دیگهه در هندی کتابوی کو سبهی هور قصاید ریفتوشکو دیکهه دهی

کیوں کین سب الفاظ وہ زیبر و زبیر خاص تازی فارسی اص باخبر مجکو رب میبرا تعیا قدرت یتی کالا کہے النصار منکیم تصارفی

کھولوں گر اردو کے دھاکے میس زباں سود ساب سودا کا ھوجاوے زیاں

جوں دیا هندی میں جس مجھکو خدا دارسی تازی میں یوں ایکا کیا

ففر دیاں کردا هوں میاں اے دیک دام

یه کتاب سنه ۱۲۰۵ میں تالیف هوی تهی آور اس کے کل اشحار تیس هزار چار سر چهپیس هیس ،

> درسس یک الف و دو صد اور سّات · فضل دق سے فترز پایا دوب دھات

ھینگے سنب ابیات اس کے بے گماں ساتھ ھاڑار و چار س چھبیس جاں

اس کتاب کا ایک قلبی نسفت مدراس کے سرکاری قابی کتب خانے میں ہے، اس کے کاتب میں حسین علی کرمانی ہیں، ختیر کتابت کی تاریخ سلخ دی الحجہ سُمک ۱۰۰۱ھ هُئے ' یہ نسفہ مصنف کی زندگی مین لکھآ 'گیا هے ' اور اس مین جو بیان السطور دواشی هیں وہ غالبا مصنف می کے قلم سے لکمی گئی هیں، ادراشی هیں وہ غالبا مصنف می کے قلم سے لکمی گئی هیں، ایک سند در فواید _ یہ تقریبا ایکس بیاس صفوں کا ایک رسالہ هے اس مثنوی کی ابتدا میں نشر میں ایک دیباچہ هے ' اس کے بحد اصل کتاب کو ایک مقدمہ ستاقیس فواقد اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا هے ' اور هر ایک فائدہ کے ماتحت ایک غاص عنوان پر بحث کی هے '

اس میں اقسام وحی کیفیت وحی ' دزول قرآں در آسمان اول ' مدت دزول بدر آنمضرت صلحم ، قرآن کے تُکڑے ٹکڑے ہو کر نازل مونے کی وجد ، مكى اور مدني سور و آيات كى تفريق ، سور و اجزا و آيات ى تحداد اور ان كم دام ، فضايل و خصايص قرآن مجيد، جمع قرآن اور وا اصداب جمروں نے اس کو جمح کیا ، هر ایک صدابی کے قرآن کی دردید ، قرآت سیحه اصداب کرام میں قاریوں اور حفاظ کی کیا تعداد تھی ' آداب و عجائب تلاوت قرآن مجید' وسعت معانی قرآن و اعجاز قرآن ' احادیث وحی کی ایک قسم هے یا دہیں ? ان دیدکوں کا بیان جان کو عارش کے دیچے جاگاہ ملیگی اور جن کو دو اجر ملینگے ' اولاد سیدانی کی سید نہیں ھے۔ سات چینزوں کا قبول کردا سئت هے اور ان کا پهپردنا مکرولا ھے ' سرور عالم دورہ لگائے یا نہیں ' موم بتی کی شہم آندضرت صلحم نم آستحمال کی شرعی ضیافتیس کیا هیس اس مضامیس یر بعث کی هے - داقدمع میں فارداتے هیاں ـ

> پس از حبد خدا و نعت مختار میں لکھتا هوں فواید کئے سن اے یار

نہیں ھر فاقدے کو اس کے جوڑا کروں جو وصف میں اس کا ھے تھوڑا یہ نسفہ گرچہ ھے مندی میں منظوم بھی ھے اجمال سے ذکر اس کا مرقوم

ولے بحر هدایت کا گہنز هُنَيَ · · · طلسم گئج قرآن و گبر تھے '

یہ قیں کے جاغ کا وہ تاڑ پھل ھے رواق دینن کا شہم ہے مشل ھے ھے مشدی کر کے اس کو سہل منت جان بخور فکر اوس کی قدر پہچان

کر اس دسخے کو دن رات اپنا گلہار تو راد دخت شوق دل سے اس کا بلہار

کہا درں صاف اسے مشدی زباں میں کیا نیں شاعری کچمت اس بیاں میں

> عوام الناس هور عورات یکسر کریں تا اس کو آسانی سے ازہر

> > هے زبدہ کئی کتاب معتبر کا خلاصہ هے تفاسیر و خبر کا

فرائد در فرائد اس کا هے نام غدا اس کو کرے خوبی سے اتباو

یع رسالت سند ۱۲۱۰ میں تمام هوا تها جیسا کت خود هی خاتمت میں ظاهر کیا هے -

بمبد الله که یه دل کش رسالت که قرآن و خبر کا هم رساله

بہت جلدی ستے اتبام پایا چھپے اسرار کو جلوے میں لایا

جسے ھے علم دیں ھور شوق جائی کرینگا اس کی پوری قدر دائی

تھے بارا سر پہ جنب دس اے گرامی بشہر صوم پایا ھے تمامی

تمام ابیات اس کے جو هیں سب رس هرم هیں یک هزار ویاں صدو دس .

_* -

تصدق سے محمد کے الہا کر اس دستے کے تیں مقبول دلہا

حیات و موت کر ملت میں اس کے تو میرا حشر کر امت میں اوس کے

۸ — گلزار عشق - ید مشنوی مصنف کی ایک معردة الآرا تصنیف هے اس میں رضوان شاہ اور روح افزا کے قصد کر نظام کیا هے ارضوان شاہ چیس کے جادشاہ کا قابل بیٹا تھا اباپ کے انتقال پر سلطنت کا مالک بنا ایک دن شکار کیلئے بنا ایک دن شکار کیلئے دکلا ایک هرن کا پیچھا کیا مگر وہ ایک چشمت میں جاکر علین ایک هرون کا پیچھا کیا مگر وہ ایک چشمت میں جاکر علین هروگیا وضوان شاہ اندر غوطہ لگانا چاها اراکین سلطنت علین هوے آخر اس نے اس چشمت کے کنارے ایک محل تعمیر کیا اور دن رات وهین رهنے لگا ایک رات روح افزا باهر دکل آئی تکچھ دیر صحبت رهی وهر جدائی هوگئی آفر ایک محلت کے محل کی مادی تو بعدہ دونوں ایک دوسرے سے ملے اور عیش و کامرانی کے ساتھ زندگی بسر کرئے لگے ا

اصل قصع فارسی میں تھا ' منشی فایر دیے سند ۱۰۹ ھ میں اس کو دکھنی میں نظم کیا تھا ' اس کا ایک قلبی شفع کتب خات امل اسلام مدراس میں ھے ' اس کی زبان قدیم ھے اس کے کل صفحات ۲۰۳ ھیں اور مدر ایک صفحه میں دو سطرین ھیں '

اب یا دیس معلوم کا گلزار عشق کے لکھتے وقت فایدز کی مشدوی دیدش دخار تھی یا نہیں ' بہار حال آگاہ نے دصارتی کے گلشان عشق اور علی نامه کو دیکھ کا ایک مشدوی کا تصور قایم کیا ' سنہ اللہ اللہ میس اس کی ابتادا کی۔ ' مگر جام سو

اشعار کے لکدفت کے بعد دوسری مشعولیتیں ۔پیش آگئیں ' اور یہ مثنوی پوئی ادھوری رد گئی ' آخر انیس برس کے بعد سنۃ ۱۲۱۱ میں اس کام کو ماتد میں لیا اور اس کی تکبیل کی چنانچہ خود می کہتے میں

> تھے جب یک ھزار اور دیکھ دو سر بنا اس کا دیباچہ اے گرم رو

گذر گئے میں جنب اس پر انیس سال مدوا بدر کامل بنت زیبا صلال

کیا اس کے بیتوں کی جنب میں عادم مورے ساتا مازار اور پان سار شود

اِس مِثنوی میں قدیم دکھتی زبان کی بجاے صافحہ اور شستہ زبان اختیار کی دے ' اس کی وجہ یہ تمی '

"جب زبان قدیم دکمنی اس سبب سے کی آگے مرقوم درا اس عصر میں رائج نہیں ہے اسے چھرڈ دیا اور محاوری صاف و شسته کو که قریب روز مرد اردو کی هے افتیار کیا اور محافی صرف اس جماعے میں کہنے سے دو چیز مائع صوبے اول یہ کہ تاثیر وطن یعنے دکن اس میں باقی هے اکیا واسطے کی احداد پدری و مادری اس عاصی کے اور سب قرم اس کی بیجاورری میں اور سرے یہ کہ جعضے اوراع اس محاوری کے میرے دل میں دوسرے یہ کہ جعضے اوراع اس محاوری کے میرے دل میں دواتے هیں ازائملله یہ کہ تذکیر و تائین فیل نزدیک میں دواتے هیں ازائملله یہ کہ تذکیر و تائین فیل نزدیک میں دوات میں کے تابع فاعل هے اگر یہ میکر هے تو وی بھی مذکر هے اور اگر موشش مے تو میشش یہ قاعدی موافق قاعدی عربی کے دو اید میں میں دوات کی سردی کے دو اس کی عربی کے دے در دو السنی هے اور قیاس صمیح بھی اس کی تائید کرتا دے در فیلف عماوری اردو کے کہ اس میں دسمت

فعل کی مفعول کی طرف کر مذکر کو مودث اور مودث کو مذکر کرتے هیں "،

اس کی ابتدا میں نشر کے اندر ایک دیبادی ہے جس میں دکس اور شمالی هند کے اهل زبان اور محاورہ کی تفریق کی هے اور دکھنی شمرا کو ان پر فضیلت دی هن آس کی پند اقتباسات اوپر نقل هوچکے هیں '

اصل دشنوی میں تہام عندوادات شحار میاں قادم کنیٹے میاں گئے۔ مشلا مناجات کا عندوان ہے

غنچه دل کی عبرض حیدرانی در حضور دسیم رحمانی

محراج کا عنوان هے

ذكار محاراج صاحب لولاك

پاڈیں جس کے سپر کے تقیں افلاک

وماده فی دا قدردادی کا شکید ای الفاظ میں کیا هے ا

یہ سُنب کچھ ھے لیکس کروں کیا علاج دی اس دور سیس ھے ھندر کا رواج

ُ هَمَّ ابُ هازل أور مسفرے كاؤ قباول مسفرے كاؤ قباول مار هے پتھار أور فضائت فضاول

تفاخر میں اردال هیں جابدا ددامت میں اشراف فیں مبتلا

جہاں لک جو نوع مسلمان هیں سو تکلیف و مدنت سے حیران هیں

سب می ماتم سے غمر کے چامال میں ارادل جو ان میں مین دا داں میں

پر اهل نجابت اوپر قهر هم حیات ان کی تلفی سے جوں زهر هم

کرے کرڈی اس وقت کیا فکر شحر کع بحدر ھے دشنام سے ڈکر شحر

کرے کردی کیدوں عزم تصنیف کا هدوکس طرح سے شوق تالیف کا

اس کا ایک قلبی دست یورپ کے کتبخانی میں هے اس کا ایک قلبی دست اوج آگاهی و یہ حقیقت میں پانچ مشنویوں کا مجہوعہ هے و بار کا مجہوعہ ہے کہ جس کے نام یہ تھے (۱) صبح شوبہار عشق (۲) درت عشق (۳) غرقاب عشق (۳) حیرت عشق (۵) حسرت عشق اب تک اس کے دستہ کا کہیں پتہ دم چلا کا گلدستہ کا کہیں پتہ دم چلا کا گلدستہ کا کہیں پتہ دم چلا کا گلدستہ کا کہیں کے کل کرناڈی میں اس کا دام دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے کل ابیات کی تحدداد چار ہزار پانچسو ہے '

۱۰ -- روپ سنگار - یا دهی ایک مشهور مثنوی تهی اس کا دسته دهی دایاب هے اصاحب تذکیره گلدسته کردانک دے اس کا تذکیره کیا هے ا

۱۱ -- روضہ الاسلام ، یہ شافعی فقہ کے متعلق ایک منظوم کتاب هے جس کو اپنی لڑکی کنیبز فاطمع کے لئے لکھا تھا۔ اس کی ابتدا یہوں هوتی هے

مبد مے اس علیم در مت کا جو مے فیاض علم مطلق کا

چاھا جس کو چلائے خیور کی راہ کردیا اس کو فقہ سے آگاہ

جس چاہ کرتا ھے اچنا فضل و کرم اس کو کرتا ہے عِلم سے مہدم حدد و نعت کے بعد حضرت امام شافعی کی تعریف کی می اور ادنی اردو تصنیفات هشت بهشت فراید در فواید ، ریاض الجنان ' تدفع الاحباب ' تدفع النساء ' محبوب القارب عو گنادے کے بعد لکھتے ھیں

اب میں لکھتا ھوں کچھ مسایل فقع تا شہر دار عووص سایل فقع

جعضے احباب اوس کے تھے خواھاں چہتے تھے اوس کے تیس بصد دل و جان

هٔ اصکار شور چشم و جان عازیار دام هے جاس کا فاطمان کی کنیار

دِل سے شایق هے علم دیس کی سدا دیوں کی سدا دیوے توفیق اسے زیادی خدا

اس کا نام روضہ الاسلام رکھا تھا۔ چذانچہ کہتے ھیں نام اوس کا ھے روضہ الاسلام دیدوے حتق سنپ کوں اس سے دفع تمام

اس کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ عورتیبن اس کو پڑھیی اور ولا لوگ بھی پڑھیس جو فارسی سے واقف دہیں دیں ۔ چنانچہ کہتے ھیں

> تا یہ مذھیب میں جتنے ھیں عورات شوق سے اوس کے تیں پڑھیں دن رات

> > هور ولا مردان کا فارسی دلا پرڑھے رهے نیرٹھنے میس اس بیاں کے اڑے

ابتدا میں امام شافعی کے حالات و مفاقب لکھے ھیں۔ اس کے بحد طہارت و نماز و زکواۃ و روزہ و حج کے عام فتہی A.N.S-2 مسایل بیان کئے میں ۔ محاملات کے متحلق داسازی طبح کی رجزہ سے کچھ دہیں لکھا ۔ چنادچہ خاتمے میں کہتے ھیں

ھیگا بدے محاملات دراز طبح میںری ھے ضحف سے دا ساز

ھەروپ گار عنون مصطفى يا ور اس بيان مين لكھاون كتاب دگار

اس کے کل اشحار دو ھازار چار ساو چاردیاں ھیں چادچد کہتے ھیاں

> ھیں سب ابیات اس کے بے تلبیس · دو ھازار چار ساو چاوبیس

يه كتاب سنه ۱۲۱۳ ه ميل لكهى تهى ـ چنانچـ روضه دين و اسلام ۱۲۱۳ ه

محمدی مذهب روضہ دلنواز سے اس کی تاریخیاں دکالی هیں ۱۲۱۳ ه ۱۲۱۳ ه

۱۱ — دیدوان هندی ـ یع مفتلف اصناف دظیر چر مشتبل هے اس کے قلبی دسفے دو جگه پائے جاتے هیں ایک جامعہ عثمانیه حیدرآباد هیں اور دوسرا مکتبہ ابراهیمیه حیدرآباد هیں کے اس کی ابتدا میں آگاہ کے باری صفدوں کا ایک محرکۃ الآ را دیباچہ لکھا هے ابتدا میں مفتلف اصناف سفی پر بحث کی هے اور بتایا کے کہ ریفتہ فارسی کا تابع هے ' اس لیے اس کے ناظموں پر وابب

ھے کا اشواع سخان میں قوانیان قوافی فارسی سے عدول دی کافی عادیا ، اور کاف فارسی سے کافی عاربی کو قافیالا شاہ لاگیاں

اسی طرح یت دھی لکھا ھے گت عربی اور فارسی کے مشھور

افظوں میں حرکات کا رد و بدل نہیس کرنا چاهئے ' آگام نے

یا دیران غالبا اپنی آفر عمر میں ترتیب دیا تھا ' چنادیہ اس دیباچہ کے اختتام پر کہتے میں

'' یہ حقید دارس آگے تیاس بتیاس جارس کے کیا فارسی اور کیا مندی میں سب اقسام شعار میاں نظم کیا تھا اور ان سب کی بعد انتقال حضارت مرشد قدس سری دھو ڈالا '

اس کے بحد اپنی تبام مددی تصنیفات گنائی هیں جس کا اوپر ذکر هرچکا اس کے محنی یہ هرے کہ یہ دیران گلزار عشق کے جو سنہ ۱۲۱۱ میں لکھا گیا هے بہت بحد کو تیار هوا هے '

اس دیباچہ سے یہ بھی معلوم ھرتا ھے کہ آگاہ دے کئے قصاید لکھے تھے ، ان میں سے چند قصیدوں کی ضود ھی تعریف کی ھے ، چنادچہ کہتے ھیں ،

" خصوصا قصیده کافید که حضرت خیرالبرید علید الصلوة و التحید کی شمایل قدسید با سلوب کنایت و مجاز کها گیا هے اور تصور میں شاظم کے منتہاے لطافت و رقت کی پہنچا و قصیدة لامید هلالید که تشمیهات تازی سے لبریز اور مضامیس تلاش بلند آوازه سے شور انگیز هے 'صاحبان استعداد ان دونو قصیدوں کی غور سے دیکھیس اور داد دیویس '

یور پہلے قصیدہ کے متحلق لکھتے ھیں

" قصید اول کن حدد و سپاس حضرت قیوم اجل میں هص عزوجل مشبب هے، اب تک عربی فارسی مندی میں قصیده مشبب حدد میں اس عاصی کو نظر نہیں آیا ؟

ا آخر ميس لکما هے

"مفقی نه رهے که مدبت سے هزاج دردهند کی اقبیام یاستام سے پر گزندرهتی هے عجز و شعنف پر انواع کاهش سبتے راور میالات دونا ویس هفدی کا جر کر جتیس بریس نگزر گئے اس ضورت احتمال هے که شاید کبی مدل میس عدول اس محاورت سے هوا هوا اگر صاحبان انصاف یوں پاویس خورده گیری نه کریس جلکه درکیب دل بشیری و مضامیا رنگیا پر امن دهریاں"

دیواچہ کے بِحد ،دس عصیدے عین ' پہلے قصیدہ عا مطِلِع یہ عمے ۔

> رات کی جو خواب غذات سے هوا میں هوشیار صفحہ آفاق میں عبارت سے دیکھا بار بار

یه تمام قصاید یا دو حمد و نحت میں هین یا حضرت فاطمة الزصرا اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مفقبت میں هیس اس کے بحد غبرلیس فرد و رباعیات اور گیاری قبطحات هیس کچهم هندی دوهے اور کبت دهی مرجود هیس

دِہلی غبزل کا مطلح یہ مے ،

اے حسن و عشق کو تدرے جلوہ سے ابتدا مر عین کو مے تیری تجلی سے ابتدا

آخری غزل کا مطلح اور مقطع ید ھے۔

زائب سیاہ کی تربے مے کیا بکٹ کہائی دشوار جس سے هوئی دن رات نیند آدی

جب قدر دان سفن کا تیرے هے عشق آگاء حکیا غمر هے گر نہیں هے۔دوئی اس کی قدر دائی

هندی شاعری آگاه کی هندی شاعری کو تین جمیتان میتان مین مین تنسیم کیا جاسکتا دے ایک متو دولا فی جو خاص

عوام کیلئے عام فہم ددهنی میں لکھا گیا ھے، دیشت بہشت معنوی، رسالۃ عقاید، تحفق النسام، مصبوب القاوب ریاض البخان اور تحفق الاحباب السی قبیل سے هیبن، دوسرا وہ جو ادبی دور ردھنے والوں کیلئے لکھا گیا ھے، اس حصہ میسی آگاہ کی دو عشقیہ مثنویاں گلزار عشق اور خبسۃ متحیرہ اوج آگاھی داخل هیں اس میں شستہ زبان استعمال کی ھے، جو اردو زبان سے بالکل قریب تر ھے، اس میں اور اردو میں فرق یہ ھے کہ فعل کو فاعل کا تابع قرار دیا ھے، مقعول کا تابع نہیں جیسے فعل کو فاعل کا تابع قرار دیا ھے، مقعول کا تابع نہیں جیسے فعل کو فاعل کا تابع قرار دیا ھے، مقعول کا تابع نہیں جیسے فعل کو فاعل کا تابع قرار دیا ھے، مقعول کا تابع نہیں جیسے فعل کو فاعل کا تابع قرار دیا ھے، مقعول کا تابع نہیں جیسے فعل کو فاعل کا تابع قرار دیا ھے، مقعول کا تابع نہیں جیسے کہ اردو میں نے کے استعمال کے وقت بنانا پڑتا ھے، تیسرا

اول الدفكي حصه هيس عام طورور دكهني الفاظ اور مداوري استحمال كيد هيس ويسد بهتر الدر ورور دكهني الفاظ اور مداوري الشهمال كيد هيس ويسد بهتر الدر الدركيبيس بهت استعمال الني وغيرة آگاله وي بفارسي حوف اور الدركيبيس بهت استعمال كي هيس وان اي زبان ميس بهت سي الفاظ ايسي ماتي هيس بو آجكل متروك بهيل حيس هور كيتك الرك الحك وغيره شيان ان كي بهت المواظ المي وجه الي ان كا كلام بندشوں كي اداظ سي پيست اور مضبوط دييس رهتا ، مكر معلومات بهدشوں كي اداظ سي پيست اور مضبوط دييس رهتا ، مكر معلومات كي لداظ سي ان كي هدريك كتاب بهت اهميت ركمتي هي ان

دوسرے حصد کی زبان بہت صاف اور شسته هے ، تاهم ان میں بھی عربی فارسی ترکیبوں کا استعمال زیادہ هے ، اور متروک الفاظ بھی زیادہ هیں ، مگر سلاست اور روائی پاڈی حاتی هے ، اور شاعرانہ تشبیهات اور استعمال عمدہ طورپر استعمال

کیے میں '

تیسرے حصد کی زبان تو خالص اردو ہے' قصایت جذبات
سے لبریز ہیں' الفاظ میں دھی شان و شکود پایاجاتا ہے' طرز ادا
بہت ھی عبدد ہے' غزلوں میں فارسی کا تتبع ہے' صفت
زبان اور محاورد کا بہت زیادہ فیال رکھا گیا ہے' حسن و عشق
کی واردات کے ساتھ محرفت اور تصوف کے فیالات بھی قلبند
گئے گئے ھیں' چنانچہ چند مثالیس ذیل میں پیش کی جاتیھیں'

هرگر وجود میں تو شریک آپ کو نجان تقصیر بید تری دد کبھی هرور گی معاف

دنیا هے گنده پیر که صحبت هے اس کی زهر دارالخاری کے تتین دظر آتی هے دو عروس

هے یار کا میرے سینہ میں بود و باش هنوز عجب هے پهر مجهے اس کی هے گیروں تلاش هنوز جارت اس کان، رکھا کوئی تحیین باقی

وهام باطل کا عبث هامرکاو هے پندار هناوز ، .

پیاری میں کاٹ گئی سب افسوس زندگانی دیکھی کبھی دی ھمرنے ھارتی ھے کیا جوانی

ان کے چند اشعار دیل میں نقل کیے جاتے میں ، جن سے ان کے عام اشعار کا کچہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے ،

هر اشک میرا تها رشک یاقوت ایسے کو تو خاک میں ملایا

کیا هاته میں آیا ترے اے عشق ستبگر جو ایسے دل کو تو اسطرح جلایا

داکاری و بیچاری و آواری دل آگای البشات الله هارے دلدار کو بھایا دادر هم ترا تباشع ال دل ادِنْم كو تو كيا تراشاام دل

خبر ھے کس کے آنے کی یا گلشان پڑی ھے چوطرف غل خیر مقدم

قکلیٹ سیر مجھ کو دری ھرگز اے صبا مادند بو مجھے ھے سفردنت وطن کے بیج

نشہ میں تیارے جاو سوگتے هام درگتے هام

میں ایک جینے سے اپنے هوں تنگ آگاہ جہاں دیکھٹے جس کو تو هے حیات لذیک

میس تیاری زلف کے پیچارں میں دل کا جاریا هاری کا کا دوں کا کا دوں کا کا دانہ کا اس الدهیارے میس ولا شاب چاراغ کھاریا هاری

خواب شیریں سے دی شیریس کر جگایا افسرس مرزی جولان مے عبث دالی فرماد منارز

هے ان ددوں لب جاں بدش یاربر سر لطف بشارت اے دل بیمار اب جیا تودے

قیامت دے خرام دار تیرا دیکھ کر پیارے کھڑے قدکی جلالیتی ھے تیرے دار دار آرے

اگاہ نے کئی جگہ سودا اور دوسرے شاعروں سے اپنا مقابلہ علی اور کے اور کی مقاق اڑاتے ھیں '

هیاں ایک قطعہ: میں ساودا کے یہ دوبیت غاریاب کا کہ دوبیات غاریاب کا کہ دیار انساف روبرالا نہیاں دیار مند میں دو چار ایسے هاو گازرے

جنہون نے داز رکھا مضدک سے اپنے تمیں

چنادچه خسرو و فیضی و آرزو و فقیر سفن ادموں ۱۵ مخل کے هے قابل تدسیس

کہا میں سن کئے عجب هیگایه در چار کا قید دوئی ایسا حرف تحجب فزا سناهی نہیں

بہت سے کل کا ھے ایران جان سے داغستاں یع گلزمیاں میں گلجارش خددۃ شیاریاں

ید سرف وشان محائی کا اوج موج خیال

سنے اگر متے شیراز هروے سرکا جہیں چنادچاہ طوطی شکر شکان امیارحسان

جو هم صفیر دے خسرو کا اور قرب آگیں ' دوسری جگد اکھتے ھیں '

اس بندد میں سودا کی خاطر هے پریشانی اپنے کو یازیدی کا بیٹما هے بات نادائی

اور لے چکا اپنے پر الزام یہ نصرائی کہتا غرض لے یارو اس طرح جد دادادی

میں مدوں تاو نضاری سے یاوں از رط نادانی پروچما کے مسلمان عاد بارلا وی عام نصرانی

آگاہ گار سٹے دہکیس نظام یہ تاری ساودا کہے کہ شحار سے میارے دہک گیا

سار ساودا پات تارے شاور سا ھے آگاہ سلسلت حشار کا بارپا تات ھارا تھا ساں ھارا

اگر چه یه سفن بندی دے آگاہ شد دراک سع کرسکتا دے دراک

ھار مصارعات رسا میبرا طوبی سے ھے قبریاں کاندھے چات دے دبیار فلک کے علم مرا

شحار کے گرچہ قلمارو کی حیاں چھاوڑا آگاۃ عارب و هفاد و عجام میاں هے مرا داب هفاوز

فردوسی موگیا هے دم داکشا ترا آگانا تیاری طبح کار هے فیاض روض طاوس

تلادفة آگاہ كى فيض تربيت سے ان كے بہت سے شاگردوں دے شاعرى ميس بہت نام كمايا ، اس كى ايك مفتصر فهرست ديل ميس درج كى جاتى هے ،

ا _ شاهی دید آگاه کے مشہور اور دامیر شاگرد دھے ' ان کا دام غلام اعزالدين تها ' دامي تدلص كرتے تهے ' يه حامد على خان گوپاموی کے فرزدد ارجیند تھے ، سنت ۱۱۸۱ ھ میں پیدا ھوے ' آگات سے علم و فرن حاصل کیا اور ان سے اپنے اشحار کی اصلاح لی ' ان کی شادی دواب سلطان النساء بیگ.م صاحب بنت شواب محمد علی خان دہادر کی لیڑکی سے هاوی تھی ؛ حکاومت وقت کی طرف سے ان کو مستقیم جنگ بہادر کا خطاب مالا تھا ، ولا اینے استاد کی طرح شیحوں کی مفالفت میں پیش پیش رمتے تمے دراب عددة الامرا بہادر كى تفت نشينى كے بعدر ان كے ايك شعر پر گرہ لگانے کی وجہ سے کچھ دن کیلئے محترب هوگئے تھے ' لیکن آخر میں ان کو محاف کردیا گیا ' اور ان کو ملک الشحرا کا خطاب ملا' ولا اردو فارسی اور عربی کے ماصر تھے اور تینوں زبانوں میں شحر کہا کرتے تھے ' فارسی اور اردو میں ان کی مختلف تصنیفات هیس ' فارسی میس ساقی دامه ' فردوس اعجاز يا ميمانة كيفيت اور دو دادة ئادى لكهى هيس 'ان تينون A.N.S-3

کے قلبی دسفے گوردیمنٹ اوریمنٹل مینہوسکریٹ لائمبریدری مدراس میس موجود هیس ' اپنے استاد کی زشدگی میس آدمضرت صلحم کی وفات کے متعلق ایک مفتصر نظیم لکھی تھی ' جس کا دام مدینہ الادوار در رحاحت سید الابرار هے ' یع کتاب سند ۱۲۹۱ ه میس چھپ چکی هے ' اس کی ابتدا میس اپنے استاد کی تحریف کی هے '

> منبع فینض دولوی داقر عالم عام باطن و ظاهر

اس قدر علم کا هے اس میں کہال جس کی اس عصر میں نہیں هے مثال

فقع و دوسیس هاور حادیث و سیس

اس کو اس علم میں ھے خوب خیر

کر چکا هیگا اس دے سبب سے عبدر

عاربی فارسی میں کامل هے

نظم هاور دشار بيچ قابل هے

ھیں تصادیک اس سے دے تحداد اس زمادہ کا ھے دڑا استاد

عالم باعبل هم ولا والله

اس کر کہنا بجا ھے حق آگاِلا سب فضایل میں بس گرادی ھے

تانی جامی و نظامی هے

علم تفسیر کا جو هو راوی بارگ الله بولے بیضاوی

جنب غیار میاں صدیعة هے عالم خاوش هے روح دفاری و دسلم

گر زمانے میں اس کے مرتا کیاں ففر کرتا ادام ففر الدیان

> کرے اس کی سدا ثنا خوائی عبد قاهر فصیح جرجائی

گو دها سمبان ایک لاثانی پر دجل هو سن اس کی لسانی

> مبتدا کر چه سیبویه هوگا یان سے یصر حصو مبتداهوگا

علم تصریف میں تھا کب یہ ظرف کو ابردکر و عبر سب ھے صرف

گم هاو یان. عقل صایب و صابی در در در اس کے دول فارابی در اس کے دول فارابی

دیدکهان کا اس کا حاکمات سینا وهیان ساجد هار بار علی سینا

الغرض ولا هم ایک بڑا فاضل علم جو جو هم هم اسم حاصل

علم کا اس کے فیض ھے چو گرد میں جعنی اددی اسی کا ھوں شاگرد

یارب اس کو سدا تو قادیم رکھہ دارم اس کا جہاں میس دایم رکھہ

دامی نے سفت ۱۲۱۱ میں مثنوی دو دہار عشق سنت ۱۲۳۳ میں مثنوی گنج قدرت لکمی تمی پہلے میں شیریں فرماد

کے قصع کو نظم کیا ھے، دوسرے میں حضرت شاہ الدہید ناگرری قدس سرہ کے حالات و کرامات قلمبغد کیے ھیں، نیع کتاب درحقیقت اپنے لڑکے کے خسر نواب امیرالملک عمادالدین مدمد خاں بہادر کی خواهش پر لکھی تھی، امیرالملک مرصوف جبب ناگور گئے تھے تو اپنے ساتھ، کنزالکرامات نامی ایک دکھنی رسالہ لائے تھے، نامی نے ان کی درخواست پر اس کو اردو میں نظم کردیا تھا، ان کی علاوہ لیلی مجنس کے متعلق بھی ایک مثنوی اردو میں لکھی تھی، جس کا نام بہارستان عشق ھے۔ یہ کتاب عنقریب مدراس یونیورسٹی سے شایح ھوگی، نامی نے سند مدون میں وفات پائی اور اپنی مملوکہ زمین میں مدفون ھوگ ان کی قبر اب پریسیڈنسی کالج مدراس کے احاطہ میں مدفون

السماحة محبد على حسين ، تاج الامرا ، اميرالبلك دوالفقار الدولية ظفر جنگ خطاب اور ماجد تخلص تها، اور يع تفلص آگاہ کا عطا کیا ہوا تھا ، اور جاب ان سے پرخاش مو گئی تاو ماجاد دے ایما تخلص بادل لیا اور اس کی جگام حسیس ایما تخلص اختيار كيا ، يع شراب عبدة الامرا ببادر أي فرزدد تهم ، سند ۱۹۸ ه میں بیدا هرے تهے اور مختلف اساتذلا وقت سے تحلیم دائی ' آگالا سے اینے اشحار کی اصلاح لیا کرتے تھے ' تھروی مدت کے اندر ماجد نے فن شاعری پر عبور حاصل کرلیا ' اور واقعمة ينه هے كمة خاندان انور يه ميں ماجد جيسا ذهين وازك خیال اور تیز طبیعت شاعر نهیس بیدا صوا، مفتلف اساتده کے کلام پار تنقیادیاں کی تھیاں اور ان کے اشعار میاں اصلاحیار دی تھیں ' اس کی تفصیل تددیرة گلزار اعظم میں ھے ' لیکن اذُسوس هے کع صوت دے اس کی زیادہ پھلنے پھولئے دہیس دیا'صرف اٹھارہ سال کی عمر تھی کہ سنہ ۱۲۱7 ھ میں اپنے باپ کے انتقال کے صرف چھ مہینہ بعد وفات پائی'

الميرالملک ماجد شوجوان رفت "

ان کی تاریخ وفات ہے ' ماجد نے مختلف دواریس یادگار چھوڑے جو مختلف اصغاف سفس پر مشتمل ھیں ' اسدوجوان کو کتابوں کے حمح کرنے کا بھی بڑاھی شوق تما ' گورنہنٹ اورینٹل میناوسکرپٹ لائبریری مدراس کی کئی قلبی کتابوں پر " تاج الامرا " کی مہر لگی ہوی ہے جس سے محلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ کتابیس انہی کے کتاب فائد کی رینہ بنی ہوئی تھیں '

الله فایدق سید فیرالدین نام اور فایدق تفلص دها اسید محصوم فان امامی کے فرزند دھے است ۱۱۸۸ ه میں ادگیر میں پیدا هوء اعلوم متداولہ سے فارغ هونے کے بعد شاعری کی طرف توفید کی اور صنایح بدایح اور غوامض و ذکات شعری پر عبور حاصل کیا ا آگاہ سے اپنے اشعار کی اصلاح لیا کرتے تھے اور اس کا اعتراف اپنے مفتلف اشعار میں کیا هے اپنانچہ ویک جگد کہتے هیں ا

به بهیش حضرت آگاه درسفس فایت بچشم خویش گادازدز اضطرارانگشت

فایت دے اپنے زمانت میں شاعری کے اندر بڑا دام پیدا کیا 'آگاہ کی وفات کے بعد ولا استاد فن تسلیم کیے جاتے تھے 'اکثر شاعروں دے ان سے اصلاح لی هے 'بخض ایسے کم 'سن شاعر جن کو آگاہ کی صحبت سے زیادہ فیض اڈھائے کا موقعہ نہیں ملا 'بعد میں فایق کے شاگرد هوے اور ان کے فیض تربیت سے شاعری میں کوال حاصل کیا 'فایق نے سنہ ۱۲۲۲ ہمیں وفات پائی '

الله و المحتق علام على موسى رضا دام , دكيه باقد دسيان خان خاب اور رايق تخلص تها عكيم ركان الديان دسيان خان دايطى كے فارزدد تهے استان ۱۱۸۰ هميان محمد پاور اركائ ميان بيدا هول افارسى كى تكميل كے بعد عاربى پاڑهى اظار و نشر اور مشق سفان ميان آگاه كے شاكرد تهے , طبابات ان كا پيشا تها الهول نے كلدستا كردائك كے دام سے كردائك كے شعراء كا ايك دلچسپ تذكرا اكوا هے استان كا ويك دلچسپ تذكرا اكوا هے استان كوردائك كے شعراء كا ايك دلچسپ

۵ _ محجوز غلام مدی الدیان دام اور معجز تفاص تها است ۱۱۲۳ میس آرکات میں پیدا صوب ان کے والد کا دام محمد ددیم الله دایطی تها است ۱۱۹۰ ه میس محجز مدراس آئے، اور آگالا سے فارسی پڑهنی شروع کی والا ان سے اپنے اشحار کی اصلاح لیتے تھے اور بہت جلد غرامض و دکات شحری میس کمال حاصل کرلیا فارسی زبان دانی میس آگالا کے بحد محجز هی کا درجہ تها امیس الامراء بہادر نے ان کو اپنے فرزند میں نواب عظیم الدولاد کا اتالیتی مقرر کیا تھا عجد القادن دواب عظیم الدولاد کا اتالیتی مقرر کیا تھا عجد القادن دواب عظیم دادولاد کا اتالیتی معجز هی کے فرزند هیں اظر مصنف بہار اعظم جاهی محجز هی کے فرزند هیں اظر کو دی آگالا سے شرف تلیک حاصل هے محجز نے سفت دواب عبد القادن کی ایک محجز نے محکر دی محمن محمن محمن محمن محمن دی

ا مداد علی نام اور امداد تفلص تما بلگرام میں پیدا مور تمی میں مدراس آئے اور ایک میں پیدا مور تمی میں مدراس آئے اور ایک مدت تک یہیں مقیم موگئے تمے طبیعت میں تیزی اور فکر میں جردت تمی الفاظ کی نشست اور بندشوں کی چستی سے خورب واقف تمے محصر شعراان کی بڑی قدر کرتے تھے اگالا بھی ان کے دوق سفن کے بڑے مداح تھے 'جنب وطن کا

سرد؛ سر میں سبایا تو ایائک یہاں سے ذکل کھڑے ھوے اور وطن پہنچکر اهیر الاهرا بہادر کی تعریف میں ایک قصیدہ اکم کر روائدہ کیا ' اس کو ضود آگاہ نے پرٹھکر سنایا اور اس قصیدہ کی بڑی تعریف کی' جب اهیر الاهرا بہادر نے اس کا صلع عنایت کیا تو آگاہ نے یہ روپیہ بذریعہ شنڈی اپنے شاگرد کے نام روائع کیا'

کے افدور دور الدیس مد دام ، دور الدیس محمد خان بہادر دشمت جنگ خطاب اور اشور تخلص تھا ، ابدو الجالی خان گوراموی کے فرزند تھے ، سشت ۱۱۱ ھ میس ، دتھٹ دگر میس پیدا ھوے تھے ، دواب محمد محفوظ خان بہادر شہامت جنگ جو دواب محمد علی والاجات کے بڑے بھائی تھے ، اشور کے دانا تھے ، ادور کے اینا تھے ، ادور کے دانا تھے ، ادور کے اینا تھے ، ادور کے دانا تھے ، ادور کے اینا تھے ، ادور کے اینا تھے ، ادور کے دانا تھے ، ادور کے اینا تھے ، ادور کھی کہنے کوشش کرتے دیے ، اور نہے دئے قافیے باددھتے تھے ، سنت ۱۱۱۱ ھ میس سل کے عارضے سے ادتقال کیا ، اور شیخ محمد مخدوم ساوی کی گذبید میں دفن کیے گئے ،

الدین خان ادر رود.ق تفاص تها عاف الدین دام عارف الدین خان خطاب اور رود.ق تفاص تها عافظ محبد محروف برهانهوری کے فرزدد تهے است ۱۹۲ ه میں مدراس میں پیدا هوے تهے اور عربی علوم متداولت کی تحصیل کے بعد غوامض و دکات شعری اور مشت سخن میں آگات سے باڑا فیص حاصل کیا تها محاورات کے صحیح استحبال کی برئی کوشش رهتی تهی امرادات کے صحیح استحبال کی برئی کوشش رهتی تهی محبد صادق خان ایرانی متفلص بن کوکیب کی صحیت میں مدت تک رهے اور خارسی محاوروں کا استحبال سیکھا ، ماجد کے یار

باشوں میں سے تھے' جب عین عالم نوجوائی میں ماجد کا اختقال هوگیا تو روئی ترک وطن کرکے حیدراباد چلے گئے' پھر آخر عمر میں مدراس آئے اور اس بزم مشاعرہ کے رکن رکین مقرر هوے جس کو نواب غلام غوث بہادر نے قایم کیا تھا مقرر هوے جس کو نواب غلام غوث بہادر نے قایم کیا تھا اور افصح تفلص تھا' حاجی محمود علی خان نایطی کے فرزند تھے' افصح تفلص تھا' حاجی محمود علی خان نایطی کے فرزند تھے' طبیعت میں تیزی' شوخی اور ظرافت تھی فن شحر میں باقر طبیعت میں تھا' ایک دن ایک غزل لکھی جس کا مطلح یہ تھا' گاہ سے تلمذ تھا' ایک دن ایک غزل لکھی جس کا مطلح یہ تھا'

كفش جردار مولوي باقر

اس کو آگاہ کے سامئے پیش کیا اور دربار اور جردار جیسے الفاظ کی جہت دلچسپ شرح کی 'آگاء نے اس کو جہت پسند کیا ' اور ان کے تفارص پر صاد کیا اور یہی اس غزل کا صلح قرار دیا '

جب دواب عبدة الا مرا بهادر سفة ١٢١٠ه مين تفت دشين هود تو ان كي تحريف مين افصح نے اردو مين ايك پر زور قصيدة لكها جس كا مطلح ية تها،

هر ذرة بے قدر كو خورشيد بنادا يا كام تو تيارا هي هے مبتاز زمادا

اور اس کو ملک الحلهاء مولانا بدر الحلوم عبد الحلی کی وساطت سے دواب صاحب کے گوش گذار کیا ' دراب صاحب اسکو سنکر بہت مدخارظ هوے اور اقصح الشحرا کا شاهی خطاب عنایت کیا اور ایک قابل قدر انجام بھی عطا کیا '

* ا - والا سید ابو سعید نام ' سید ابو طیب خان خطاب اور والا تخلص تما ' سید ابو طیب خان والا کے فرزند تھے ' سند ۱۹۰ میں رحمت آباد میں چیدا هوے ' اور اساتدی وقت

سے علوم متد اولت کی تعلیم حاصل کی ' آگالا سے اپنے اشعار کی اصلاح لیتے تھے ' آگالا ھی نے ان کو یالا تفلص عاطا کیا تھا اور یالا شعر لکھا تھا '

حظ وافی بیار از سیار چو بلبل والا اولیاں جوش بہار اسات گلستان تارا

آگاہ کے انتقال کے بعد رحمت آباد چلے گئے اور وہاں جناب مواوی شاہ رفیح الدیس قند ہاری کے ہاتھ پر بیعدت کی است ۱۶۲۵ میں آپ کے چھوٹے فرزند کا انتقال ہو گیا اولا کو اس کا ایسا صدمہ ہوا کہ وہ مدراس چلے آئے اور یہاں بصر غمر اور آیے گردمت کے نام سے دو مشنویاں لکھیس اور نشر میس فواجت رحمت کے نام سے دو مشنویاں لکھیس اور نشر میس فواجت اللہ قدس سرہ کے حالات زندگی پر بصر رحمت کے نام سے ایک رسالہ لکھا است ۱۲۱ھمیس وفات پائی اور متیال پیٹ مدراس کی مسجد کے صدس میدوس مدوس موے فوشنود نے اس کی تاریخ وفات "الحاقبة للمتقیس " کہی تھی ادعار غمر کا ایک دسفی کہتب خانہ اهل اسلام والا جالا مدراس میس ہے ا

ا _ شایرق غلام هدی الدین نام شایرق علی خان خطاب اور شایرق تخلص تها شاه اهده ابو تراب کے فرزند تهے ان کے آباء و اجداد بیدر کے رهنے والے تهے الیکن آپ کے دادا نے ادگیر هیں سکونت اختیار کر لی تهی اور شابق وهیں سند ۱۲۰۳ه میں پیدا هوے اور جب مدراس آئے تو آگاہ سے فارسی پڑهی اس کی تکهیل کے بعد اپنے اشعار کی اصلاح فایدق اور والا سے لیتے تهے اریخت کے لئے اظفری اور حیر شاہ حسین حقیقت کی شاگردی رشک بہشت افتیار کی مرج البحرین وضع قدسیان مثنوی رشک بہشت دیوان فارسی اور دیوان هندی ان کی تصنیفات سے هیں سند ۱۲۰۹ه میں وفات یائی ا

A.N.S-4

سرا مفرا غالام حسیان دام اور فدا تفلص تها مومن علی خان حیدرآبادی کے لڑکے تھے میدرآباد سے مدراس آئے تھے اور آگاہ سے اپنے اشحار کی اصلام لی تھی اور نظم و نشر کے لکھنے کی اچھی استحداد پیدا کی تھی '

الما مناصر صفی الدین مصد خان دام اور داصر تفای دام اور داصر تفای دام اور اگاه کے به به به به به به به الله الم الما الما میں بہادر کے لڑکے اور آگاه کے به به به به به الله الما الما میں مدراس میں بہدا هوے آگاه سے فارسی کی ابتدائی کتابیس پڑھیس ' پومر محجز سے ان کی تکبیل کی ' کچھ دنوں تک اپنا کلام آگاه کو دیکھائے رهے ' ان کی انتقال کے بعد فایق کی شاگردی افتیار کی ویھر حیدراباد چاہے گئے اور وہاں طبابت کا فن سیکھا پھر مدراس آکر مولوی شرف البلک بہادر مدار انبہام ریاست کردائی کی لڑکی سے شادی کی ' بڑے خلیت اور بامروت ادمی تھے' ریاست کردائی کی لڑکی سے شادی کی ' بڑے خلیت اور بامروت ادمی تھے' ماضر جوابی میس بہت مشہور تھے ' بڑے خلیت اور بامروت ادمی تھے' ادمی تھے اور فوددار آمی میس بہت مشہور تھے ' بڑے خود اور فوددار آمی میس نہت مشہور تھے ' بڑے خوش وضح اور فوددار آمی تھے ' اپنی زندگی عزت اور وقان کے ساتھ گذاری آفنر سفت آدمی سرد

کی درگان میں مدفون هوہ

سید عبدالقادر خوشنویس کے فرزند تھے، سند ۱۰۰ ھ میں مدراس میں پیدا ھوے فارسی کی درسی کتابیس آگاہ سے چڑھیں پوشر ان کی تکبیل محجز 'نامی اور اظفری سے کی 'فن شحر گردی میس بھی انہی حضرات سے استفادہ کیا تھا 'اپنے والدسے کردی میس بھی انہی حضرات سے استفادہ کیا تھا 'اپنے والدسے خورشنویسی اور نقاشی کا فن حاصل کیا تھا 'کرناڈی میس سرکاری خدرشنویسی اور نقاشی کا فن حاصل کیا تھا 'کرناڈی میس سرکاری خدمات پر مامور تھے 'بحض حاسدوں کی شرارت سے مجبور هوکر سند ۱۲۲۳ ھ میس اپنی ملازمت سے استعفا دیا اور ملیبار چلے گئے 'والی راج بہادر شهشیر جنگ نے ان کی جڑی آوبھگت کی اور ان کو اپنے دفتر کا میس همیر کمتے تھے 'ایک چھوٹاسا اور اردو دونوں زبانوں میس شعر کمتے تھے 'ایک چھوٹاسا دیوان بھی مرتب کیا تھا 'اور دظام الانشاء کے دام سے ایک

دیل کی رباعی احتیر هی کی هے ؟

احقر ز جهال وفا دء جوتيم بجا است

دست از هوس وطبح شد شوقیع خطا است

این هستی ماراک، چونقش است بر آب گرهم نفس حباب گوئیم روا است

احقر آخر وقات تک ملیبار میں رهے، مگر اپنے ادبی دوق کو برباد دونے نہیں دیا، ولا تذکر 8 گلزار اعظم کی تصنیف سند ۱۲۱۹ ه تک زندلا تھے،

ختم شاه

س مسواکل الحور فی شرح هیاکل الدور فی مشرح هیاکل الدور مقتول ملاجهال الدین دوانی نے شیخ الاشراق شهاب الدین سعروردی مقتول کی کتاب هیاکل النور کی عردی میں شرح کی تھی ۔ مصنف نے عربی مقدمہ اور حواشی کے ساتھ اس کو مرتب کرکے شایح کیا ھے ۔ ضفامت ۱۰۵ صفحے قیمت گیارہ روپتے بارہ آنے کیوریشر گورنمنٹ اورینشل مینوسکرپشس لائبریری مدراس ہ سے ملیگی

۳ مختصر تاریخ هند مورلینهٔ اور چدرجی کی مشهور و محروف تاریخ ای شارث هستری آف انتایا ۱۵ شگفته اور شسته اردو ترجه د ضفامت ۱۹۸ صفحے قیمت پندرد روپیه

۵ ـ نامحلوم انسان ڈاکٹر الکسس کیرل کی مشہور و محروف تصنیف '' میان دی ان دون '' کا سلیس اور با محاورہ اردو ترجمہ ۔ مترجم نے انگریازی کی جدید اصطلاحات کا بہترین ترجمہ کیا ہے محارف اعظم گڈھ ' برهان دهلی ' نگار لکھنو اور دراے ادب بمبئی میں ان دونوں ترجموں کی بڑی تحریف کی گئی ہے ۔ ضفاعت ۲۵۸ صفحے ۔ قیمت پشدرہ روپیہ

لا کلیات ابجدی حصد چهارم ملک الشعراء کرداللک میر اسمعیل خان ابجدی المتوفی سند ۱۲۰۳ ه نے خاقانی کی مثنوی تحفظ العراقیان کی فارسی میں شرح کی تھی مصنف نے اس کی مرتب کرکے شایع کیا کے اس حصد میں ابجدی کی ایک مختصر اردو مثنوی حقیقت دامد بھی شامل کے ضخامت صفحے ۱۳۸۲ قیمات بارد روپید

کے مثنوی فروبہار حشق ملک الشعرائے کرناٹک دواب غیلام اعز الددین خان بہادر مستقیم جنگ دامی المتوفی سنید ۱۲۲۰م دیے فارسی اور اردو میں بہت سی مثنویاں لکھی تھیں۔ اس اردو مثنوی میں دامی دے خسرو شیریس کا مشہور قصد نظم کیا ھے۔ ایک بسیط مقدمت کے ساتھ اس کو مرتب کرکے شایح کیا گیا ھے۔ ان کی دوسری مثنویاں بھی یکے بعد دیگرے مدراس یودیدورسٹی کی طرف سے شایح کی جائینگی۔ ضفامت ۱۲۳ صفحے فیمندورسٹی کی طرف سے شایح کی جائینگی۔ ضفامت ۱۲۳ صفحے قیمت ساڑھے آڈھ روپیت

نوٹ دہبر ۲ - ۰ - ۲ - ۷ - رجسٹرار مدراس یہودیہورسٹی سے ملیدگی
اهم اطلاح مولانا باقر آگاہ کی عربی تصنیفات کا ایک
مستند دسفت زیر ترتیب ھے - ضروری مقدمہ اور حواشی کے
ساتھ عنقریب مدراس یہودیہورسٹی کی طرف سے شایح ھارگا۔